ما شاء الله لا قوة الا بالله

کلام بلاغت نظام جناب مولوی حکیم سید امداد امام صاحب مخاطب بہ شمس العلما متخلص بہ اثر مسمے بہ

دیوان اثر

۱۸۹۷ء

بحسن اہتمام و تصحیح تمام جناب سید علی محسن صاحب بلگرامی آرہ مقامی

در مطبع منشی محمد ظہور الحق بہار طبع یافت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ردیف الف

مزین بسم اللہ سی مطلع ہے دیوان کا — الٰہی ہو اثر میرے بیان میں حسن قرآن کا

فزون ادراک سی ہو مرتبہ شاہ رسولان کا — اوسی سر تاج خالق نی بنایا جن و انسان کا

فقیری میں مجھی بخشا خدا نی اوج سلطان کا — گدا مجھکو بنایا آستان شاہ مردان کا

رولاتا ہی لہو آنکھوں سے غم شاہ شہیدان کا — مری گریہ سی دل ہی پانی پانی ابر باران کا

نمود شکل ہستی کن فکانی کارسازی ہے — ظہور ہر دو عالم ہی اشارہ تیری فرمان کا

توانائی دہ ہر ناتوانا دست خالق ہے — جو آنکھیں ہوں کری کوئی تماشا پیر کنعان کا

تغافل اوسکا ستم کو بنادی زال سی بدتر — توجہ اوسکی بخشے مور کو رتبہ سلیمان کا

تری معراج سی معراج پائی عرش اعظم نے — فلک کہتی ہیں جسکو ہی وہ زینہ تیری ایوان کا

بارت پنجتن کی آیت قرآن سی ثابت ہے
نجس خود ہی جو منکر ہو کلامِ پاک یزدانکا

ہی توقیر و شانِ آستانِ عرش پیرامن
بلاگردان فلک ہی گنبدِ شاہِ خراسانکا

علی سی تا بمہدی یہ امامِ ہر دو عالم ہین
ہر اک انمین ہی حکمِ حق ہی رہبر جن و انسانکا

علی ہی رازدانِ حق علی ہے ہمزبانِ حق
علی ہی ترجمانِ حق علی معنے ہے قرآن کا

سرِ خیلِ اماماں ہی امامِ پاکبازان ہے
اُمم کا مقتدا ہی پیشوا ہے اہلِ ایمان کا

پڑھی نادِ علی جب حکم رب سی سرورِ دین نے
کُھلا جوہر اُحد مین ذوالفقارِ شاہ مردانکا

شہا جسدم ترا بحرِ توجہ جوش پر آیا
ہوا غرقِ فنا دم مین عدو موسیِ عمرانکا

وٹھایا پردۂ ظلمت کو تیری نور نی ورنہ
نہان تھا خضر کی آنکھونسی چشمہ آبِ حیوانکا

وٹھا دنیا سی عیسیٰ نام پاکِ مرتضیٰ لیتا
علی نامِ خدا ہی مومنو ہمنامِ یزدان کا

ہوا تو حکمِ حق سی ناخدای زورقِ نصرت
نہ پہونچا کوئی صدمہ نوح کی کشتی کو طوفانکا

کیا سجدہ ملایک نی تجھے آدم کی صورت مین
ہوا گمراہیِ شیطانکا باعث عذرِ شیطانکا

خلیل اللہ کو تیری کرم نی امن مین رکھا
دکھایا آتشِ نمرود نی جلوہ گلستانکا

لی کی ہاتھ مین کونین کی عقدہ کشائی ہی
امامِ جنّی و انسی ہی مالک جسم کا جان کا

ہمارا طایرِ دل ہے کبابِ آتشِ الفت
نہو کیونکر اثر اوسمین حدیثِ طیرِ بریان کا

ہ بلبل ہون کہ باغِ منقبت مین شور ہے اپنا
مری نغمونسی دم ہی بند مرغانِ خوش الحان کا

خدا کیونکر نہ دیتا خرقۂ معراج حضرت کو
گنہگاروں کی عیبوں کو ہمیشہ آپ نے ڈھانکا

علی ہے باب شہر علم و دانا ہے رموز حق
علی ہے صاحب عرفاں علی عالم ہے قرآں کا

نبی سے دای شہ دین تو نے پائی دختر ذی شان
کیا حق نے تجھے مورد عطاے تیغ براں کا

ولا تیری نہو جسمیں مسلماں ہو نہیں سکتا
مسلماں کا جو شئے ہے وہی معنی ہے سلطاں کا

سنا ہے آفتاب حشر میں گرمی بہت ہوگی
شہا سایہ ہو روز قیامت تیرے داماں کا

بجا ہے گر اثر کی ذات پر نازش کرے دوران
فلک سے ہے زیادہ مرتبہ تیرے ثناخواں کا

دل وحشی ہوا مسکن گزیں ایسے بیاباں کا
کہ عالم پاے مجنوں میں جہاں ہے بید لرزاں کا

سر شوریدہ منت کش نہو گا سنگ طفلاں کا
سوا کوہ گرانی ہے اوٹھانا بار احساں کا

فلک تجھکو نہ ہو کیونکر حسد خاک شہیداں کا
شفق آلودہ دامن ہو گیا اوس ماہ تاباں کا

تصور ہے دم گریہ جو تیرے روئے خنداں کا
مری آنکھیں دکھاتی ہیں تماشا برق باراں کا

یہ وحشت رہنما کا جادۂ دشت تحیر ہے
دل گم گشتہ پر احساں نہیں خضر بیاباں کا

ہر اک نرگس میں عالم چشم مجنوں کا ہوا پیدا
ہوا دیکھی شمائل گلستاں کی طرف جھانکا

جو کھینچی آہ سوزاں قمری دل نے گلستاں میں
ہر اک شمشاد پر عالم ہوا سرو چراغاں کا

مری آنکھوں نے دیکھی ہے بہار اوس ترے کوچہ کی
مبارک ہو تجھے زاہد نظارہ باغ رضواں کا

گنہگارونکی آنکھین قلزمِ اشکِ ندامت ہین
نہین دشوار ای زاہد چھوڑانا داغِ عصیانکا

فلک آئینہ داری جورِ مہرویان کی کرتا ہے
شفق ہی عکسِ خون آلودہ رخسارِ شہیدانکا

وہی ہی آدمی جو چشمِ عالم مین جگہہ پائے
کوئی دیکھے کہ دیدہ مین محل ہوتا ہی انسانکا

ہر اک مشتاق کی جان کسوتِ تن سی ہوئی باہر
دکھایا ساعدِ عریان نی عالم تیغِ عریانکا

لبِ جان بخش کی الفت مین ہمنی جانِ شیرین دی
ہوا اپنی لئے زہراب چشمۂ آبِ حیوانکا

رکھا خورشید نی بدلی کا رومال اپنی چہرہ پر
تہِ گیسو نظر آیا جو جلوہ روے تابانکا

مری خاکِ قدم کو کیون نہ آنکھونسی ملے مجنون
کہ نورِ چشمِ لیلی ہی غبار اپنے بیابانکا

ہزارون حسرتونکو آسمان نی خاک کر ڈالا
دلِ مایوس خاکا ہو گیا گورِ غریبانکا

نہین محبوس ہوتی بوی گل دیوارِ گلشن سے
چلے روحِ روان پر زور کیونکر تن کی زندانکا

کسیکی دید پر موقوف اپنی زیست ہی ناصح
مرا تارِ نظر انداز رکھتا ہے رگِ جانکا

عدو کو لیکی وہ بت کیون نہ آئی میری میت پر
مسلمانون جلاناہی اوسے مردہ مسلمانکا

ہزارون حسرتونکا خون ہوا ہی تیری ہاتھونسے
دل اپنا ای فلک ہمرنگ ہی گنجِ شہیدانکا

اثر قرآن خوانی کا نہین جاتا پسِ مردن
ہماری لوحِ تربت پر ہی عالم لوحِ قرآنکا

نہین ہی تنگ چشمی خاکسارونکا کبھی شیوہ
یہ اہلِ شوق آنکھونپر قدم رکھتے ہین جہانکا

شہادت ہو گئی ہین منظرِ شامِ جدائی مین
ہلالِ چرخ نی عالم دکھایا تیغِ برّانکا

تری چاہت نے جیسے یوسفِ دل کو گرایا ہی
تری چاہِ زنخدان پر گمان ہی چاہِ کنعان کا

نہیں ہی وجہ خونابہ فشانی چشمِ گریان کی
تصور ہی دمِ گریہ کسیکی نوکِ مژگان کا

نظر آئیگی تجھکو حق پرستی بت پرستی مین
کسی دن دیکھ اے زاہد تماشا بزمِ رندان کا

مسلمان ہون اگر کافر تصوّر اونکا نہین کوئی
خدا ہی تو عدو تجھکو بنا یا دین و ایمان کا

چھپے گا دامنِ محشر مین خورشیدِ قیامت بھی
غضب ہوگا عیان ہونا ہمارے داغِ پنہان کا

اونھین میری مجھے اونکی خبر کیونکر ملے ہمدم
نہ یانکا کوئی وان جا کر نہ آیا یان کوئی وانکا

نشانِ نقشِ قدم کا بھی نہ پایا تا دمِ آخر
عبث ہمنے کیا پیچھا اثر عمرِ گریزان کا

محفل مین اوس سپہ رات جو تو مہربان نہ تھا
ایسا تنک تھا غیر کہ کچھ بھی گران نہ تھا

وصلِ بتان مین خوفِ فراقِ بتان نہ تھا
گویا کہ اپنے سر پہ کبھی آسمان نہ تھا

پیشِ رقیب پرسشِ دل تجھ سے خوب کی
دشمن تھا پردہ دار نہ تھا رازدان نہ تھا

غیرت دلا چکی تھی ہماری ستم کشی
مطلق شبِ وصال عدو شادمان نہ تھا

بگڑے ہوئے رقیب سے وہ آئے میرے گھر
اس حسنِ اتفاق کا کوئی گمان نہ تھا

سرگرمِ نالہ کیون رہی بلبل بہار مین
کیا ہم نہ تھے اسیر کہ ذوقِ فغان نہ تھا

سرشارِ بیخودی تھے اثر بزمِ یار مین

کیا جانین ہم رقیب کہان تھا کہان نہ تھا

قید تن سے روح ہے ناشاد کیا
چند روزہ عمر کی میعاد کیا

میری ایذا سے عدو ہو شاد کیا
تجھپہ تکیہ او ستم ایجاد کیا

اونکی خاطر جائین بزمِ غیر مین
آرزوئے جنتِ شداد کیا

پا رہا ہے دل مصیبت کے مزے
آئے لب پر شکوۂ بیداد کیا

دل مین جو آئے اوسے کہہ ڈالیے
آپ کی باتین کرینگے یاد کیا

دوست تو آئے ہین وہ دشمن کیساتھ
مجھکو دیتے ہو مبارکباد کیا

جب نہین کچھ اعتبارِ زندگی
اس جہان کا شاد کیا ناشاد کیا

جب برنگِ گل ہے پابندِ مکان
باندھتے ہین سرو کو آزاد کیا

کچھ اگر تاثیر رکھتی ہے تو کھینچ
ورنہ اے دل حاصلِ فریاد کیا

ہے ترا پامال ہر نخلِ چمن
تیرے آگے سرو کیا شمشاد کیا

یار کی تصویر دل پر کھینچ لی
کھینچتے ہم منتِ بہزاد کیا

غیر دل سے ایک دم جاتا نہین
ہم تجھے آئین ستمگر یاد کیا

مجھ سے پہلے سن چکے ہین غیر کی
وہ مرے حق مین کرین ارشاد کیا

کوہکن کی آنکھ مین ملکے بنین
سر پہ لین ہم منتِ جلاد کیا

سر پٹکتے ہین اسیران قفس
سیر چمن کی اے صبا روداد کیا

عاشقی ہے سر پہ لینا کوہ غم
نازش سربازی فرہاد کیا

عرض اپنی ہے جو ہے عرض عدو
دیکھئے کرتے ہین وہ ارشاد کیا

سرکشی تجھسے کرے کیا تاب ہے
آدمی کی اے خدا بنیاد کیا

بحقیقت جان کر دل کو اثر
تونے اے نادان کیا برباد کیا

تیرا پیکان مری سینہ سے نہ تنہا نکلا
لخت ہای دل مجروح کو لیتا نکلا

اوسکے کوچہ سے جنازہ پہ جنازہ نکلا
عشق بھی قہر الٰہی کا نمونہ نکلا

حق ٹھہر جایگا واعظ کا بیان محشر
تو اگر گور غریبان کیطرف جا نکلا

شوق آوارگی منت کش رہبر نہوا
خضر رہ اپنے لیے جادہ صحرا نکلا

عمر بھر کوچہ ظالم سے نکلنے ندیا
درد دلداری غم سلسلہ پا نکلا

ہم مسلمان ہین مگر دل ہی بلا کا کافر
آنکھین بھر آئین جہان ذکر بتونکا نکلا

اپنی ہو حق سے نکر محفل رندان برہم
تو ہی اے شیخ برا حق کا شناسا نکلا

دم مین معدوم ہوئی صورت یکتائی حسن
آئینہ خانہ مین باطل ترا دعوی نکلا

شوق نے حسرتِ دید بنایا کس کا
شعلۂ طور مرا داغ تمنا نکلا

تول کر رہ گئے شمشیر دو دم کیا معنی
حوصلہ اسمین تمہارا نہ ہمارا نکلا

عشق کو ملک عدم تک نہ ملا کوئی سراغ
دہر مین نام وفا صورتِ عنقا نکلا

عین وقعت ہے محبت مین سرِ خودداری
حرف مطلب مری منہ سی کبھی دیکھا نکلا

خلشِ تیرِ مژہ دل سے نجانے پاے
پھر کہان لذتِ ایذا جو یہ کانٹا نکلا

کیا بیان کیجیے منہ بند ہوا جاتا ہے
کچھ غضب کا دہنِ یار معمّا نکلا

اپنے مرنے سی عدو موردِ بیداد ہے اب
تجھ سے اے مرگ بڑا کام ہمارا نکلا

حسدِ غیر سے کیا کم ہو مری شہرتِ عشق
نام جس شخص کا جس بات مین نکلا نکلا

واے تقدیر کہ اوس دشمنِ ایمان کی حضور
مین بد اندیش عدو چاہنے والا نکلا

مر گیا ہاے اثر پھوڑ کے سر پتھر سے
عشق گیسوے صنم جان کا سودا نکلا

دل سنگ نہین ہے کہ ستمگر نہ بھر آتا
کرتے نہ اگر ضبط تو منہ تک جگر آتا

تو فاتحہ خوانی کو اگر قبر پر آتا
مرنے سے مرے غیر کا مطلب نہ بر آتا

سو بار تجھے ناقۂ لیلیٰ نظر آتا
اے قیس اگر دشت مین تو راہ پر آتا

تخصیص نہ تھی طور کی اے حضرت موسے
ہر سنگ مین وہ نور تجلے نظر آتا

ہوتا جو خبر مجھکو بھی مری سوزش دل سے
دوزخ سے مجھے واعظ ناداں نہ ڈراتا

ہوتی چمن آرائے ازل کی جو مشیت
اپنے شجر عشق کا وقت ثمر آتا

بیکار نہ کر رات بسر منتظری میں
آنا ادھر سے ہوتا تو وہ ابتک ادھر آتا

جان دینا عاشق جانباز کو مشکل ہو گیا
لیکن اس کو ہوتا تو ہی بتا حاصل ہو گیا

دار ہستی میں عذاب غم اوٹھاتا ہی رہا
تیرے جاندادہ کو ظالم گور کی منزل ہو گیا

ہے مری تردامنی حیرت دہ طوفان غم
تیرے دامن کے برابر دامن ساحل ہو گیا

مر گئی جسکو پڑی تیری لب شیرین کی چاٹ
سچ بتا اس انگبین میں زہر بھی شامل ہو گیا

ہر سر حق رہ دلا حق کو ہمیشہ ہے فروغ
حق کے آگے مدعی کا دعوی باطل ہو گیا

مانع دیدار رخ لیلے نہیں کوئی حجاب
قیس تیرا پردۂ دل پردۂ محمل ہو گیا

خاک سے ہوتے ہیں پیدا خاک میں ملتے ہیں گل
لفظ گل کو دال معنے در حقیقت گل ہو گیا

کیوں رہا کرتا ہے اے ظالم ہر دم بیقرار
تیرے پنجہ میں کسی آزار کش کا دل ہو گیا

خط میں لکھتے ہیں کہ آئینگے کہیں ہم جو ہوے
اس عنایت میں مراد غیر بھی شامل ہو گیا

دل ہے سینہ میں کہ ہے سیماب بر آتش اثر
ماہی بے آب ہے یا طائر بسمل ہے کیا

اوسکے دل مین اثر ذرا نہوا — آہ اے نالہ تو رسا نہوا

تیری جانب سی مجھپہ کیا نہوا — خیر گزری کہ تو خدا نہوا

کیون ترا آشنا عدو ٹھہرے — جب ترے غم سے آشنا نہوا

مر کے اوسکی گلی کی خاک ہوا — مین فنا ہو کے بھی فنا نہوا

عشق کا رنگ کچھ نرالا ہے — خون دل رُو کش حنا نہوا

مایۂ ناز تھا جو اپنا دل — ناوکِ ناز کا نشانہ ہوا

مار ڈالا مجھے عدو کے لئے — حیف تو صبر آزما نہوا

پھر نہ چھوٹے گا تیری ہاتھونسے — خون اہلِ وفا حنا نہوا

کتنے عاشق پڑے ہین مست و خراب — میکدہ تیرا آستانہ ہوا

آنکلتا ہی میرے کوچہ مین — تجھ سے اتنا بھی ای دعا نہوا

کوئی پروا نہین کمینون کی — آسمان مہربان ہوا نہوا

تیرے پنجہ سی اے فلک انسان — زندہ جب تک رہا رِہا نہ ہوا

تھا جو عاشق تمھارا پا بر کاب — سوے ملکِ عدم روانہ ہوا

اب ستم غیر پردہ کرتے ہین — میرا مرنا تجھے بُرا نہ ہوا

خوبیان وہ ہزار رکھتے ہون — اونسے کوئی مرا بھلا نہ ہوا

سخت برا مانئے گر الفت مین / لطف کیا ہے اگر گلا نہ ہوا
کچھ تو درکار تھی نمک ریزی / زخم کھایا مگر مزا نہ ہوا
اے اثر تجھکو پھر لگا کیا ہے / جب کسیکا وہ بیوفا نہوا

بہت آسان ہے تجھکو شاد کرنا / سمجھکر غیر پر بیداد کرنا
مبارک ہو ولا تجھکو اسیری / نہیں وہ جانتے آزاد کرنا
دل اپنا ہو رہا ہے غم کا خوگر / مری خاطر عدو کو شاد کرنا
ہے اپنا امتحان دشمن کی عزت / جہانتک ہو سکے بیداد کرنا
توقع داور محشر سے کیا ہے / نہیں آتا ہمین فریاد کرنا
اثر بعد فنا کیا کام آئے / مجھے رو رو کے اونکا یاد کرنا

نالہ ہائے شب فرقت کا اثر کچھ نہوا / مہربان حال پہ وہ رشک قمر کچھ نہوا
نخل الفت مین نمودار ثمر کچھ نہوا / بارور باغ جہان مین یہ شجر کچھ نہوا
معجزی کا ترے کشتہ پہ اثر کچھ نہوا / چرخ چارم سے مسیح آئے مگر کچھ نہوا
ہو خدا دوست تو دشمن کا ہے بازو بیکار / دست فرعون سے موسی کو ضرر کچھ نہوا

غیر کی شب کو شب قدر بنایا تو نے
تجھ سے میرے لیئے ای رشک قمر کچھ نہوا

ہے سفر شکل سقر یار اگر ساتھ نہین
ہم سفر وہ جو نہ تھا لطف سفر کچھ نہوا

کرے خونابہ فشانی بھی اگر دل چاہے
اشک ریزی سی تو ای دیدۂ تر کچھ نہوا

… تصویر ادسے مشق تصور مجھکو
پیش بہزاد عیان اپنا ہنر کچھ نہوا

… بھی خدا کا جو تیقن دل کو
عرصۂ حشر مین اعمال کا ڈر کچھ نہوا

… سبب فیض ہین شمشیر ستم سی محفوظ
بارور نخل کو آزار تبر کچھ نہوا

… ت عشق ازل ہی سی نصیب دل تھی
اسلیے میل مجھے جانب زر کچھ نہوا

… خدا جانی کہان یار رہا بزم فروز
رات سامان طرب غیر کے گھر کچھ نہوا

… س سی دیدۂ عیسی مین لہو بھر آیا
رو بصحت جو مرا زخم جگر کچھ نہوا

… شر مین اور بھی اک حشر مچیگا ظالم
میرا تیرا دہان [illegible] اگر کچھ نہوا

… گئی وصل کی شب گردن عاشق پہ چھری
تیرا نقصان تو اے مرغ سحر کچھ نہوا

… خطر کعبۂ دل تو نے ستمگر ڈھایا
بت ترسا تجھے اللہ کا ڈر کچھ نہوا

لاکھ سمجھایا اثر کو کہ نہ دی عشق مین جان
ناشنو تھا ادسے کہنے کا اثر کچھ نہوا

… وزش غم سے مرا دل رات کبابیتا تھا
اشک جو آنکھوں سے نکلا رشک سیماب تھا

صحبتِ اغیار میں خنداں تھے واں برقِ وش
رو برو یاں چشمِ تر کے زہرہ ابر آب تھا

یاں لگی تھی آتشِ غیرت سے اپنے دل میں آگ
شمعِ بزمِ غیر واں وہ غیرتِ مہتاب تھا

پردہ ہای گوش تھے واں محوِ آہنگِ رباب
یاں الم تارِ نفس کے واسطے مضراب تھا

یاں در و دیوار سے تھا کام سر کو اور واں
غیر کا زانو بجائے بالشِ کمخواب تھا

حلقۂ گیسو تھی واں عنبر فروشِ دستِ غیر
یاں سراپا دیدۂ تر حلقۂ گرداب تھا

خونِ دل پیتا رہا میں شامِ ہجراں تا سحر
واں بکامِ دشمناں جامِ شرابِ ناب تھا

کچھ نہ پوچھو ای اثر طوفانِ رنجِ ہجرِ یار
جوششِ گریہ سے بستر اک کفِ سیلاب تھا

جفا پرور سے امیدِ وفا کیا
عدو کے جور کا تجھ سے گلا کیا

غرض [illegible]دگی کی جا تو ہے یا
کروں میں اوس سے عرضِ مدعا کیا

نہیں جب جوہرِ مردم شناسی
ستایش ہا و دشمن کا گلا کیا

نہیں شایاں رنج ہا کبار ان
دلا حستی لذایذ میں مزا کیا

سپاسِ طالعِ شکوہ چہ نسبت
شکایت ہای بختِ نارسا کیا

عدو سنکر نہ چہو دستِ قاتل
دہانِ زخم شورِ مرحبا کیا

سراپا جلوہ رنگِ وفا ہے
دلِ خوں گشتہ کو آگی حنا کیا

صبا آوارہ و گل نذرِ صرصر
چمن کی ہوگئی اگلی ہوا کیا

فروغِ جلوۂ گل عارضی ہے
تماشائے بہارِ بے بقا کیا

عبث کرتی ہے بلبل ماتمِ گل
غمِ بربادیِ اہلِ فنا کیا

اثر موہوم ہے مضمونِ ہستی
نہین معلوم ہے کیا اور بقا کیا

جھوٹے وعدون پر تمھاری جائین کیا
جانتے ہین تمکو دھوکا کھائین کیا

سش اپنے قتل کی ہونے لگی
داورِ محشر کو ہم بتلائین کیا

نکی محفل حیرتِ عالم سہی
غیر ہم پہلو جہان ہو جائین کیا

دل کھانے سے کچھ انکار ہے
جب نہین اے لذّتِ غم کھائین کیا

صح مشفق کو سمجھانا پڑا
اس سمجھ پر ہمکو وہ سمجھائین کیا

نے رہکر ہا جہنّم کر دیا
ہین مسلمان تیرے گھر ہم آئین کیا

م سے اوسنے بات کیا باقی رہی
ہم کہین کیا اور وہ فرمائین کیا

ے پشیمانی مین اقرارِ خطا
قتل کرکے مجھکو وہ پچتائین کیا

ینگے پھر بھی وہی عشرت کے دن
انقلابِ دہر سے گھبرائین کیا

ی کر اوٹھینگے تیرے در سے ہم
آکے جب بیٹھے تو پھر اوٹھ جائین کیا

دل کو کھوئے ایک مدت ہو گئی
اے اثر اب ڈھونڈھئے وہ پائیں کیا

جاہل کا بکھیڑا بھی ہے مشکل کا بکھیڑا
طے ہو نہیں سکتا کبھی جاہل کا بکھیڑا

سر لیتے ہین عاقل بھی کہین جی کا بکھیڑا
یہ سارے بکھیڑون سے ہے مشکل کا بکھیڑا

پردہ سے نکل سب نہ مجنون مین الجھا
لیلےٰ نہ رہے پھر کوئی محمل کا بکھیڑا

شب آ ہی جہان ہو گئی شب باش خوشی سے
درویش کو ہوتا نہین منزل کا بکھیڑا

کیا سیر کرون نازکی طبع سے مانع
پھیلا ہے گلستان مین عنادل کا بکھیڑا

عشاق کا ہنگامہ ہے تیرے در پہ ستمگر
ہے روز قیامت کے مقابل کا بکھیڑا

خود کاٹ گلا مر گئے جو مرگ طلب تھے
کیا رکھتے لگائے ہوئے قاتل کا بکھیڑا

ہنگامہ محشر سے ہے باللہ نہین کم
زاہد مجھے اوس حور شمائل کا بکھیڑا

کیونکر نہ بیابان کو نکل بھاگتا مجنون
زندان مین تھا ذرات سلاسل کا بکھیڑا

دانا سے اثر رتبہ مولی نہین پنہان
نادان ہی جو کرتا ہے فضائل کا بکھیڑا

کسی گل کا جو انتظار رہا
اپنی آنکھون مین خار خار رہا

گھر خوشی سے ہے نہ دلکو فراغ
عشق اپنے گلے کا ہار رہا

تیرے ہاتھون سے ای جنون ہر دم
پیرہن اپنا تار تار رہا

دیر تک اپنا سر کہان قاتل
تہِ شمشیر آبدار رہا

شکل آئینہ دیدۂ حیران
محو نظارۂ نگار رہا

دست قاتل کو کب ہوی تکلیف
خنجرِ غم سے دل فگار رہا

عمر بھر پانو نہین رہی زنجیر
سر مین سودای زلف یار رہا

وعدۂ یار نے دیا کب چین
بعد مردن بھی انتظار رہا

آتش ہجر سے دلِ بیتاب
شکل سیماب بیقرار رہا

اے اثر عشق نالہ رو یونے
اپنا دل غم سے داغدار رہا

ہوا ہے غم سے یہ عالم ہمارا
کہ کرتا ہے عدو ماتم ہمارا

ونکر غم سے ہو ہمکو مسرت
مسرت آپکی ہے غم ہمارا

دل و دیدہ سے ہوتی رازداری
کوئی انمین بھی تھا محرم ہمارا

قصور اس عاشقی مین حضرتِ دل
زیادہ آپکا ہے کم ہمارا

کوئی بھرتا نہین اب عشق کا دم
غنیمت ای اثر تھا دم ہمارا

جو یوں خاک میں دل مرا مل گیا
تجھے اے فلک میں تو کیا مل گیا

سفر میں زاہد جو تھا مل گیا
تجھے تو بتوں میں خدا مل گیا

تری زلف پر دست عیسیٰ ہوگے
نصیبوں نے یہ سلسلہ مل گیا

اوسے جان شیریں کی پروا نہیں
جسے دردِ دل کا مزہ مل گیا

مرا دل کو دیکھو تو اوسے ہمدمو
کدھر جا کے یہ بیوفا مل گیا

پہونچ ہی گئے ہم خدا تک صنم
ترا عشق وہ رہنما مل گیا

جدائی میں روتا ہوں آنکھوں پر
سبب مجھ کو خوب یہ مشغلہ مل گیا

رہا اگلا مزہ مے کا جاتا رہا
تو پھر دے نہ کیا ساقیا مل گیا

ہو تو نے محبت میں زاہد نہیں
تجھے کیا بتائیں کہ کیا مل گیا

ترا شعر کوئی سُنا جب اثر
مزا میر کے شعر کا مل گیا

یوں تو ہو تو گو کیا نہیں ہوتا
تیرا وعدہ وفا نہیں ہوتا

غیر بد ہیں سوا نہیں ہوتا
جو بُرا ہے بھلا نہیں ہوتا

ایک ہی دیکھ کر تری آنکھیں
ہوش پھر وہ بجا نہیں ہوتا

رنگ گورا ہی ونگن سا
عیب تک کچھ مزہ نہیں ہوتا

یہ بتانِ حسین کہان ہوتے
تو اگر اے خدا نہین ہوتا

نالہ جاتا ہے عرش سے آگے
تو بھی اوس تک رسا نہین ہوتا

عیب رندان اگر نکرتا شیخ
اپنے حق سے ادا نہین ہوتا

گر بُرائی سوائے عدو پرہیز
کہ بُرے کا بھلا نہین ہوتا

تو ہے وہ ایک اے خدا میرے
جسکا پھر دوسرا نہین ہوتا

ملک و مال و منال کا طالب
تیرے در کا گدا نہین ہوتا

سنگ طفلان جو یاد آئے ہین
ہاتھ سر سے جدا نہین ہوتا

دم جو نکلا تھا خیر نکلا تھا
غیر کا مدعا نہین ہوتا

عیب چینی کی تھی مجال کسے
تو اگر بیوفا نہین ہوتا

اوسکی زلفون سے دل اگر ڈرتا
مبتلائے بلا نہین ہوتا

کہدی گل کو پیام بلبل کا
تجھ سے اتنا صبا نہین ہوتا

آدمی کون ہے اثرؔ جسکا
بیٹھ پیچھے گلا نہین ہوتا

اثرؔ عمر غفلت مین کھوتا رہیگا
بہت سو چکا اب بھی سوتا رہیگا

خدا کی خدائی ہمیشہ رہیگی
جو ہوتا رہا ہے وہ ہوتا رہیگا

وفا مین مری یاد آئیگی تجھکو
مرے واسطے یار روتا رہیگا

کہانتک ولا رہیگے غافل خدا سے
بتون مین تو اوقات کھوتا رہیگا

دم آخری تک ترا عشق مژگان
کلیجے مین برچھی چبھوتا رہیگا

جگائین نہ کیونکر شب وصل دلکو
جوانی کی ہے نیند سوتا رہیگا

نہ ہوگا اثر اس سی کچھ تجھکو حاصل
اگر عمر بھر یون ہی روتا رہیگا

مٹیگا نہ اک حرف تیری مٹا سے
لکھا بخت کا لاکھ دھوتا رہیگا

اثر دل سے جبتک یہ کمبخت ہردم
تجھے بحر غم مین ڈبوتا رہیگا

دل نہ پہلو میں رات مضطر تھا
اوسکے زانو پہ غیر کا سر تھا

اپنے گھر اونکو کیا بلاتے ہم
بوریا بھی نہین میسر تھا

ضبط دل پر بھی اوسکی محفل مین
اپنا رومال اشک سے تر تھا

یہ شرف ہے بتونکی صحبت کا
ورنہ کعبہ بھی ایک پتھر تھا

جان دینے مین سوچ کیا کرتے
مفلسی پر بھی دل تونگر تھا

خوب و زشت جہان کا فرق نہ پوچھ
موت جب آ گئی سب برابر تھا

ہمسے خط لیکے بے نشان ہوا
کیا ہی عنقا صفت کبوتر تھا

آپ جبتک نہ لے چکے تھے دل — کچھ مزاج اور بندہ پرور تھا
ہجر لاحق ہوا وصال کے بعد — کیا ہی اولٹا مرا مقدر تھا
جور اعدا کی تاب کیا لاتا — دلِ کمبخت ناز پرور تھا
صحبت حور سے ہوئی وحشت — مین جو تیری ادا کا خوگر تھا

ہے اثر یا نہین خدا جانے
سُنتے ہین اوسکا حال دیگر تھا

جب خدا کو جہان بسانا تھا — تجھکو ایسا نہین بنانا تھا
میرے گھر تیرا آنا جانا تھا — وہ بھی اے یار کیا زمانا تھا
پھر گئے آپ میرے کوچہ سے — دو قدم پر غریب خانا تھا
جو نہ سمجھے کہ عاشقی کیا ہے — اوس سے بیکار دل لگانا تھا
آئے تھے بخت آزمانے ہم — آپکو تیغ آزمانا تھا؟ !
اے ستمگار قبر عاشق پر — کچھ بھی آنسو تجھے بہانا تھا
تو نے رہنے دیا پسِ دیوار — ورنہ اپنا کہان ٹھکانا تھا
جس جگہہ اب ہے شیخ کی مسجد — ق پہلے وان پر شراب خانا تھا
دخل اہلِ ریا نہ رکھتے تھے — پاک بازو نکا آنا جانا تھا

بزم میں غیر کو نہ بلوائے
آپ کو جب ہمیں بلانا تھا

اب گل ہیں نہ وہ چمن شاداب
ق بلبلوں کا جہاں ترانا تھا

لٹ گئے ہیں وہ شجر بھی سوکھ گیا
جس پہ صیاد آشیانا تھا

دل نہ دیتے ادھر تو کیا کرتے
اے اثر دکھ ہمیں اٹھانا تھا

تمہیں اے بلبلو وقت اماں موسم ہے پت جھڑ کا
نہ اندیشہ ہے گلچیں کا نہ ہے صیاد کا دھڑکا

تری ہی شکل پیدا ہو چکی تھی چشم گریاں سے
مگر جب سے جگر پھنکا ہے نقشہ ہے کچھ بگڑ کا

کسی خورشید طلعت سے گھر اپنا ایسا روشن ہے
کہ ہو تاریک شب میں بھی یہاں نور تڑکا

بنا کچھ رنگ گلزار دل آتش ناک صورت سے
تماشا ہے کہ پانی سے یہ شعلہ اور بھی بھڑکا

ابھی شب صبح کا دھوکا رہا دل کو نہ چین آیا
دکھایا عارض جاناں نے شب بھر نور تڑکا

میں کیا بیمار ہوں گا سہرا کو رہا ہے مجھے کیا باقی
جنوں زنجیر پا میری نہ ٹوٹی زور سے اکڑ کا

ہم اپنی زندگی میں شہید ان محبت تھے
مرا تو میں بچا قاتل ہماری قبر سے بچھڑ کا

زباں دی ہے خدا نے آدمی کو نطق کی خاطر
وہ دیوانہ ہے جو ہو معتقد مجذوب کی بڑ کا

بلندی کی ہستی ہے قدم پستی کی جانب ہے
مسافر ملک فنا کا رہا ہر دم ہے منزل کی جڑ کا

عجب طائر رنگ چمن ہے تیری ہستی بھی
نہ وہ صیاد ہے نہ صبا کا جسے دم پھڑ پھڑ کا

مری جوہر شناسی کیا کرین شالی قبا والے
شکستہ پیرہن مین ہو رہا ہون لعل گودڑ کا

محقر بیخ کن کو اہل دانش کب سمجھتے ہین
درختونکو گرا دیتا ہی جڑ سے کھودنا جڑ کا

وہی انسان جو لڑکا تھا جوان ہو کر ہوا بڈھا
بڑھاپی کو جہان پہونچا سر نو سی بنا لڑکا

گرے جاتے ہین دندان صورت برگ خزان سب ہی
بڑھاپی کا زمانہ ہی کہ موسم آیا پت جھڑ کا

صبا سی آمد فصل بہاری کی خبر سُنکر
ہر اک مرغ قفس کیا کیا پے سیر چمن پھڑکا

کرین روباہ بازی مدعی ہمسے تو کیا ڈر ہے
کہین شیر دلاور بھی خطر رکھتے ہین گیدڑ کا

اثر تو نے بھی پایا ہے مزاج حضرت آتش
جوانونمین جوان بڈھونمین بڈھا لڑکونمین لڑکا

[illegible]ی کا مزا اوس دم مجھے حاصل ہوا
جب گلو سیراب آب خنجر قاتل ہوا

عین وقت دید مجنون کو ہوا کیا اضطراب
اشتیاق روی لیلےٰ پردۂ محمل ہوا

جب جنون طوفان پہ لایا چشم دریا بار کو
دامن صحرا بھی کو سون دامن ساحل ہوا

دل نہ دینا ای اثر بے فیض ہوتی ہین حسین
ماہ کے خرمن سے کسکو فائدہ حاصل ہوا

شیشے سے کہان بادۂ احمر نے اوٹھایا
جو لطف کہ لب سے تری ساغر نے اوٹھایا

ہم ہو گئے مرنے پہ سلیمان کے برابر
تابوت بتان پری پیکر نے اوٹھایا

عشاق کے آگے جو ہوا یار قد آرا
غل پڑ گیا اور فتنۂ محشر نے اوٹھایا

اس عمر دو روزہ میں سبکدوش تھا مجنوں
کیوں بار جہاں سر پہ سکندر نے اوٹھایا

سامان تجمل کیلئے چاہیے دولت
عشرت کا مزا کب کسی نادر نے اوٹھایا

اوس داغ کی صورت کبھی نہیں لالہ نے بھی
اے گل جسے بیدرد دل مضطر نے اوٹھایا

قم کہنے کی حاجت ہوئی اہل لحد کو
ہر مردن کو تیری ٹھوکر کی شور کر اوٹھایا

انگشت نمائی سے بچی اوسکی نزاکت
الزام مگر زلف معنبر نے اوٹھایا

پھر پوچھے یوسف ہو ذرا اسکی حقیقت
جو رنج برادر سے برادر نے اوٹھایا

کیا چاندنی چھٹکی ہو مگر جو شب وصل
چہرہ سے نقاب اوس مہ انور نے اوٹھایا

اب دیکھئے کیا تازہ بلا آئی ہو سر پہ
انداز نیا یار کے تیور نے اوٹھایا

کیا مجھ تیرے خال دہن کا ہو جا کر
دانہ کوئی از چنگ نہ کبوتر نے اوٹھایا

سوسن کو سوا اور اثر کون اوٹھائے
جو رنج علی کیلئے بوذر نے اوٹھایا

شمشیر سفاک ہر جوہر نمایاں ہو جائیگا
اپنا جان بازی کا جسدم امتحاں ہو جائیگا

آہ سوزاں کا اگر بالا دھواں ہو جائیگا
آسماں کا ایک اور زیر آسماں ہو جائیگا

راز سینہ راز نہاں سب پہ عیاں ہو جائیگا
پردہ دل آہ عارض بوستاں ہو جائیگا

کچھ سمجھکر اوس مہِ خوبی سی کی تھی دوستی
یہ نہ سمجھے تھے کہ دشمن آسمان ہوجایگا

بے خبر بیمارِ غم کی ورنہ ای رشکِ مسیح
تیری فرقت مین فراقِ جسم و جان ہوجایگا

خاک کر دیگا مجھے آخر سیہ چشمون کا عشق
جسم خاکی گردِ پاے آہوان ہوجایگا

جب اداسے قتل مجھکو وہ کریگا اے **اثر**
کشتۂ شمشیرِ حسرت اک جہان ہوجایگا

عمر بھر کرتا رہا ہی کام جب مزدور کا
زاہدا اجرت طلب خواہان نہو کیون حور کا

جب خیال آیا صنم تیرے رخِ پر نور کا
میری دل پر رشک ہوا موسیٰ کو شمعِ طور کا

ہے یہ نقشہ آتشِ غم سے دلِ محرور کا
جل اوٹھا جب داغ پر پھایا رکھا کافور کا

بسترِ غم پر یہ نقشہ ہے ترے رنجور کا
پانون پھیلانا بھی اب وسکو سفر ہے دور کا

عارضِ گردون پہ اک خالِ سیہ ہی ماہ
دیکھ لی چہرہ اگر میری شبِ دیجور کا

اوس پری کا ہو رہا ہون کسقدر مین محو یاد
اپنی دل مین آ نہین سکتا تصور حور کا

فکرِ بینائی ہے لازم طالبِ دیدار کو
چاہیے سرمہ مری آنکھون مین کوہِ طور کا

عشق ہی مجھکو خطِ لبہای شکر بار سے
کیا عجب اپنا تنِ لاغر ہو طعمہ مور کا

بعد مردن بھی رہیگا اے صنم تیرا خیال
نالۂ ناقوس ہوگا مجھکو نالہ صور کا

زار و لاغر جب ہوا ایسا کیا عجب مرنیکی بعد
مور کھینچے سانس سی لاشہ ترے رنجور کا

اپنے داغِ دل جو محشر مین کرینگے سب اگر
آفتابِ حشر ہو جایگا تارا دُور کا

ٹھوکرین کھاتی ہین تاجِ خسروی کیونکر نہو
کون سر درویش کا ہی کون ہے فغفور کا

عقدِ پروین پر نہو ای آسمان تو محوِ ناز
یہ تو خوشہ ہے کسیکے باغ کے انگور کا

کیا اترنا ساغرِ مے کی ہو مجھ سرشار کو
ساقیا ہون مست تیری نرگسِ مخمور کا

کوہکن محروم ہو خسرو کو ہو عشرت نصیب
غیرتِ اہلِ وفا ہے عشق بیمقدور کا

کسطرح مانون کہ انسان فعل مین مختار ہے
فعل انسان کا سمجھا فعل ہی مجبور کا

غم نہین لایا ہے اونکو پھر گریہ وقتِ شام
آئی ہین وہ دیکھنے ہنسنا چراغِ گور کا

کسقدر اہلِ جہان کو یادہ گوئی ہے پسند
قول لا جنی سے شہرہ ہو گیا منصور کا

مرکے بھی موذی ہوا کرتا ہی ایذا کا سبب
ارگدنکی شاخ سے دستہ بنا ساطور کا

کیون نہ ہو جائے بپا بزمِ سخن مین شورِ حشر
کام لیتے ہین ہم ہر کلک سے ہم صور کا

ہمسے لائیگا عدو کیا تاب پیکارِ سخن
جنگ شاہین سے کرے زہرہ نہین عصفور کا

خاک اوگاؤ ہمدمو اوسمین محبت کا شجر
حکم رکھتا ہی دلِ دشمن زمین شور کا

نالہ پیہم اگر لاؤن زبان پر ہجر مین
دم مین کر دون سینۂ دشمن کو گھر زنبور کا

برق حسنِ یار کا جلوہ ہر اک پتھر مین ہے
ای اثر ہرگز نہ کرنا قصد کوہِ طور کا

چاندنی مین دور ہو جامِ شرابِ ناب کا ہے غنیمت ساقیا عالم شبِ مہتاب کا

آتشِ فرقت مین جلنا اس دلِ بیتاب کا اسطرح ہے جیسے ہونا آگ پر سیماب کا

گر تری بالی کی مچھلی کا پڑے دریا مین عکس موج مین ہو جاے عالم ماہیِ بی آب کا

اسکو آوے نیند میرے نالۂ شبگیر سی ہر ستارہ مین ہی نقشہ دیدۂ بیخواب کا

جوششِ غم مین چلے آتی ہین بیتابانہ اشک چشم گریا مین ہی عالم معدنِ سیماب کا

یاد دلواتا ہے مجھکو نالۂ شبگیر ہجر بولنا دریا کنارے رات کو سرخاب کا

سرکشونکی عاجزی ویسی ہی جیسے ای اثر پانوپر دیوار کے سر مارنا سیلاب کا

کہون گر بزمِ جانا مین فسانہ سوزشِ دل کا زبانمین صاف عالم ہو زبانِ شمعِ محفل کا

تصور ہر گھڑی رہتا ہی کس لیلیٰ شمایل کا جو اپنے دل کا پردہ بن گیا ہی پردہ محمل کا

نشانہ ہو گیا ہی ناوکِ مژگانِ قاتل کا نہ کیونکر طایرِ دلمین ہو عالم مرغِ بسمل کا

لکھون گر وصفِ تیغِ ابروی خونخوار قاتل کا دکھاے طایرِ مضمون تڑپنا مرغِ بسمل کا

فریب اے دل نہ کھا شیرین زبانی ہاے قاتل کا اثر اوسکی لبِ شیرین مین ہی زہرِ ہلاہل کا

نکلکر دشت غفلت سی تماشا دیکھا ای مجنون جنون انگیزانِ ویرون سے صحرا او وحشتِ دل کا

چھری ہاتھونسی اپنی پھیر دے غیرونکی گردن پر تماشا تیری محفل مین ہو قاتل رقصِ بسمل کا

کہاں اب ضعف سے طاقت کہ جاؤں کوچہ تک شب | اوٹھانا اک قدم کا مجھکو طے کرنا ہے منزل کا
زمیں بھی مرغ بسمل کی طرح ہر دم تڑپتی ہے | یہی قاصد نشاں ہے کوچہ خونریز قاتل کا
عبث اپنی تجلی پر ہے نازاں ماہ وادی میں | ہر اک ذرہ ہے رشک طور ہوئی وادی دل کا

اگر صورت رہائی کی نہیں دشمن کے پھندے سے
مگر مشکل کشا عقدہ کریں حل میری مشکل کا

عقدہ زاہدوں ہو جو تیرا گیسوے پر خم ہوا | دست شانہ اے مسیحا پنجہ مریم ہوا
کسقدر ساقی تری فرقت سے دل کو غم ہوا | جام مے اپنی نظر میں دیدہ پر نم ہوا
زاہدا ابرو نگوں سر چشم ساقی پر نہیں | میکدہ کو رو برو سجدہ میں کعبہ خم ہوا
شب جو وہ خورشید رو آیا نظر بالاے بام | ایک عالم کو گماں نیر اعظم ہوا
تو بھی ہو جا واعظا جاکر گداے میکدہ | جام مے جسکو دیا پیر مغاں نے جم ہوا
عین مستی میں بھی واعظ دل کو غافل نہیں | جب لگایا جام مے منہ سے خیال جم ہوا
کر دیا ہے کسقدر لاغر جنوں نے جسم کو | طوق گردن اے پری رو حلقہ خاتم ہوا
روے آتشناک کا کسکے ہوا سودا عشق | داغ سوزاں سینہ میں رشک نیر اعظم ہوا

اشرف نہ رکھا کر عدو سے گر تجھے پہنچے گزند
مبتلا ہو کید شیطاں سے اشرف آدم ہوا

جوشِ وحشت مین ہر اک کام کو آسان سمجھا
دامنِ دشت کو مین اپنا گریبان سمجھا

شغلِ تکلیف کو بھی عیش کا سامان سمجھا
داغ ہای تنِ سوزان کو چراغان سمجھا

مرگ نے کشمکشِ رنج سے راحت بخشی
ہے بجا گور سیہ کو جو شبستان سمجھا

مجھے دیکھا جو کبھی دیر کبھی مسجد مین
گبر نے گبر مسلمان نے مسلمان سمجھا

جزو و کل دیدۂ وحدت مین ہوئے جب یکسان
دل ہر اک ذرّہ کو خورشید درخشان سمجھا

بعد مردن بھی رہا کوچۂ جانان کا خیال
ہمنے رضوان کو درِ یار کا دربان سمجھا

وسعتِ شوق جہانگردیِ وحشت مت پوچھ
دشت کو بھی مرا دل گوشۂ زندان سمجھا

دلِ مجروح ہے کس درجہ حریصِ آزار
دستِ قاتل کو جو دیکھا تو نمکدان سمجھا

بحقیقت نظر آئی جو بقاے موہوم
اپنی ہستی کو عدم کا سر و سامان سمجھا

گلرخون کی لکھے اوصاف یہانتک کہ اثر
جسنے دیکھا مری دیوان کو گلستان سمجھا

چنگا نہو مسیح سے بیمار عشق کا
کیا درد لا علاج ہے آزار عشق کا

سن لو تو یہ جرم خدا کو بھی ہی پسند
کب قابلِ سزا ہے گنہگار عشق کا

ہم خاکیون کے سر پہ یہ بارِ گران گرا
روحانیون سے جب نہ اوٹھا بارِ عشق کا

دل دیکے قیدِ رنج سے آزاد ہو گیا
چھوٹا جہان کی غم سے گرفتار عشق کا

ٹھنڈے ہی پڑے ہین جتنے خریدار حسن تھے
دم سے ہمارے گرم تھا بازار عشق کا

تو ہی بتا کہ کچھ تجھے راحت نصیب ہے
اے دل ہوا ہے جب سے طلبگار عشق کا

آنکھین زبان ہین حال دل زار کے لیے
لب ہی سے کچھ ضرور ہے اظہار عشق کا

دونون جہان کے رنج والم کا ہے نام عشق
اے دل نہ نام لیجیو زنہار عشق کا

ہر سر نہیں جو بار محبت اوٹھا سکے
ہر دل نہیں بنا ہے سزاوار عشق کا

ہر دم ہمارے دل سے ہی گر خونکو چھیڑ
خون آرزو کا گرتا رہا خار عشق کا

زاہد خدا و عشق کا مفہوم ایک ہے
مذہب مین اپنے کفر ہے انکار عشق کا

آنکھون سے خون جو آتا ہے آنسو کے ساتھ تھم
کاری لگا ہے دل پہ اثر وار عشق کا

شوق لیلی دل مجنون مین جو کامل ہوتا
اے رخ حسن کہان پردۂ محمل ہوتا

زاہدا پاس جو وہ حور شمائل ہوتا
لطف جنت مجھے دنیا ہی مین حاصل ہوتا

کیون کسی زہرہ شمائل پہ مین مائل ہوتا
ہون فرشتہ کہ اسیر چہ بابل ہوتا

تیغ خنجر جو طپان مین دم بسمل ہوتا
حشر مین محضر خون دامن قاتل ہوتا

جوش وحشت مین جبین گریہ پہ مائل ہوتا
دامن دشت جنون دامن ساحل ہوتا

مرنیوالا تھا مین اے خضر غم جانان مین
آب حیوان بھی مجھے زہر ہلاہل ہوتا

لذتِ عشق سے انکار نہ رکھتا نادان
منہ مین ناصح کی اگر جای زبان دل ہوتا

مژدۂ مرگ اگر یاس نہ دیتی مجھکو
ہون وہ بیمار کہ جینا مجھے مشکل ہوتا

تیری بیداد سے ای بت کوی نقصان نہوا
ہم خدا تک نہ پہونچتے جو تو عادل ہوتا

ذبح صیاد نکرتا تو خزان کے آتے
رنگ بربادی گل خون عنادل ہوتا

شکل میری شبِ فرقت کی جو دیکھی ہوتی
ماہ کامل سیر رخسار فلک تل ہوتا

خیر گزری نہ ہوی مہر وفا تم مین بتو
ورنہ کوی نہین اللہ کا قایل ہوتا

تیرے چہرے کی صفا اور کہان آئینہ
منہ کی کھاتا جو ترے منہ کی مقابل ہوتا

دشت کی سیر تجھے قیس میسر آتی
ہوتا زندان مین تو پابند سلاسل ہوتا

وہ اگر لکھتے بھی مضمون عنایت کوی
کچھ نہ کچھ ذکر عدو نامہ مین شامل ہوتا

مر گیا تیری ہوا مین جو اثر خوب ہوا
آخر اک روز تو اے گُل وہ ہو گل ہوتا

غم اوٹھانے سے عشق کم نہوا
کارگر غیر کا ستم نہوا

غیر کب موردِ کرم نہوا
ہم پہ کیدم ترا ستم نہوا

اپنے مرنے کا غم نہین مجھکو
غم یہی ہے کہ تجھکو غم نہوا

سنگدل کو نہین ہی عشق سے کام
شیخ دیوانہ صنم نہوا

جام جم ہے اثر ترا دیوان
پھر نہ کہنا کہ جام جم نہ ہوا

فرشتون نے شرف کیا کیا نہ پایا ـ مگر انسان کا رتبہ نہ پایا
اونھین پایا مگر تنہا نہ پایا ـ جو یون پایا تو کیا پایا نہ پایا
جسے دیکھا ترا سرشار دیکھا ـ جسے پایا ترا دیوانہ پایا
وہ زخمی خنجر غم کا ہون قاتل ـ کہ زخم دل کو بھی ہنستا نہ پایا
ہجوم غم سے اپنی آہ دل نے ـ زبان تک آنیکا رستا نہ پایا
تری تصویر سے یوسف کی تصویر ـ ملائی پر ترا نقشہ نہ پایا
نہین ایسا کوئی دار عمل مین ـ کہ جس نے زیان کیا اپنا نہ پایا
گیا کن پاؤن اے عہد جوانی ـ ترا کوئی نشان پا نہ پایا
جب آئے لوٹکر دشمن کے گھر سے ـ وہ تھے جیسے اُنھین ویسا نہ پایا
ہزار افسوس اے غنچہ کہ تو نے ـ دہن پایا مگر گویا نہ پایا
خیال دامن قاتل نے روکا ـ مزا ہم نے تڑپنے کا نہ پایا
نہ کچھ پوچھو خدائی کی ہین جھوٹے ـ بتون مین ایک کو سچا نہ پایا
مری بیتابیان سنکر شب وصل ـ عدو نے بھی قرار اصلا نہ پایا

ملے رنج والم حرمان وحسرت | محبت کرکے ہمنے کیا نہ پایا
کمالِ حسن عارض کی مقابل | مہ کامل کو بھی پورا نہ پایا
رہائی پاکے بلبل نے چمن مین | جہان تھا آشیان تنکا نہ پایا
الٰہی کیا مری گم گشتگی ہے | نہ پایا تو سراغ اپنا نہ پایا
خدا کیواسطے قاصد یہ بتلا | مرا خط اوسنے پایا یا نہ پایا
فلک سی کچھ نہ تھی ملنے کی امید | یہ کیا کم ہے کہ غم تھوڑا نہ پایا
غلط پردازیان ہین شاعرون کی | دہانِ یار کو عنقا نہ پایا
بہت بازار عالم مین پھرے ہم | کہین بھی بے ضرر سودا نہ پایا
خدا کہکر پکارین بیخودی مین | تو ہمنے تمھین اتنا نہ پایا
جسے دیکھا اوسے دیکھا پرایا | جسے پایا اوسے اپنا نہ پایا
جگر کے واسطے جیسا کہ دل ہے | کسی نے ایسا ہمسایہ نہ پایا
جلی اے شمع لیکن تو نے کچھ بھی | مزا سوزِ محبت کا نہ پایا
نہین ملتی سبھی نعمت خدا کی | مسیحا نے یدِ بیضا نہ پایا
رہے محشر مین سر پر اوسکا سایہ | کہ جسکے جسم نے سایہ نہ پایا

بہت ہشیار سنتے تھے اثر کو

مگر ہمنے ادسے دیوانہ پایا ہے

ہمخواب عدو وہ مہِ تابان نہوا تھا
ایسا تو ستم اے سببِ ہجران نہوا تھا

ای عشق تو جب سلسلہ جنبان نہوا تھا
دل معتقدِ گیسوے جانان نہوا تھا

کیا روز جزا مانگتا اللہ سے جنت
زاہد کیطرح ہین تو مسلمان نہوا تھا

کہنے سے عدو کے وہ بنا دشمنِ جانی
پہلے تو کبھی جان کا خواہان نہوا تھا

ای عشق دھرا تو نے قدم خانۂ دل مین
اس گھر مین ابھی تک کوئی مہمان نہوا تھا

وہ رات مرے داغ جگر دیکھنے آئے
ایسا تو کبھی لطفِ چراغان نہوا تھا

ہے شور زمانے مین مرے زخم جگر کا
یون صرف نمکدان پہ نمکدان نہوا تھا

جیسا کہ ہوا خانۂ دل عشق مین برباد
یون گھر کسی کمبخت کا ویران نہوا تھا

ای چرخ بڑی خیر تری جان پہ گزری
گریہ سے مرے نوح کا طوفان نہوا تھا

کیا داغ محبت کی زلیخا کو خبر تھی
جب مصر مین وارد مہِ کنعان نہوا تھا

سر توڑ کے دشمن کو ترے گھر سے نکالا
فرہاد سے یہ کام نمایان نہوا تھا

اے رشک پری ہون ترا دیوانہ ازل سے
اوس وقت سلیمان بھی سلیمان نہوا تھا

یون آپ کیا کرتے ہین انکار پہ انکار
گویا کہ کبھی وصل کا پیمان نہوا تھا

اشکون پہ مرے قلزمِ رحمت کو ہوا جوش
زاہد ابھی تر گوشۂ دامان نہوا تھا

کیا عذر مرے قتل مین لاتا وہ ستمگر
جو اپنے گناہون سے پشیمان نہوا تھا

اللہ کرے خیر برا وقت ہی اے دل
وہ دشمنِ جان دشمنِ ایمان نہوا تھا

کیون چارہ گر کھینچ لیا جلد جگر سے
تر خون مین ابھی یار کا پیکان نہوا تھا

آوارہ وحشت تھا مین اوسوقت کہ اے قیس
آباد غزالون سے بیابان نہوا تھا

تھا کافرِ بدکیش **اثر**۔ پوچھتے کیا ہو
کہنے کو مسلمان تھا مسلمان نہوا تھا

دم بھر کا بھی آرام مقدر نہوا تھا
ہم پردہ ستم ہے کہ کسی پر نہوا تھا

جب تک کرمِ ساقیِ کوثر نہوا تھا
ساغر مین مرے بادۂ اطہر نہوا تھا

کیا جانین لکھا کرتے تھے کیا کاتبِ اعمال
دنیا مین تو یارب کوئی محشر نہوا تھا

جو حرص کی بندے ہین غنی ہو نہین سکتے
قارون بدانجام تونگر نہوا تھا

جنت کی مرے کیون نہون تعذیب کے اسباب
زاہد می و معشوق کا خوگر نہوا تھا

خمخانے کئے کس نے تہی قاضیِ محشر؟
اک جام بھی مجھکو تو میسر نہوا تھا

جز خضرِ تمنا دلِ وحشی کو ہمارے
صحرائے طلب مین کوئی رہبر نہوا تھا

ناچیز کو افتاد بنائی ہے گرامی
گوہر بھی کبھی قطرہ تھا گوہر نہوا تھا

کیون مجھ سے وفادار سے بدظن ہوا صیاد
اک پر بھی قفس سے کبھی باہر نہوا تھا

اے داورِ محشر ترے احسان کے صدقے
واعظ کا بیان کچھ ہمیں باور نہوا تھا

اے تاجورو تاجورِ عرصۂ گیتی
دارا نہوا تھا کہ سکندر نہوا تھا

کیوں شکوۂ تکلیف اثر لائے زبان پر
آرام کی خاطر دلِ مضطر نہوا تھا

باے موحدہ

دل میں زاہد کے بھری ہی ہوسِ جامِ شراب
بوالہوس کہئے اوسے یا مگسِ جامِ شراب

محتسب توڑ نہ یوں شیشۂ دل رندونکا
ہونگے آخر یہی فریادرسِ جامِ شراب

تیزیِ دور کو مہمیز ہے موجِ بادہ
بزم میں پھرتا ہے چکر فرسِ جامِ شراب

ساقیا توبہ سے اب توبہ لگا میں کرنے
فصلِ گل آئی ہوئی پھر ہوسِ جامِ شراب

میکشو چاٹ نہ زاہد کو دلا دے گی
ہے تنک ظرف بنیگا مگسِ جامِ شراب

ساقیا رندِ بلانوش ہوں پی جاؤنگا
دُرد ہو یا کہ ہو خاشاک و خسِ جامِ شراب

قافلہ رندونکا جاتا ہے پئے سیرِ چمن
بانگِ نَے ان کیوں نہیں ہوتا جرسِ جامِ شراب

موج ہی دام ہے ڈر اُس سے تو اے طائرِ دل
نہ رہا ہو کبھی بندِ قفسِ جامِ شراب

محتسب راہزنِ قافلۂ عیش ہوا
نہیں آتی جو صدائے جرسِ جامِ شراب

یاری پینے کو کہتا ہے پس و پیش نکر
ای اثرؔ خوب نہین پیش و پسِ جامِ شراب

آپ کیون ہم سی ہین خفا صاحب
کچھ تو فرمائی خطا صاحب

تاب لائے دلِ حزین کب تک
ہے ستم کی بھی انتہا صاحب

خونِ دل جم گیا ہے عاشق کا
نہین ہاتھون مین یہ حنا صاحب

سنتے ہی میرے نالۂ دل سوز
ہو گئے کیون خفا یا صاحب

سمجھین تب آپ قدر عاشق کی
جب کسیکے ہون مبتلا صاحب

رنج کیا کیا نہین اوٹھائے ہین
آپ نی کیا اٹھا رکھا صاحب

روبرو میرے کس غرض سی آپ
ذکر کرتے ہین غیر کا صاحب

ہم نے کب غیر کی شکایت کی
ہمین غیرت نہین ہی کیا صاحب

ہم نہ ہوتے تو کیا برا ہوتا
کیون بنایا ہمین خدا صاحب

غیر سے بھی نہین غرض تمکو
تم ہو مطلب کی آشنا صاحب

غیر اچھا ہزار بار اچھا
خیر ہم ہی برے بھلا صاحب

مر نہ جاتا اثرؔ تو کیا کرتا
غیر سا بیحیا نہ تھا صاحب

تائے مثناۃ

عبث ہی یہ شور سلامت سلامت ۔۔۔ سلامت رہا کون حضرت سلامت
نہیں کوئی پروا اگر جان جائے ۔۔۔ ولیکن رہے جگ میں عزت سلامت
تمہو نسے ہے زینت زمین و زمان کو ۔۔۔ الٰہی رہیں تا قیامت سلامت
عدو کیلئے ہر گھڑی کی خلش سے ۔۔۔ رہی ہم سے اونکی عداوت سلامت
گئے بھول بندوں کی سب خدمتونکو ۔۔۔ ہمارے خداوند نعمت سلامت
زمانہ کی نعمت اگر ہے تو کیا ہے ۔۔۔ رہی جب انسان کی صحت سلامت

نہیں کوئی پروا اثر بے زری کی
ہے جبتک قناعت کی دولت سلامت

کسیکا دل کو رہا انتظار ساری رات ۔۔۔ گھڑی کو دیکھا کئے بار بار ساری رات
تڑپ تڑپ کو تمنا میں کروٹیں بدلیں ۔۔۔ نہ پایا دل نے ہمارے قرار ساری رات
خیال شمع رخ یار میں جلے تا صبح ۔۔۔ لیا قرار نہ پروانہ وار ساری رات
ادھر تو شمع تھی گریاں ادھر تھے ہم گریاں ۔۔۔ اسیطرح پہ رہے اشکبار ساری رات
نہ پوچھ سوز جدائی کو ہے اے ہمدم ۔۔۔ جلا کیا یہ دل داغدار ساری رات

تصورِ گلِ عارض مین نیند کب آئی — کھٹکتا رہگیا آنکھو مین خار ساری رات
خیالِ زلفِ سیہ مین بہا کیے آنسو — بندھا رہا میری رونی کا تار ساری رات

نہ پوچھ ہم سے اثر رات کسطرح کاٹی
عجب طرح کا رہا انتشار ساری رات

ہی ازل ہی سی دلِ وحشت زدہ شیدای دوست — تا قیامت سر سے جائیگا نہین سودای دوست
یا تھی ہم راحت گزینِ بسترِ دیبای دوست — یا نصیبِ عیش دشمن ہو گئین شبہای دوست
عرشِ اعظم کیا ہی پیشِ رتبۂ والای دوست — دل جسی کہتے ہین اہلِ دل وہی ہی جای دوست
غم نہین گر کشتۂ دشمن کری تو ای فلک — خاک ہو کر بھی ہمین رہنا ہی زیرِ پای دوست
آشنای لب کرون کیون رازِ غمہای نہان — اپنی حالِ دل سی واقف ہی دلِ دانای دوست
تو جو واعظ خوبیِ طوبیٰ بیان کرنے لگا — پھر گیا اپنی نظر مین قامتِ بالای دوست
جسطرف چاہی نگاہِ شوق نظارہ کرے — شش جہت مین ہی عیان حسنِ جہان آرای دوست
بار پایا آج کیا تو نے حریمِ یار مین — تجھسے آتی ہی صبا بوی روان افزای دوست
بلبلِ دل فرطِ حسرت سی نہ کیون نالان رہے — برگِ گل سی بھی سوا خوشرنگ ہین لبہای دوست
خانۂ سینہ مین دل کیونکر نہ غم سے بیٹھ جاے — جب سرِ محفل عدو کو شوق سی بٹھلای دوست
بزمِ شاہانہ مین اپنا بار پانا تھا محال — ہم گدا کسطرح ہوتی قابلِ پروای دوست

یہ صفائی آدمی کے جسم میں کب تھی نہیں — نور کے سانچے میں کیا ڈھالے گئے اعضائے دوست

شاد کیا ہوں رشک سے ہوتا جو مرجانا بجا — مرگ دشمن پر وہ فرمائے زباں سے ہائے دوست

عاشقِ سرباز کو ہوتی نہیں پروائے جان — سر کٹا دوں شوق سے پاؤں اگر آیا کوئے دوست

رنج ہے اس سے زیادہ ہو نہیں سکتا عذاب — ہمرہِ دشمن جو مدفن پر گزر فرمائے دوست

دیدۂ باطن سے گھر بیٹھے تماشا کیجیے — پردۂ دل میں نہاں ہے چہرۂ زیبائے دوست

آسماں ہے آئینہ جس میں بشکلِ آفتاب — پرتو افگن ہے جمالِ چہرۂ زیبائے دوست

چشمِ نظارہ ہوئی ہے رونقِ صد آئینہ — ہے تماشا گاہ حیرت چہرۂ زیبائے دوست

داد کا طالب نہ ہونا اے اثر روزِ جزا
کچھ تو لازم ہے خیالِ عزتِ فردائے دوست

ثائے مثلثہ

مجھ پہ ہے آپ کا عتاب عبث — یہ جفائیں ہیں اے جناب عبث

آتشِ روئے یار پر ہم نے — اپنے دل کو کیا کباب عبث

فائدہ کیا ہے بیقراری سے — دل کو رہتا ہے اضطراب عبث

عشق بیگانگی کا دشمن ہے — مجھ سے کرتے ہیں وہ حجاب عبث

نہین آنیکی نیند ہجر کی شب
آنکھین کرتی ہین میل خواب عبث

اپنے رونے پہ یار ہنستا ہے
دیدے رکھتے ہین ہم پُرآب عبث

پھنسکے گیسو مین اے دلِ نادان
اب توکھاتا ہے پیچ وتاب عبث

کیا عدم مین کوئی تماشا ہے
روز جاتے ہین شیخ وشاب عبث

سمجھے پیری مین یہ کہ صد افسوس
ہم نے ضایع کیا شباب عبث

زاہدون کو پڑے گا مے سے کام
آج ہے اونکو اجتناب عبث

غیبتِ مے کشان سے اے واعظ
سر پہ لیتا ہے تو عذاب عبث

منتخب ہین ہمارے سب اشعار
لوگ کرتے ہین انتخاب عبث

ارد گرد اوسکے گھر کے آپ اثر
پھرتے ہین خستہ وخراب عبث

جیم عربی

کس شعلہ رو کی عشق مین ہون اشکبار آج
آنسو نکل رہے ہین برنگِ شرار آج

اوس گل کی ہجر مین جو ہون خونابہ بار آج
ہی آب آب شرم سے ابرِ بہار آج

مدفن کی سمت آتا ہی وہ شہسوار آج
پہونچے گا آسمان کو میرا غبار آج

تیرِ نگاہ کس نے کیے دل کے پار آج
آلودہ خون سے ہے مژہ اشکبار آج

آنکھوں میں اشک آتے ہیں یاں بار بار آج
اونکو ہے داں عدو کا مگر انتظار آج

رقصاں ہے بزم شوق میں طاؤس وار آج
جوبن دکھا رہا ہے دل داغدار آج

آتی ہے بوی مشک جو ہر دم دماغ میں
ہے کیا نسیم شانہ کش زلف یار آج

ساقی علی الحساب چلے ساغر شراب
ہے روز میکشی نہیں روز شمار آج

پہونچا دی میری خاک صبا کوی یار تک
لیجا اوڑا کے ساتھ یہ مشت غبار آج

رنگ جہان کو ایک طرح پر نہیں قرار
گلشن میں گل خزاں ہو اگر ہو بہار آج

دولت کے ہاتھ لیگئے تشریف آشنا
افلاس میں نہیں ہے کوئی دوستدار آج

کی ہے جو تیز آتش حسرت کو شوق نے
ہے التہاب میں نفس شعلہ بار آج

محشر میں ہم خدا سے کرینگے یہ التجا
وہ بت نہو ہمارے لئے شرمسار آج

وہ آفتاب شام سے ہے مایل شراب
ساقی فلک سے ساغر مہ کو اوتار آج

شاید وہ آکے پھولوں کی چادر چڑھائینگے
خنداں برنگ گل ہے چراغ مزار آج

کیا تمکو انتظار کسیکا ہے اے ظفر
در کی طرف جو دیکھتے ہو بار بار آج

چشم ساقی کر رہی ہے گردش مستانہ آج
میکشو ہرگز نہو منت کش پیمانہ آج

ہی شب مہتاب مین ساقی مہوش جلوہ گر
پای توبہ کر رہا ہے لغزشِ مستانہ آج

ق
قصر و ایوان جنکے دم سی کل تلک آباد تھی
اونکی مسکن کی لئی ہے گوشۂ ویرانہ آج

مینے دیکھا تھا جنھین افسانہ سنتے وقتِ خواب
اپنی کانون سی اونھین کا سنتے ہین افسانہ آج

ای پری زلفِ مسلسل مین مسلسل کر اوسے
توڑتا ہی دو ہری زنجیرین ترا دیوانہ آج

عشق کی بندی نہین رکھتے کسی مذہب سے کام
داخلِ کعبہ تھی کل ہین ساکنِ بتخانہ آج

جب زمانہ پھر گیا احباب دنیا پھر گئے
کل وہی جو آشنا تھی ہو گئی بیگانہ آج

تو جو ہی رونق فروزِ بزم ای رشکِ قمر
شمع کی پروا نہین رکھتا کوئی پروانہ آج

ایک مدت پر اثرؔ وہ بت ہوا ہی مہربان
جا کی مسجد مین ادا کر سجدۂ شکرانہ آج

حاے حطی

جس گلی مین گئے صبا کیطرح
اب وہان ہم ہین نقشِ پا کیطرح

کیون نہ پہونچی وہان صدا کیطرح
غیر ہے نالہ رسا کیطرح

چاہیے ہو جفا جفا کیطرح
نہ کہ جورِ وفا نما کیطرح

زندگی ہے حباب کیصورت
جسم مین جان ہی ہوا کیطرح

خیر لایا ہے وصل کا پیغام
ہے وفا بھی تری جفا کیطرح

اسمین بھی کچھ ضرر ہے اے واعظ
ہم جو پیتے ہین مے دوا کیطرح

زلف اُس آفتِ زمانہ کی
دل کے پیچھے پڑی بلا کیطرح

اوسنے وعدو سے کیا نکالی رہ
کرم صبر آزما کیطرح

جبکہ تم دل کا مدعا ٹھہرے
دل مین رہتے ہو مدعا کیطرح

زندہ در گور ہو رہا ہون مین
ہے بقا بھی مری فنا کیطرح

وادیِ تشنگانِ عشق نہ پوچھ
ہے بے آب کربلا کیطرح

کشتیِ خضر کے سوار ہین ہم
ناخدا اپنا ہے خدا کیطرح

تیری محفل مین کیون نہ مرجاتے
تھا عدو بھی وہان قضا کیطرح

دونون جانب وجود کے ہے عدم
ابتدا بھی ہے انتہا کیطرح

یون تو دیکھے بہت ادا والے
ہے نرالی تری ادا کیطرح

کیون نہ نرگس پہ میری آنکھ پڑے
ہے تری چشم سرمہ سا کیطرح

عمر بھر کاروانِ عمر کے ساتھ
دلِ نالان رہا درا کیطرح

تم پہ عشاق کیون نہ مرجائین
ہے تمھاری ادا قضا کیطرح

بیٹھ اغیار تیری آنکھو مین
چھپکے رہتے ہین ہم حیا کیطرح

کشتۂ عشق بوتراب ہون مین
خاک اپنی ہے کیمیا کیطرح

رنج کش غمزدہ ستم دیدہ
کون ہے تیرے مبتلا کیطرح

تیرے بیمار غم کے حق مین دوا
بے اثر ہے مری دعا کیطرح

آسمان تیری در کا سایل ہے
ماہ ہے کاسۂ گدا کیطرح

اے بتو کبر کرتے ہو بیکار
کبر سے ہوگے کبریا کیطرح

بیدلی ہے فراغ غم کا سبب
ہے جفا بھی مجھے وفا کیطرح

کسوتِ گل کو چاک کرتی ہے
کیا غضب ہی تری قبا کیطرح

غیر بھی چشم اہل وحدت مین
نظر آتا ہے آشنا کیطرح

خاکساری ہے نسخۂ اکسیر
بندگی بھی ہے کیمیا کیطرح

کوئی دیکھے کہ رند کیسے ہین
ہین **اثر** یون تو پارسا کیطرح

چھٹتا نہین چھڑای سے ظالم کسی طرح
اٹکا ہے تجھسے کیا دلِ نادان بُری طرح

پہلو مین آکے بیٹھتے ہو دوست کیطرح
دل لینے کی نکالی ہی تمنے نئی طرح

سمجھا نہ میرے درد کو ظالم کسی طرح
دل کی کہانی اوسکو سنائی کئی طرح

سینہ مین دل ہی قطرۂ سیماب کیطرح
لیتا نہین قرار ذرا بھی کسیطرح

چھوٹا چمن قفس میں پڑی آشیاں جلا
بلبل ہوئی اسیر خرابی سبھی طرح

وہ گل کہاں چھپا ہی کہ جسکی تلاش میں
آوارہ پھر رہی ہے صبا بھی مری طرح

اہل فرنگ نوح کی کشتی بنائینگے
روتی رہے جو دیدۂ گریاں اسیطرح

حسرت یہ ہے کہ کوچۂ دلدار کی نسیم
پہونچائے مشت خاک وہاں تک کسیطرح

جب سے لیا ہی تو نے دل مضطرب مرا
تو بھی ہے بیقرار ستمگر مری طرح

کیا پوچھتے ہو حال مرے دل کا دوستو
تھا جیسا پہلے دشمن جاں ہے اوسیطرح

ایسا بھی کوئی کرتا ہے اہل وفا کیساتھ
تم ہم سے پیش آئے نہایت بری طرح

معلوم ہو تجھے کہ دل خوں شدہ ہے کیا
ای ابر رو کے دیکھ لے دم بھر مری طرح

ق
شاعر کو پیش آئی ہیں کیا کیا نہ دقتیں
مومن کی ہوتی ہی جو غزل اوسی طرح

اوستاد کی غزل پہ غزل کیا کوئی لکھے
دعوی ہمسری نہیں مجھکو کسی طرح

شاعر نہیں کہ زور طبیعت دکھاؤں میں
لکھے دو چار شعر ہی جب کبھی طرح

دنیا سے دور گوشۂ عزلت میں بیٹھکر
اوقات کاٹتا ہوں بھلی یا بری طرح

دشمن نہ ذوق کا ہوں نہ ناسخ کا دوست ہوں
عادت نہیں کہ چھیڑنا لوگوں کو کسی طرح

جھگڑوں سے شاعروں کی ہمیشہ رہا الگ
شاید نہ صلح کل کوئی ہوگا مری طرح

غالب کو مانتا ہوں کہ اوستاد دہر تھا
کافر ہوں ان میں ہو جو مجھے ننگ کسی طرح

لیکن اثرؔ جو دیدۂ حق بین سے دیکھے
کوئی غزل سرا نہوا اثیرؔ کی طرح

خائے معجمہ

اگر ہی لالہ و گل سے جنون گلستان سرخ
ہماری خون کفِ پا سی ہی بیابان سرخ

بہار آئی ہوا چشم خونفشانکو جوش
برنگِ گل ہین مری جیب سرخ دامان سرخ

خیالِ عارضِ رنگین ہین چشم ہین خونبار
برنگ پنجۂ مرجان ہین مری مژگان سرخ

دہ سرخ پوش پڑی سیر بوستان جو گیا
ہر ایک نخل ہوا مثل نخل مرجان سرخ

حنا کا رنگ جمی کسطرح رسائی پائے
برنگ پنجۂ مرجان ہین دست جانان سرخ

اثر ترے تنِ رنگین کا جلوہ افگن ہے
لباس سرخ ترا یار ہی دو چندان سرخ

تو اپنے دیدۂ تر سے اثرؔ بہا آب خون
بہارِ لالہ و گل سی ہُوا گلستان سرخ

دال مہملہ

مرے گھر وہ آئے ہین مدت کے بعد
سو کس آرزو اور منت کے بعد

مصیبت مین اے دل نہ گھبرائیو
کہ ہوتی ہے راحت مصیبت کے بعد

جدائی سے ہے کیا ہی عذاب الیم
قیامت ہو گیا اس قیامت کے بعد

رہا شمع کے گرد دم بھر پتنگ
نہ تھا کچھ بھی جز خاک ساعت کے بعد

خلش کچھ نہ کچھ اونکے دل مین رہی
وہ کیا دوست بنتی عداوت کے بعد

ذرا صبر لازم تھا اسے کوہکن
عبث جان دی اتنی محنت کے بعد

ترا عاشق زار آخر ہوا
مگر ہو فنا کس اذیت کے بعد

نہ ہو وصل کے بعد فرقت نصیب
خدا دے صعوبت نہ راحت کے بعد

نہین ہمکو معلوم کب وہ گئے
ہوئے ہوش مین اونکی رخصت کے بعد

وہ غیرونسے آخر کنارہ ہوئے
مگر اے اثر کس قباحت کے بعد

ہائے اب تک نہین پھرا قاصد
نہین معلوم کیا ہوا قاصد

شوق کی تازگی نہ کچھ پوچھو
روز درکار ہے نیا قاصد

جو نہ خط کا کبھی جواب لکھے
بھیجون ایسے کے پاس کیا قاصد

کسقدر جلد لایا خط کا جواب
مرحبا تم مرحبا قاصد

ہمنے جو کچھ اوسے لکھا قاصد ق
پڑھکے تجھکو سنادیا قاصد

وجہ آزردگی بتاین کیا | بے سبب وہ ہوا خفا قاصد

ای اثر ہم بھی اوسکے ساتھ چلی
اپنا خط لیکے جب چلا قاصد

تونے جب میرا خط دیا قاصد | لیکے خط اوسنے کیا کیا قاصد
بے پڑھے پرزی پرزے کر ڈالا | یا ستمگار نے پڑھا قاصد
گر پڑھا پڑھکے رہگیا خاموش | یا مرے حق مین کچھ کہا قاصد
گر کہا کچھ تو غیر کیا بولے | غیر بولے تو بولے کیا قاصد
بہ جو بولے تو پھر وہ کچھ بولا | یا اونھین سنکے چپ رہا قاصد
گر نہین چپ رہا تو پھر تونے | اوسکو کیا بولتے سنا قاصد
آخرِام کیا مجھے کہکر ؎ | اوسنے رخصت تجھے کیا قاصد
ای اثر بات بھی ہو کہنی کی | تو کرے اپنے منہ کو وا قاصد

ہین یہ سب پوچھ بات لا یعنی
کیا کہے وان کا ماجرا قاصد

رامھلہ

کھلتی نہیں زبان دہن یار دیکھکر | چپ ہو گیا ہون عالم اسرار دیکھکر

موسیٰ نہ لائے تاب رخ یار دیکھکر | نازان ہون اپنی طاقت دیدار دیکھکر

سیری نہیں نصیب ہمین تیری دید سے | پھر تجھکو دیکھ لیتی ہین ہر بار دیکھکر

ہمراہ شیخ خوب ہی کعبہ چلے تھے ہم | رستے ہین رہگئے در خمار دیکھکر

کیا کیا ہوا نہ گرم نگہبان قصر یار | ٹھہرے ذرا جو سایۂ دیوار دیکھکر

مجنون نے ہمسے دشت مین فن اوٹھالیا | تن کو ہمارے خار سے بھی زار دیکھکر

کہتا ہی کوئی گبر مسلمان کوئی ہمین | گردن مین ساتھ سبحے کے زنار دیکھکر

کیا آسمان ہی خوف کہ اوٹھتا نہین قدم | لرزان ہی حشر یار کی رفتار دیکھکر

لیتے ہین اپنے ہاتھ مین جب زلف یار ہم | کیا پیچ و تاب کھاتی ہین اغیار دیکھکر

کیا کیا مجھے سناتی ہین طعن انسان | مثل کلیم طالب دیدار دیکھکر

جوش جنون نے راہ کو ہموار کردیا | وحشت مٹی دل کو وادی پُرخار دیکھکر

پھر دل کو ذوق لذت ایذا ہوا اشرؔ
اوس دلشکن کو درپے آزار دیکھکر

شب فرقت بسر کرین کیونکر | نہ سکے تو سحر کرین کیونکر

اونکی تیغ نگہ کا مارا ہون | ہمری جانب نظر کرین کیونکر

کچھ ہم اپنی خبر نہین رکھتے
اونکو اپنی خبر کرین کیونکر

عشق خوبان کا ترک ای ناصح
ہے تو اچھا مگر کرین کیونکر

دل پہ کھینچی ہے یار کی تصویر
اوسپہ ظاہر ہنر کرین کیونکر

تجھکو بھیجین جہان ہو جانکا خوف
کام یہ نامہ بر کرین کیونکر

کچھ گمان اور ہو نہ بلبل کو
آنکھین گلشن مین تر کرین کیونکر

گو ستمگر سہی پہ یار تو ہے
اوسکا شکوہ **اثر** کرین کیونکر

کیا بتاؤن **اثر** کہان ہی گھر
جہان رہتا نہین وہان ہی گھر

بلبلو گل سے شوخیان کرلو
آج کمبخت باغبان ہی گھر

کیا یہان کر رہا ہے غربت مین
چل وہان اے **اثر** جہان ہی گھر

شوریدگی قیس کے عالم پہ نظر کر
لیلی کوئی دن وادی مجنون مین گزر کر

واقف نہ ہوا کوئی کہ کیا ہوتا ہی مر کر
جاتا ہے کہان آدمی دنیا سی گزر کر

نادان تجھے دنیا مین ہمیشہ نہین رہنا
یہ عمر دو روزہ کوئی صورت سی بسر کر

دل ٹکڑے ہوا جاتا ہی پھٹتا ہی کلیجا
للہ زبان بند تو ای مرغ سحر کر

تا دشت کو خون لٹ پاسی کری گلزار
مجنون کو صبا آمدِ لیلےٰ سی خبر کر

ہم بزمیِ اغیار سے تو خوب نہیں ہے
ہوتی ہی بُری صحبتِ ناجنس حذر کر

پھر مری دل کو ہوئی وحشتِ بیابان دیکھکر
تلوی کھجلانی لگی خارِ مغیلان دیکھکر

درہم و برہم ہوئی یکسر مری ہوش و خرد
ای پری پیکر تری زلفِ پریشان دیکھکر

دشت ہی دامن کشیدہ ہی مری جسمِ زار سی
خار کھاتی ہین مجھی خارِ مغیلان دیکھکر

کشتۂ چشمِ حسینان جانتی ہین سب مجھی
سبزۂ تربت مرا وقفِ غزالان دیکھکر

ابر سی آیا تری گیسوی شبگون کا خیال
روی روشن یاد آیا ماہِ تابان دیکھکر

کچھ لبِ اعجاز سی فرما تو ای رشکِ مسیح
چُپ ہین عیسی صورتِ بیمارِ ہجران دیکھکر

نقش پردازِ ازل کی دستِ قدرت چومیئے
ایک عالم محو ہی تصویرِ جانان دیکھکر

وحشتِ دل کا سبب ہی مکرِ اربابِ جہان
شہر لون ہم بھاگتی ہین شکلِ انسان دیکھکر

بیقراری سی نہین پاتا کوئی پہلو قرار
گوہرِ غلطان ہوا ہون تیری دندان دیکھکر

صبر کر تو مصر مین ہونیکو ہی ہر دل عزیز
یوسفِ کنعان نہ گھبرا شکلِ زندان دیکھکر

بتکدہ ہو کر جو مسجد مین گزرتا ہون مین
جانتا ہی گبر مجھکو ہر مسلمان دیکھکر

جل پڑا ہی دیدۂ خونناب افشان کی بہار
پانی پانی ہو گیا ابرِ بہاران دیکھکر

کسقدر ہی اپنی دل کو لذتِ ایذا کا شوق
زخمونکی منہ کھل پڑی قاتل نمکدان دیکھکر

ہر صنم کا منہ تکا کرتا ہون شکلِ آئینہ
رہتے ہین حیران مجھے گبر و مسلمان دیکھکر

جذبۂ شوقِ شہادت کا اثر ہر رگ مین ہے
سر جھکا جاتا ہی قاتل تیغ بُران دیکھکر

مایۂ ہمدردی جان ہی درونِ اہل درد
ہی بجا ئے ہو جو نالان دلکو نالان دیکھکر

برق دیتی ہی بڑھا دل کی طپش برسات مین
جوش پر رہتی ہین آنکھین زورِ باران دیکھکر

کیون نہین ہوتی تم اپنی زلف سی پریشان حال
پوچھتے ہو مجھسے کیا مجھکو پریشان دیکھکر

شام فرقت مین نظر آتی ہین تارے چشم غول
آج دل بیتاب ہی وحشت کی سامان دیکھکر

زخم حسرت دلپہ کھا کر بلبلین بیدم ہوئین
خاک مین گل مل گئے قاتل کا دامان دیکھکر

آرزو لاکھون ہون جس دل مین وہ دل ہو بحرِ خون
رو دیا تقدیر نی مجھکو پُر ارمان دیکھکر

کیون نہ ای سروِ روان ہو صیدِ دامِ نقشِ پا
تیر اندازِ روش کبکِ خرامان دیکھکر

دشت کو بھاگی تھے ہم مفتون چشم یار ہو
اور بھی وحشت بڑھی چشمِ غزالان دیکھکر

ہر روش پر کبک و قمری نی رکھی ہین اپنی دل
پانون رکھنا باغ مین سرو خرامان دیکھکر

کیا سمائیگی نظر مین باغ رضوان کی بہار
ہم کہان جائین الٰہی کوی جانان دیکھکر

آفتابِ حشر کو کہدو کہ ہو وہ چند گرم
جاتی ہین محشر مین ہم داغِ عزیزان دیکھکر

ہو نہ بدظن ہم سے ای صیاد جاتی ہی بہار
پھر قفس مین آئینگے سیرِ گلستان دیکھکر

کیا حقیقت ہے عدو کی وہ تو اک سگ بادیہ
دم دباتے ہین ہمین شیر نیستان دیکھکر

تاب کیا لاتا کلام برق آگین ایک آخر
ہوگیا فی النار حاسد اپنا دیوان دیکھکر

ہے سرو کہان قامت جانان کی ادا کو
قمری بھی نہین ہے دل نالان کے برابر

کب گل ہے تری عارض خندان کے برابر
سنبل بھی نہین زلف پریشانکے برابر

اک رات بھی آرام سے اے ماہ نگزری
سہتے رہے صدمے شب ہجرانکے برابر

اے حور لقا میری زیارت کے لیے آ
روضہ ہی مرا روضۂ رضوانکے برابر

ہنس ہنسکے لگائی ہے جو دشمن نے گلو کو
ہر زخم بدن ہے گل خندان کے برابر

ہے عشق سبق مجھے مصحف رخسار صنم سے
زاہد ہے مرا کفر بھی ایمان کے برابر

اے آتش فرقت نفس سرد جو کھینچون
ہو موسم گرما بھی زمستان کے برابر

درکار ہے شمشیر کرم قتل عدو کو
سیفی کا عمل بھی نہین احسانکے برابر

عشاق کے دل چشم سیہ سے رہے خستہ
کافر نے کیے خون مسلمانکے برابر

قاتل مرے زخمون پہ یہانتک ہو نمکریز
ہر زخم نمک ریز ہو نمکدانکے برابر

کافر ہون اگر ملتی ہو کچھ روح کو راحت
دنیا ہے مرے واسطے زندانکے برابر

بہشت کشتی خضر کی حاجت نہین دل کو
لب یار کو ہے چشمۂ حیوانکے برابر

سر دینے کو حاضر ہین تری سر کی قسم ہم
ای جان ہمین سر ترا ہی قرآن کی برابر

فردای قیامت سے ڈر دن کس لئے زاہد
کیا روز جزا ہی شب ہجران کے برابر

ای گل ہی تیری عزت و توقیر دو روزہ
گلشن مین سمجھ آپ کو مہمان کی برابر

کیا ایسی مسلمان کو مسلمان کہی کوئی
جبتک کہ مسلمان نہو سلمان کی برابر

یار اپنا اگر روزنِ دیوار سے جھانکے
ہر ذرہ بنے مہرِ درخشان کے برابر

آرام ملا بعد فنا فضل خدا سے
ہے گور سیہ مجھکو شبستان کی برابر

جب داورِ محشر کو دکھانا ہی رحیمیؔ
زاہد کی ہی طاعت مری عصیان کی برابر

گر جان بھی جائیگی تو ایمان کی کہینگے
ہوتی ہی اثرؔ جان بھی ایمان کے برابر

پڑ گئی شب کیا نظر مہ کی رخ دلدار پر
چاندنی بھی غش ہین تا وقتِ سحر دیوار پر

مر گئی ہی عاشق نہین ہی قامتِ دلدار پر
کبک بھی دیتی ہین جان اوس سروِ خوش رفتار پر

ہو دل نادان نہ مایل ابروی خمدار پر
مُنہ کی کھائی جو گری اس خنجر خونخوار پر

ناتوانی کا ہی احسان میری جسم زار پر
بام پر پہونچا ہین چڑھکر سایۂ دیوار پر

شب جو آنکھین پڑ گئی زلفِ سیاہ یار پر
تار سنبل کا ہوا عالم نگہ کے تار پر

فصل گل مین یہ ہجوم لالہ ای شیرین نہین
داغ خون کوہکن ہین دامن کہسار پر

اوس نے نرگس پر اوکو حالِ دلِ سوزان لکھون
پھر خامہ دے مجھے لاکر جو سوفار پر

زاہدون نے سر جھکے ہین پھر طاعت پی صنم
طاق کعبہ کا ہے عالم ابروی خمدار پر

مین جو لکھتا ہون غزل اوصافِ چشمِ یار مین
اہلِ تحسین صاد کرتی ہین مری اشعار پر

تیری کوچہ مین جو ٹھہرا استراحت کیلیے
سر سے ہی ہمہر سایہ چڑھ گیا دیوار پر

ظالمون کو شادمان رکھتا ہے چرخِ ظلم دوست
خندہ ہی آیا نظر ہر دم لبِ سوفار پر

میری مژگان پر نہین ہین اشک ہین تیغ خضر
سامنے خورشید کی لرزان ہے شبنم خار پر

قیس و لیلی کی نہین اب اس زمانے مین تمیز
عاشق و معشوق سب مرتے ہین میری یار پر

چشم کی گردش جو شمشیرِ نگہ کو ہے فسان
باڑھ کی حاجت نہین قاتل تری تلوار پر

کعبہ سجدہ مین ہو جیسے روبروی میکدہ
ابروی خمدار یون ہے چشمِ مستِ یار پر

بلبلِ شیدا تو اپنے عشق کی تاثیر دیکھ
گل ہنسا کرتی ہین تیرے نالہ ہای زار پر

رفتہ رفتہ خاکسارون کو ہوا کرتا ہے اوج
سایہ چڑھ جاتا نہین کبار کی دیوار پر

خرمنِ ہستیِ عدا کو جلا دیتا ہون مین
ہے گمانِ برق میری آہِ آتشبار پر

قدردان ہوتا تو کرتا قدردانی سے نثار
آسمان عقدِ ثریا کلکِ گوہربار پر

رات بھر رہتے ہین عاشق چشمِ کوکب کی طرح
آنکھ کھولی اعتبارِ وعدۂ دیدار پر

دیکھا ای گل پیرہن کیا کیا جوانِ جامہ زیب
ہین گریبان چاک تیری شوخیِ دستار پر

ہمسے رندونکو جہان ہو حضرت واعظ کا ساتھ
ایسی جنت وار پھینکین خانۂ خمار پر

یان ہوا کرتا ہی سودا نقد جانکا ہر گھڑی
فوق ہی تیری گلی کو مصر کے بازار پر

گردشِ ایام سی ای غافلو ڈرتے رہو
اعتماد اصلا نہین اس گنبدِ دوّار پر

ہون نوا سنج گلستانِ علیؑ مرتضےٰ
فوق ہو مجھکو نہ کیونکر بلبلِ گلزار پر

پاس اپنے اور کیا ہی جو کردن اونپر نثار
جان و دل قربان ہین آلِ احمدِ مختار پر

دامن اوس ماہِ رسالت کا ہی میری ہاتھ مین
آسمان صدقے ہو جسکے گنبدِ دستار پر

آسرا ہم اور کوئی ای اثر رکھتے نہین
صرف تکیہ ہے جنابِ حیدرِ کرار پر

راے منقوطہ

وصل کی شب مین ہی یون مرغِ سحر کی آواز
جسطرح ہو ملک الموت کی پر کی آواز

فصلِ گل یاد دلاتا ہے خزانکا موسم
حسرت انگیز ہے اوراقِ شجر کی آواز

شام ہی سی تھا شبِ وصل مین نالان موذی
آج آتی نہین کیون مرغِ سحر کی آواز

ابتو پیری مین ہین اسطرح ہمارے نالے
صبحدم جیسے کہ ہو کوس سفر کی آواز

ہاتھ ٹوٹین ترے گھڑیال بجانیوالے
یار پہلو سے اوٹھا سُنکے گجر کی آواز

خانۂ یار میں کیا غیر ہیں سرگرم کلام
آتی ہے جلد ہی کیوں اہل سقر کی آواز

کب تلک تمکو پکارا کریں یاران علم
کیا اُدھر کو نہیں جاتی ہے ادھر کی آواز

نوک دم بھاگے جو میدان سخن ہو اعلیٰ
داد احباب ذی طبع ظفر کی آواز

تھوڑی شب تھی وہ ہوئی گرم فغان تھا کوئی
ہو نہو تھی وہ شرربار اثر کی آواز

سین مہملہ

جب نسیم صبح کہتی ہے کہ اے مرغ قفس
جوش پر فصل بہاری ہے چمن میں اس برس

کیا تمنا سیر گلشن کی تری جی میں نہیں
کیا ترے دل میں نہیں ہے حق رہائی کی ہوس

او سے تب دگریہ کہتا ہوں کہ ای باد صبا
ہوں گرفتار قفس چلتا نہیں کچھ اپنا بس

دور از گلشن فتادہ در ہوای دید گل
دست حسرت لحظہ لحظہ میزنم ہمچو مگس

ہر دم و ہر لحظہ گریہ میکنم در شوق او
اشک غم از چشم تر جاری ہے جون رود ارس

جب قلق بڑھتا ہے اپنے دل کو یہ کہتا ہوں میں
سیر گلشن کے لیے اتنا نہ اے ناداں ترس

پا نہادن در رہ پر خار حسرت الٰہی ست
چون بداماں گل مطلب نباشد دسترس

بلبلی میں جز تحمل اور کچھ چارہ نہیں
فایدہ فریاد سے کیا جب نہو فریادرس

ہی اسیری مین اثر وردِ زبان ہی قول رند
دل گرفتہ ہون مجھے یکسان ہی گلزار و قفس

یار کیونکر نرہے غیر دل آزار کے پاس
گل کو فطرت نی جگہہ دی ہی سرِ خار کی پاس

ہے زحل چہرۂ مہتاب کا پہلو دابے
نقطۂ خال ہی یا عارضِ دلدار کی پاس

دیکھکر مایلِ بیداد تجھے اے ظالم
عذر کوئی نرہا تیرے گنہگار کی پاس

ہین جو خورشید قیامت کی نمونی روزن
سایہ دیکھا نہ کبھی یار کی دیوار کی پاس

جان دیدیگا پھڑک کر ہوسِ گلشن مین
پھول صیاد نرکھ مرغ گرفتار کے پاس

ہم سی آزردہ تم ای شیخ و برہمن کیون ہو
دیکھ لو سبحہ بھی گردن مین ہی زنار کی پاس

اوڑتی ناگن کا گمان ہوتا ہی ڈر جاتا ہون
زلف آتی ہی ہوا سی جو رخِ یار کی پاس

مذہبِ عشق مین تخصیص نہین صحبت کی
کبھی زاہد کی قرین ہون کبھی میخوار کی پاس

کس خرابی سی اگر پہونچے بھی گرتی پڑتے
گر پڑے صورتِ دیوار درِ یار کی پاس

جب ہی پاس نہین میری لئی ہی یکسان
ساتھ دشمن کی ہون آپ کہ دو چار کی پاس

ق

حرکت مین ہی رگِ شوق شہادت میری
سر جھکائی جو کھڑا ہون تری تلوار کی پاس

قتل مین دیر نکر کھینچ کمر سے تلوار ؛
یا مجھے بھیجدے جلاد جفاکار کی پاس

چشم بیمار کسیکی جو اثر یاد آئی ؛

ہم عیادت کو گئے نرگس بیمار کے پاس

ہاتھوں میں تری ہاتھ لیں اغیار صد افسوس / حسرت سے ہوں تکتے ہیں ہم ای یار صد افسوس

تم مجھ کو کرو بار ہمیں انکار صد افسوس / نکلی نہ تمنائے دل زار صد افسوس

عیسیٰ بھی مداوا سے لے آئی فلک سے / تو بھی نہ جیا ہجر کا بیمار صد افسوس

کیا ہوتا اگر غیر کو ہمراہ نہ لاتے / تم آئے مری دید کو بیکار صد افسوس

کس شوق سے ہم سر کو جھکا کر ہوئے قائل / نکلی نہ کمر سے تری تلوار صد افسوس

جس سے کہ کہیں اہل جہاں تمکو ستمگر / تم کام وہی کرتے ہو ہر بار صد افسوس

اغیار کی خاطر وہ ستمگار ہمیشہ / رہتا ہو مری درپئے آزار صد افسوس

لگ جائی نہ تمکو کہیں دشمن کی لحد کو / ای یار بری ہو تری رفتار صد افسوس

کھڑکی سے ذرا دیکھ اثر مر گیا شاید / اک لاش پڑی ہے پس دیوار صد افسوس

شین معجمہ

نہیں کچھ غم جو تم ہو ہم سے ناخوش / تمہاری ناخوشی میں ہم ہیں خوش

خدا آباد رکھے اے شہ حسن / بہت تو نے فقیروں کو کیا خوش

فقیری بھیس آخر کام آیا ۔ صدا سنکر ہماری وہ ہوا خوش

بتو کیا تم رکھوگے خوش کسیکو رہے وہ خوش جسے رکھے خدا خوش

نہین معلوم کچھ مرضیِ مولے وہ خوش کس سے ہی کس سے ہی وہ ناخوش

مبارک ہو خوشی اوسکو کہ جس سے خدا خوش مصطفٰے خوش مرتضیٰ خوش

رقیب آیا ہے لیکر نامۂ یار کوئی ایسی عنایت پر ہو کیا خوش

عدو کے سامنے کی پرسشِ حال کیا تمنے ہمین بڑا انتہا خوش

کوئی دم کا ہے مہمان موسمِ گل نہو رنگِ چمن پر اے صبا خوش

مرے غمخوار ہین لقمان حیدر الٰہی رکھ اونھین جگ مین سدا خوش

یہ دنیا اے اثر دار المحن ہے
کوئی خوش یان نہین سب ہی ہین ناخوش

صاد مہملہ

دیکھکر اوس شوخ کا محفل مین معشوقانہ رقص اپنی سینہ مین لگا دل کرنی بیتابانہ رقص

گربانِ مست کو زاہد نکرتا دل مین یاد ہاتھ مین اوسکے نکرتا سبحۂ صد دانہ رقص

دست رنگین سے اگر تو نی لیا گل بزم مین شمع ای گلرو کریگی صورتِ پروانہ رقص

صاحبِ نقشِ خزر کی روش کو حیا مین لا
ای فرنگن زاد محفل مین ترا مستانہ رقص

مستی توحید اپنی گر دکھائین ہم تجھے
وجد مین آ کر کرے ای برہمن بتخانہ رقص

تیری آمد کی خبر آئی جو بہونچی بزم مین
شیشہ قہقہ کر اوٹھا کرنے لگا پیمانہ رقص

مستی وحشت جو اوس کی جوش پر آئی مری
گردبادون کو دکھاتا ہی ترا دیوانہ رقص

ہو اگر جائی گلستان کو کر ای بزم مین
کرتے ہین تیری خوشی مین بلبل و پروانہ رقص

جنبش پا یار کی کرتی ہی خوش اہل بزم
ہی اثر کیونکر نہ ہو اسکو سفاکانہ رقص

صاد معجمہ

عاشقونکو واعظا کیا باغ رضوانسی غرض
روح کو بعد فنا ہی کوی جاناسے غرض

دشت و صحرا چاہئے کوہ و بیابان چاہئے
کیا مری وحشت زدہ دل کو گلستانسے غرض

پھر مری دل کو ہوا ہی لذت ایذا کا شوق
پھر مین رکھتا ہون کسیکی نوک مژگانسے غرض

کیا وطن کی آرزو مری دل نالان کو ہو
آشنائی کو کہان رکھتی ہی غربتخانسے غرض

ہین لب جان بخش جانان چشمۂ آب حیات
ہو مبارک خضر تمکو آب حیوانسے غرض

موسم گل ہو کہ ہو عہد خزان ای ہم صفیر
ہم اسیران قفس کو کیا گلستانسے غرض

تجھکو ای رشک مسیحا چھوڑ کر جاؤن کہان — مین ہون بیمار محبت مجھکو درمانسی غرض

اہل دولت سی ہین مستغنی تری در کے فقیر — سور ہین لیکن نہین رکھتے سلیمان سی غرض

زندگی کرتے ہین میدانمین کبھی زیر شجر — ہم فقیر ونکو نہین ایوان و بستانسی غرض

کیون سنی تیری عبث کرتا ہی واعظ قیل وقال — کافر عشق صنم کو دین و ایمانسے غرض

اوسکی چشم کفر پرور کو ہو کیا پروای دل — نامسلمانکو نہین ہوتی مسلمانسی غرض

زاہد جنت طلب کو آدمی سی ہی گریز — ورنہ انسانکو ہوا کرتی ہی انسانسی غرض

سینۂ شانہ کی صورت ہو رہا ہی چاک چاک — ہی دل غمناک کو گیسوی جانان سے غرض

پاس تیری عارض روشن کی ہی خال سیاہ — ہندوی کفر آشنا رکھتا ہی قرآنسے غرض

اہل عصیانسے ہوا ہی رحمت حق کو ظہور — رحمت حق کیون نہ رکھے اہل عصیانسی غرض

پاکی ثروت گھر نہ بھولی آدمی پردیس مین — مصر مین باقی رہی یوسف کو کنعانسی غرض

کہدو میری چشم تر لیجای اپنی کشت مین — مردم دہقان عبث رکھتا ہی بارانسی غرض

پھر کہان عاشق فروغ حسن جب زایل ہوا — ہوتی ہی پروانہ کو شمع فروزانسے غرض

سر جھکے شوق شہادت مین نہ کیونکر ای اثر
گردن خم گشتہ کو ہی تیغ جانانسے غرض

طاے مہملہ

شوق مین ہم تو لکھین سو بار خط
ایک بھی ہمکو نہ بھیجے یار خط

کب پہونچے دیتے ہین اغیار خط
لکھتے ہین ہم یار کو بیکار خط

ہو نہ ہو قاصد ہمارے ہین ضرور
بے خبر پڑھتے ہین سر بازار خط

کیا لکھا ہے تونے بحال اضطراب
ہو گیا بیزار پڑھکر یار خط

عرض گلشن مین ہوی کاغذ نمود
نکلا آخر بر سر رفتار خط

سوزش دل کی مضامین ہین لکھے
جاے لیکر مرغ [illegible] خط

اوسکے کوچہ مین ہے اک کاغذ کا ڈھیر
پھینک دیتا ہے بس پرزے وار خط

راز دل کیونکر لکھین ہم یار کو
ڈر یہی ہے پڑھ نہ لیوین اغیار خط

ایک کا بھی تو کبھی دیگا جواب
روز لکھتے ہین اوسے دو چار خط

جانتا ہے سب برابر نامہ بر
لیچلا رکھکر تہ دستار خط

تار سے طرح ہو گئی ہین اونگلیان
لکھ نہین سکتا ترا بیمار خط

یہ دعا رہتی ہے ہر دم ہجر مین
لاے یارب قاصد دلدار خط

پھر نہ دکھلاے کہین گردن عدو
دے اگر اوسپر تری تلوار خط

لکھتے ہین یون خط اوسی ہم مست شوق
جسطرح لکھے کوئی میخوار خط

غیر کو لکھے ہین زہریلے کلام
جائے قاصد لیکے جائے مار خط

تو نہین لکھتا کلام التیام
کیا لکھین تیرے جگر افگار خط

اک قلم پایا نہین کوئی جواب
بھیجے ہمنے کتنے نامے تار خط

بڑھ گئی سبزہ سی گلشن کی بہار
جلوہ فرما ہے سر رخسار خط

شرح غم سے مثل ناسخ ای اثر
ہو گیا ہے نامہ بر پر بار خط

طاے معجمہ

تیرے بکنے نے کیا مجکو تہی سر واعظ
اثر وعظ ہوا خاک نہ دلبر واعظ

دیکھ ہوشیار ہو غصہ مین کرین ہاتھ نہ صاف
رند تجھسے نظر آئے ہین مکدر واعظ

ذکر حوران بہشتی کا ذرا چھیڑ تو دے
ابھی میخانہ سی ہم آئے ہین ہیکر واعظ

اس توقع پہ کہ جنت مین ہین مے کی نہرین
تارک بادہ کشی کوئی ہو کیونکر واعظ

مے کا کیا ذکر کرے آپ بھی تو اودنہ حرام
رند شامت سی جو مہمان ہون ترے گھر واعظ

گھوم پھر کر جو سناتا ہی ہمین حوردنکی
مے جنت سی تری سر مین ہے چکر واعظ

نہ ڈرا آتش دوزخ سے اثر کو ناداں
وہ تو ہے سید و مداح پیمبر واعظ

عین مہملہ

ہے تیرے آنے جانے کی دشمن کو اطلاع
رہرو کی کیوں نہ یار رہے رہزن کو اطلاع

اے بوالعجب کہ جان کی نہیں تن کو اطلاع
راکب کی در رہ ہوتی ہے توسن کو اطلاع

اصنام دیر کلمہ توحید پڑھتے ہیں
اب تک نہیں ہے اسکی برہمن کو اطلاع

لیتا بھی نہ نام سبزہ کی چاہ کا
ہوتی جو قید چاہ کی بیژن کو اطلاع

واقف نہیں ہیں آہ شرربار سے رقیب
پہونچی نہیں ہے برق کی خرمن کو اطلاع

دو چار دن ہیں فصل بہاری کا کوچ ہے
اسکی نہیں ہے بلبل گلشن کو اطلاع

سرشار کو ہے طوق زنجیر کی خبر
اسکی نہ پا کو اور نہ گردن کو اطلاع

مستی میں کی ہے بال سنوارے ہیں یار نے
سنبل کو ہی خبر نہ ہوئی سوسن کو اطلاع

کیا فتنے اوٹھ رہے ہیں زمانہ میں ہر طرف
اسکی نہیں ہے یار کے جوبن کو اطلاع

روتا ہمارے واسطے وہ دوست کیطرح
ہوتی جو اپنے حال کی دشمن کو اطلاع

سینہ کو چاک کرکے اثر کیا دکھلائے

ہے داغ دل سیہ اوس مہ روشن کو اطلاع

رہتے تھے جس زمین پہ انسان جمع
اے فلک اب وہان ہین جنّات جمع

ق

کیون نہو خاطر پریشان جمع
آج ہین میخوری کی سامان جمع

شب مہ مین ہین ماہتابی پر
ساقی و مطرب خوش الحان جمع

جام و مینائے مے پہ جوبن ہے
میکشی کو ہوئے ہین خوبان جمع

نہین حلقہ کئے ہین تجھکو حسین
تارے ہین گرد ماہ تابان جمع

کیا خدائی بتون نے دکھلائی
ہین صنم خانہ مین مسلمان جمع

زخم دلکی خبر جو لینا ہو
پہلے کر لیجیے نمکدان جمع

ہم سے کیا پوچھتے ہو اے صاحب
دل مین ہین ہر طرح کے ارمان جمع

چشم بد دور بزم مین خوش چشم
آج ہین صورت غزالان جمع

جب سے سودائے زلف یار ہوا
نہوئی خاطر پریشان جمع

اے اثر گو رہی پریشانی
ہوگیا تو بھی اپنا دیوان جمع

غین معجمہ

کیا کہوں کسقدر دکھائے داغ
دل بنا تھا گہر ہزارے داغ

ہجر میں گرچہ سینے کھائے داغ
دشمنوں سے مگر چھپائے داغ

داغ دل کم نہیں ہیں انجم سے
تجھسے کیا کیا فلک نہ پائے داغ

اے طبیبو تمہیں نہیں معلوم
مرہم وصل ہے دوائے داغ

داغ تازہ کہاں جگہہ پائیں
اب نہیں دل میں اور جائے داغ

گل سمجھکر وہ دیکھنے آیا
کیوں دلا کچھ تو کام آئے داغ

ہے اثر کی دعا یہی کہ خدا
دوستونکا نہیں دکھائے داغ

روشن کوئی کرے نہ کرے گور پر چراغ
کنج لحد میں ہیں مرے داغ جگر چراغ

بلبل کا ہو ہجوم ہمارے مزار پر
وہ گل جلائے ہاتھ سے اپنے اگر چراغ

یوں تیرے رو برو نظر آتا ہے آفتاب
بے نور جیسے ہوتا ہے وقت سحر چراغ

اوڑ کر پہونچتا اوس گل خنداں کے روبرو
بلبل کی طرح رکھتا اگر بال و پر چراغ

جلتا ہے ساتھ ساتھ شب ہجر یار میں
کیونکر جلے نہ میری طرح رات بھر چراغ

رکھتا ہے لو لگی کسی شعلہ عذار سے
یہ جو ہر رات بزم میں دھنتا ہے سر چراغ

ہے میرے سوز وصل سے روز عید و ساہ
شب کی طرح جلا ہے نہ کیوں اپنے گھر چراغ

جنگِ اُحد کی رات عبادت مین کر بسر / نادان جلاتی ہین در و دیوار پر چراغ

ہم اپنی داغ دل کیطرف کرتی ہین نگاہ / جسدم کسیکی گور پہ آیا نظر چراغ

بادِ سموم مرگ سی جان کو نہین گریز / دستِ ہوا سی پا نہین سکتا مفر چراغ

مومن کیطرح سوز جدائی سی ای اثرؔ
جلتے ہین تا بصبح ادھر ہم اُدھر چراغ

ردیف فا

پھر چلے ہم جوشِ وحشت مین بیابان کیطرف / پانون پھر اوٹھنے لگے خارِ مغیلان کیطرف

پھر جنون نی سر اوٹھایا پھر وہی وحشت ہوی / ہاتھ پھر بڑھنے لگے جیب و گریبان کیطرف

پھر تصور مین کسیکے ابروی خمدار کے / اپنا سر جھکنے لگا شمشیرِ بُرّان کیطرف

پھر وہی سودا ہوا گیسوی جانانکا ہمین / سیر کو جانی لگی پھر سنبلستان کیطرف

یاد پھر آئی کسیکی نوکِ مژگانِ دراز / خون دل بہنے لگا پھر جیب و دامانکیطرف

پھر کسیکی چشمِ شہلا آفتین ڈھانی لگین / یاس سی تکنی لگی پھر نرگستان کیطرف

بانی بانی پھر لگی کرنے کسی یوسف کی چاہ / پھر چلا گرنیکو دل چاہِ زنخدان کیطرف

ذوق ایذا پھر لگا کرنے جگہہ دل مین اثرؔ

دیکھتے ہیں پھر کسیکی نوکِ مژگاں کیطرف

نہ دل کی طرف ہیں نہ تیری طرف — ستمگر نہیں ہم کسیکی طرف

ہمیں کیا ہے کشمکشِ دہر سے کام — نہیں انکو جھگڑے سے ہیں کوئی طرف

خطا ہی ہماری کہ ہے آپ کی — ذرا دیکھئے اپنے جی کیطرف

سراسر ہی صاحب عدو کا قصور — غضب کی نظر کیوں ہے ناحق میری طرف

کمینوں پہ غصہ نہ فرمائیے
اثر دیکھئے آپ اپنی طرف

ہو ذاتِ خدا ہی شہِ والائے نجف — نہیں معلوم کہ کیا ہی شہِ والائے نجف

ہے مختارِ کل وہی جو رضا خالق کی — مالکِ ملکِ رضا ہو شہِ والائے نجف

ہم نصیری تو نہیں ہیں کہ کہیں انکو خدا — پر نہیں حق سے جدا ہو شہِ والائے نجف

وہ نہ ہوتا تو نہ ظاہر ہو کبھو لا حق ہی حق — سببِ شکلِ بقا ہو شہِ والائے نجف

اوسکی تلوار سے ہی ماحیِ کفر و بدعت — حامیِ دینِ خدا ہو شہِ والائے نجف

تھی صفت عقدہ کشائی اوسی حق نے بخشی — دافعِ رنج و بلا ہو شہِ والائے نجف

جب کیا حق نے عطا اوسی کو شاہیِ دارین — مالکِ ہر دو سرا ہو شہِ والائے نجف

در گزر کرنی ہی عدو سے کرتی اوسکی — عافیِ جرم و خطا ہو شہِ والائے نجف

لافتی روز احد جن و ملک بول اُٹھے
مرد میدان وغا ہی شہ والای نجف

اوسکے در سی کبھی محروم نگرا سایل
مخزنِ جود و عطا ہی شہ والای نجف

عیب پوشی سی بنا خرقۂ معراج اوسے
منبع شرم و حیا ہی شہ والای نجف

جوہر پاک بنایا ہی خدانے اوسکو
معدنِ صدق و صفا ہے شہ والای نجف

عرض کر حال دلِ زار اثر اوسکی حضور
دردِ عالم کی دوا ہے شہ والای نجف

ق

کیا بتائے کوئی کہ کیا ہی عشق
درد ہے رنج ہی بلا ہے عشق

دونوں عالم کی بیقراری کا
نام لوگوں نے رکھ دیا ہی عشق

دشمنِ عصمتِ زلیخا ہے
چاک پیراہنِ حیا ہے عشق

اسکا عالم سمجھ سے باہر ہے
ساری عالم ہی سی جدا ہی عشق

کون و تکوین کا ہوا ہی سبب
ہر دو عالم کا مدعا ہے عشق

جان گزا ہے کبھی کبھی جانسوز
کبھی جان بخش و جان فزا ہی عشق

ہے کبھی شکل صدمۂ روحی
دردِ دل کی کبھی دوا ہی عشق

کبھی شکر و عطا و صبر و رضا
کبھی شکوہ کبھی گلا ہے عشق

کبھی مرگ و قضا و درد و الم
کبھی درمان کبھی شفا ہے عشق

کبھی شکل فنا و عبد دہی
کبھی صورت رہ بقا ہے عشق

ہادی دین و رہبر و پیمبر ہے
دونوں عالم کا رہنما ہے عشق

اس کا رتبہ کوئی بتائے کیا
حق تو یہ ہے کہ خود خدا ہے عشق

ڈوبتوں کو نجات کی صورت
کشتی دین کا ناخدا ہے عشق

مرض جان گسل اسے کہیے
اے اثر درد لا دوا ہے عشق

جرت آگیں ہوا جدا سے فراق
ہو نہ دشمن بھی مبتلائے فراق

اپنے ہمدم ہے غم و حرمان
جب ہوا جب سے آشنائے فراق

لذت غم بتا کہ کیا کھا بیٹھے
خون دل ہو گیا غذائے فراق

وعدہ وصل حشر ہی پہ سہی
خیر کچھ تو ہوئی منتہائے فراق

انتہا وصل کی فراق ہے جب
کیوں نہیں وصل انتہائے فراق

نقد جان تک نہیں دریغ ہمیں
مول لا دے کوئی دوائے فراق

کیون نہ مانگا کرے دعاے فراق

جب کبھی آئی پے سیرِ گلستان عاشق — گر گئے گل کیطرح چاک گریبان عاشق

صرف رنگت پہ نہین بلبلِ نالان عاشق — تری آواز پہ ہین مرغ خوش الحان عاشق

جوش پر لائی اگر دیدہ گریان عاشق — کر دی عالم مین بپا نوح کا طوفان عاشق

عمر بھر مردہ ہندو کیطرح جلتا ہے — بت پہ اللہ نہو کوئی مسلمان عاشق

کیا دمِ سیر نئی داغ دئی تو نی اونھین — شکل طاؤس گلستا مین ہین رقصان عاشق

استخوان جسم کو فرقت مین بنا رکھا ہی — سگِ جانان تجھے کرنیکو ہی مہمان عاشق

عزتِ رتبہ معشوق سی محروم رہی — ای زلیخا نہوا یوسفِ کنعان عاشق

تو جو فرمائے ابھی سر تہِ خنجر رکھدین — ہین شہِ حسن ترے تابع فرمان عاشق

تیری ہر ظلم کے پہلو کو سمجھ جاتا ہے — تو سمجھتا ہے ستمگر کہ ہی نادان عاشق

کیون تری قدر نہو سارے پریزادون مین — وہ پری تو ہی کہ تجھ پر ہی سلیمان عاشق

تم وہ معشوق کہ دشمن ہی تمھارا معشوق — مین وہ عاشق کہ ہی مجھپر شبِ ہجران عاشق

مین کہین جاؤن نہین چھوڑتی مجھکو وحشت — مین وہ مجنون ہون کہ مجھپر ہی بیابان عاشق

دیکھکر صحنِ چمن مین تری رفتار کی سیر — کبک کیونکر نہوا ای سروِ خرامان عاشق

بلبل و گل ہی نہین تیری فدائی نکلے — ہو گیا تجھ پہ گلستا کا گلستان عاشق

بزم میں دیکھا ہی جو تیرے رخساروں کو
شکل پروانہ ہوی شمع فروزان عاشق

روی معشوق میں کیا اونکو نظر آتا ہی
شکل آئینہ رہا کرتے ہیں حیران عاشق

عشق میں حالت انسان سے گزر جاتا ہے
تو بھی انسان پہ ہوا کرتا ہی انسان عاشق

نہ بیابان میں اوسے چین نہ گلشن میں قرار
چھوڑ کر جاوی کہاں کوچہ جانان عاشق

مدتوں تک جو اوٹھاتی رہی فرقت کو ستم
وصل کے نام سے ہوتے ہیں گریزان عاشق

کھیل ہو اوسکے لئے دار فنا سے جانا
زیست سے جانتے ہیں مرگ کو آسان عاشق

شکل فرہاد فدا کرتی ہیں جان شیرین
سر بھی دیتے نہیں جلاد کا احسان عاشق

منع کرتے تھے کہ جور خدا سے منصف
تو پشیمان ہی ستمگر کہ پشیمان عاشق

دلبری تیری سخن میں ہی کچھ ایسی کہ اثر
تیرے انداز سخن کے ہیں سخندان عاشق

کاف

بہے ساتھ اشک کے لخت جگر تک
نہ کی اوس نے مری جانب نظر تک

رہا سر میں تری زلفوں کا سودا
پریشان ہی رہے ہم عمر بھر تک

عبث صیاد کو ہے بدگمانی
نہیں بازو میں اپنے ایک پر تک

خبر آئی مریضِ دردِ غم کی
کوئی کر دی خبر اوس بیخبر تک

نزاکت سے لگی بل کرنے کیا کیا
ابھی زلفین نہ پہونچی تھین کمر تک

جلے جاتے ہین شکلِ شمع سوزان
ہمین باقی بناؤ گے سحر تک

اگر ہم یاد ہوتے تو نہ آتے
وہ آنکلے تھے بھولے سے ادھر تک

دمِ گریہ تھی غالب ناتوانی
پہنچتے لختِ دل کیا چشمِ تر تک

خدا جانے اثر کو کیا ہوا ہے
رہا کرتا ہے چُپ دو دو پہر تک

بت رہین بر سرِ جفا کب تک
انکا یہ زور رے خدا کب تک

عمر رکھتی ہے یار کا انداز
دیکھیے کرتی ہے وفا کب تک

پرسشِ حال روز کرتے ہو
کرمِ صبر آزما کب تک

بے نیازی کی حد نہین ملتی
کوئی مانگا کرے دعا کب تک

امتحانِ جفا تمام کرو
ستمِ صبر آزما کب تک

ہجر کی ہر گھڑی قیامت ہے
دیکھیے آتی ہے قضا کب تک

شکر کا کام بے زبان سے اثر
شکوہ بختِ نارسا کب تک

ردیف گاف

بدلا ہوا ہی جیسے چمن کی ہوا کا رنگ
اچھا نہین ہی بلبلِ رنگین نوا کا رنگ

خوشتر کہین ہی گل سی ترے دست و پا کا رنگ
ای شوخ اسکے سامنے کیا ہے حنا کا رنگ

رنگین مزاج رکھتے ہین ہر بات کی تمیز
ہم جانتے ہین آپکے ناز و ادا کا رنگ

پہنی ہزار رنگ کی پوشاک دہر نے
بدلا نہ آسمان نے اپنی قبا کا رنگ

رنگت مین جیسے بخت سے رکھتی ہے ہمسری
پایا ہی زلفِ یار نے کیا ہی بلا کا رنگ

جیسے بہار آئی ہی اترائی پھرتی ہے
کچھ ان دنون ہی اور ہی بادِ صبا کا رنگ

کیونکر نہ غیرتِ گلِ خندان ہنسا کرے
ملتا ہی زعفران سی ترے مبتلا کا رنگ

سنتے ہی میری عرض ہوا لال انکا منہ
بگڑا شبِ وصال مرے مدعا کا رنگ

لالہ شہید ہے تری دستارِ سرخ کا
گل غرق خون ہے دیکھکے تیری قبا کا رنگ

بیشک کوئی ولی تھا اثر میر نکتہ سنج
سب شاعرون سی خاص ہی اوس با خدا کا رنگ

ردیف لام

انسان کو کیون خالقِ عالم نی دیا دل
معلوم نہین کون مرض کی ہی دوا دل

اک آفتِ جانکاہ مری حق مین ہوا دل
دشمن کو بھی اللہ نہ دی ایسا بُرا دل

اچھا ہوا تم لیگئے اوس آفتِ جان کو
آرام مری روح کو ہی جب سی گیا دل

جس دل پہ ہمین ناز تھا ظالم وہ کہان ہی
تیری ستمِ ناز کے قابل نہ رہا دل

ای جانِ جہان اور کوئی جب نہین تجھسا
پھر تو ہی بتا چاہی کسے تیری سوا دل

اک روز ہی جانا تجھے اس دارِ فنا سے
دنیا کی کسی چیز سے نادان نہ لگا دل

بیداد تو کرتا ہی مگر اسے بتِ ظالم
کچھ اسکی خبر بھی ہی کہ اللہ ہی عادل

جز عشقِ بتان اوسمین نہ پایا کسی شی کو
مشہور جہان مین ہی گرگاہ خدا دل

وہ اور ہی کچھ آگ تھی ای حضرتِ موسی
پروانہ صفت جسکی تجلی پہ جلا دل

دل توڑ نہ میخوار کا ای واعظِ نادان
لازم ہی تجھے پاس بُرا یا ہو بھلا دل

جاتی نہین دم بھر تری کوچہ کی تمنا
جنت مین پسِ مرگ لگی خاک مرا دل

ہم عقل کی کہتی ہین تو وہ عشق کی کہتا
ہم دل سی ہین آزردہ تو ہی ہم سی خفا دل

دنیا کی بکھیڑے ہین اثر جانکی جنجال
پھر چھوٹنا معلوم اگر اسمین پھنسا دل

سببِ عشق زلفِ یار ہی دل
تیرہ بخت و سیاہ کار ہی دل

غمِ فرقت سے داغدار ہی دل — اے گل اندام لالہ وار ہے دل
کیون نہ رکھے صفای حیرت خیز — آئینہ دار روے یار ہے دل
کسکے عکسِ عذار رنگین سے — غیرتِ عارضِ بہار ہے دل
غرق دریای خون نہو کیونکر — اپنے کردہ سی شرمسار ہی دل
اوسکے پہلو مین غیر بیٹھا ہے — ورنہ کیون آج بیقرار ہی دل
جیسا جی چاہتا ہے کرتا ہے — سخت کمبخت و نابکار ہی دل
اونکی تیغِ مژہ کو مت پوچھو — سینہ مجروح ہے فگار ہی دل
ہے خبر گرم کسکی آمد کی — آج سرگرم انتظار ہی دل

غم سے پاتے نہین فراغ اثرؔ
اک نہ اک رنج سے دوچار ہی دل

گرمیِ ہجر سے بیتاب ہی دل — شعلہ رُو صورتِ سیماب ہی دل
کثرتِ داغ سوا اے مہر جمال — رُو کشِ چہرۂ مہتاب ہے دل
مضطرب ہے غمِ تنہائی سے — طالبِ صحبتِ احباب ہی دل
دیکھکر طوق تری گردن مین — خونکا حلقہ گرداب ہے دل

جب سواد مین گہر ملاحت سی چھپتا

اے اثر ماہی بے آب ہے دل

میم

ہو رہی ہین مبتلای گردشِ ایام ہم
ایک مدت سی نہین ہین واقفِ آرام ہم

مل گئی ہین خاک مین اسیر بھی عالی ہی نظر
روزنِ مدفن سی تکتے ہین کسیکا بام ہم

دیر و مسجد مین یہی کہتا ہی جلوہ یار کا
برہمن ہم بت شکن ہم کفر ہم اسلام ہم

طوف کعبہ مین نکر عجلت خدا کیواسطے
زاہدا زمزم پہ دھولین جامۂ احرام ہم

ناصحِ مشفق وہی کرتی جو فرماتی ہین آپ
ابتدا مین جانتے گر عشق کا انجام ہم

دم مین ہو جاتی ہین آسان اپنی ساری مشکلین
ای اثر لیتے ہین جب مشکلکشا کا نام ہم

کرو تم نہ اتنا ستم پر ستم
مین کھینچون کہانتک الم پر الم

نہین اونکے وعدہ کا کچھ اعتبار
اگر لاکھ کھائین قسم پر قسم

ہمارا بیابان ہے کچھ اور قیس
نہ رکھنا ہمارے قدم پر قدم

ہے اُمڈی ہوئی آہ و نالہ کی فوج
نشان پر نشان ہین علم پر علم

کرین آپ اغیار پر ہر گھڑی
نوازش عنایت کرم پر کرم

جو اہلِ وفا ہم ہیں ہمیشہ مدام
جفا پر جفا ہو ستم پر ستم

علی نے نکالا اونھیں ای اشرؔ
تھے کعبہ میں ورنہ صنم پر صنم

بسر کرتے تھے کس فراغت سی ہم
پر اب تنگ ہیں اپنی حالت سی ہم

ترے فتنۂ قامتِ ناز کو
فزوں دیکھتے ہیں قیامت سی ہم

عدو پر ہوئی گر وہ تیغ آزما
عجب کیا کہ مرجائیں حسرت سی ہم

نہ راحت چمن میں نہ صحرا میں ہمیں
بہت تنگ ہیں دل کی حالت سی ہم

یہ کیا جانتے تھے کہ ہو غیر شوم
تری بزم میں آئے شامت سی ہم

بٹھائی ہے وہ عدو کو قریب
رہے دور اونکی عنایت سی ہم

جفا سے عدو کو نہ خاطر میں لائیں
اگر کام لیں صبر و ہمت سے ہم

کیا عشق نے ہمکو خانہ خراب
گزر ہی گئے آدمیت سے ہم

تری بار فرقت کو اے نازنین
فزوں پاتے ہیں اپنی طاقت سی ہم

ہمیں کسکی رحمت کے امیدوار
جو پاویں امان تیری رحمت سی ہم

عدو کیطرف محفلِ یار میں
نظر کرتے ہیں کیسی حسرت سے ہم

بہت چین سے دن گیا جیسے دل
سبکجان ہو اوسکی رحلت سی ہم

وہ کیونکر ملاتے ہین غیرون سی آنکھ
نہین دیکھتے اونکو غیرت سے ہم

اثر جسقدر ہمنے تحقیق کی
ہوے کچھ نہ واقف حقیقت سی ہم

ردیف نون

آہ سے شکر جفا ہم تو ادا کرتی ہین
ای ستمگر نہ سمجھنا کہ گلا کرتی ہین

خاک ہو کر درِ جانان پہ رہا کرتی ہین
مر گئے پر بھی وفا اہلِ وفا کرتے ہین

وہ دمِ ذبح جو مونہہ پھیر لیا کرتی ہین
ہای عشاق سی کسوقت حیا کرتی ہین

جان و ایمان دل و دین سب ہی فدا کرتی ہین
بیوفا کیا نہین اربابِ وفا کرتی ہین

زور روحی سی نہین طالب زر کو بہرہ
نفس کو زیرِ حکومت فقرا کرتے ہین

حشر کا نام نہ لو اونکی گلی کے آگے
ایسے فتنہ تو وہان روز اوٹھا کرتی ہین

ای بتو تم مری تربت پہ نہ آی نہ سہی
باخدا طوف مزارِ شہدا کرتے ہین

کچھ مقدر سے بھی اعمال ملا لیتے ہین
یہ فرشتے جو سرِ دوش لکھا کرتی ہین

آپ رندونکو برا کہتے ہین ای واعظِ شہر
کہین آلودہ زبان بھی صلحا کرتی ہین

گر ملین حضرتِ عیسی تو مین اتنا پوچھون
مرضِ عشق کی بھی آپ دوا کرتی ہین

ای ستمگر نہ برا مان مرے نالونکا — یہ تو در پردہ تقاضاے جفا کرتی ہین

آج بھی پنہان ہے یہی پردہ سامان بہا — گل چمن مین نہین بیوجہ ہنسا کرتی ہین

ہے جو قسمت مین لکھا ہجر تو سایہ کیطرح — ساتھ رہتی ہے الگ اوسنے رہا کرتی ہین

روبرو اوسکے فرشتونکی زبان کٹتی ہے — ہے بشر کیا جو کہے آپ یہ کیا کرتی ہین

خوبرویونکی بری بات بھی ہوتی ہے بھلی — آپ بیجا بھی جو کرتے ہین بجا کرتی ہین

دست و پا گل سے بھی خوشرنگ ہین جنکو — کیا غضب ہے کہ تمنای حنا کرتی ہین

اونکی محفل مین نہین جلتی ہے تو ہی اے شمع — جسکو پائین کیطرف ہم بھی جلا کرتی ہین

بار آور شجر عشق جو ہوتا ہے ولا — ناامیدی کو ثمر اوسمین لگا کرتی ہین

ہم فقیرونسے نہ ای خسرو خوبان منہ پھیر — ایک مدت سے تری حق مین دعا کرتی ہین

ایسے نقشونکے بنانیکی ضرورت کیا ہے — جب بگڑنیکو آتی ہین بنا کرتے ہین

نیک و بد اونکو جتانیسے مجھے کیا مطلب — کیا وہ سنتی ہین مری میر کہا کرتے ہین

کیا خبر ہے تجھے ای طالب دنیای دنی — کام کیا کیا نہین مردان خدا کرتی ہین

خوبرویونسے محبت نہین کرتے عاقل
ای اثر آپ جو کرتے ہین برا کرتی ہین

ایک در سے جو اوٹھاتے ہین ہمین — خاک مین آپ ملاتی ہین ہمین

ہے جو منظور جفا در پردہ
مونہہ کو غیرو ہمین دکھاتی ہین ہمین

غیر کو پاس بلا رکھتے ہین ۞
جب کبھی آپ بلاتے ہین ہمین

عشق کی پردہ دری کی ڈر سے
تیرے گھر والی چھپاتی ہین ہمین

گرمیان غیر کو دکھلا دکھلا
بزم مین آپ جلاتے ہین ہمین

شبِ فرقت مین فلک کی تارے
داغ دل یاد دلاتے ہین ہمین

اونکی اندازِ سخن ہین معلوم
غیر کو کہکے سُناتی ہین ہمین

پھر کسی گل پہ ہوا دل مایل
داغ تازہ نظر آتے ہین ہمین

چھوڑ دین آپ کی ہمراہی ہم
واہ کیا راہ بتاتے ہین ہمین

تو ہمین راہ بتاے جس سے
غیر وہ راہ بتاتے ہین ہمین

عطر گل سے نہین جب دل بھرتا
اپنا رومال سنگھاتی ہین ہمین

شب کو افسانۂ دل کہکے اثر
آپ روتے ہین رلاتی ہین ہمین

دیا تونے وہ دل خدایا ہمین
لہو جسنے ہر دم رلایا ہمین

موئے پر کسی نے نہ پایا ہمین
یہانتک تری غم نی کھایا ہمین

رخِ گور دل نے دکھایا ہمین
اسی نے ٹھکانے لگایا ہمین

یہان تک بتون نے ستایا ہمین — کہ آخر خدا یاد آیا ہمین ؛

نہین دل کو پروا مری دور کی — یہ اپنا ہوا ہے پرایا ہمین

ترا نام لیکر رکھا دل پہ ہاتھ — کسی دم اگر ہوش آیا ہمین

ترے در پہ دم بھر بھی بیٹھے نتھے — کہ دربان نے اوٹھکر اوٹھایا ہمین

ہوی پر اگر ساتھ دل بھی گیا — تو پھر گور مین چین آیا ہمین

اونھون نے سمجھا ہمین بے زبان — زبان پر جو آیا سنایا ہمین

بہت اسکے ہاتھون سے تنگ آ گئے — کوئی اور دل دے خدایا ہمین

ترے غم نے اے ماہ فرقت کی شب — ذرا بھی جو سوئے جگایا ہمین

ہوئے گم کبھی تو بھلا راہ مین — بہت تنے رستہ بتایا ہمین

یہ بے تابیان غیر کیواسطے — تجھے دیکھکر صبر آیا ہمین

خدا یاد آیا جسے دیکھکر — وہ جلوہ بتون نے دکھایا ہمین

ابھی نیند آئی تھی مرغ سحر — کہ نالون سے تو نے جگایا ہمین

مسیحا کا مردہ جلاتے نہین — مگر تو نے زندہ جلایا ہمین ؛

سمجھنے کی باتین تو کیا کیا نتھین — مگر کچھ سمجھ مین نہ آیا ہمین ؛

اثر شکل اپنی ہوئی میر کی

رہا دیکھ اپنا پرایا ہمین ۵

وہ سروِ خرامان جو ادھر آئی تو جانین
طوبای تمنا مین ثمر آئی تو جانین

ای جذبۂ دل اوسکو بلاتی تو ہین لیکن
کھچکر وہ مری پاس اگر آئی تو جانین

یون تو دلِ شیدا مین تمنا ہین ہزاران
امین سی اگر ایک بھی بر آئی تو جانین

یعقوب صفت منتظرِ یار ہین لیکن
وہ یوسفِ گم گشتہ جو گھر آئی تو جانین

ہم آہ تو کرتی ہین مگر اے اثرِ آہ
دل اوسکا اگر درد سی بھر آئی تو جانین

ای اہلِ نظر دیر سی ہو آنکھ لگائے
لیکن وہ کمر تمکو نظر آئی تو جانین

اوصاف کمر لکھنے ہین کہہ ہی شعرا کو
ہاتھ اونکی جو مضمون کمر آئی تو جانین

مرغانِ قفس گوش بر آواز ہین لیکن
گلشن کی صبا لیکے خبر آئی تو جانین

ای دیدۂ تر سوزِ غمِ ہجرِ بتان مین
آنسو کی عوض تمسی شرر آئی تو جانین

گر ماہ ہوا ہالہ نشین کیا ہی تکلف
آغوش مین وہ رشکِ قمر آئی تو جانین

آئے ہین مداوا کے لئے عیسیِ مریم
راس اونکی دوا دل کو اثر آئی تو جانین

رنج و راحت ہجر مین ای یار دونون ایک ہین
صحنِ گلشن وادیِ پُرخار دونون ایک ہین

تنگدلی دونون کو یکسان کوچۂ دلبر مین ہی
چشمِ عاشق روزنِ دیوار دونون ایک ہین

جب حقیقت مین نہین اہل نظر کی آنکھ مین
دیدہ خوابیدہ و بیدار دونون ایک ہین

ہو خرابات جہان مین کیفیت سبکی خراب
میکدہ مین غافل و ہوشیار دونون ایک ہین

الحذر ای خرمن ہستی اعدا الحذر
برق سوزان آہ و آتشبار دونون ایک ہین

حضرت واعظ اگر اوبجے کسی میخوار سے
ہاتھ اوسکا آپکی دستار دونون ایک ہین

یہ جو جنت کا طالب ہے تو وہ خواہان حور
عیش جو ہین زاہد و میخوار دونون ایک ہین

فرق ہے زاہد فقط ہموار ناہموار کا
در حقیقت سبحہ و زنار دونون ایک ہین

ایک پل مین ہر طرف جل تھل نظر آنے لگا
چشم عاشق ابر دریا بار دونون ایک ہین

کام کیا انسا مجھے ہو نہ جبتک اتحاد
سب ہین وہ لیکن ہم گفتار دونون ایک ہین

حکم لکھی ہے اپنا یہ عقیدہ سے اثر
مصطفےٰ و حیدر کرار دونون ایک ہین

دل اپنا ایک مدت سے نہین ہے اپنی قابو مین
مری جان حزین کیواسطے دشمن ہے پہلو مین

جو ہین فیض سحر ہی سوا اونکو نہین حاصل
ثمر لاتی نہین فصل بہاری شاخ آہو مین

دلا یہ شت ہے تقصیرگان سوز الفت کا
بجای سنگ انگارے بھری ہین ناف آہو مین

جو دم تھا جوانی مین وہ ہین نہ بال سے بد تر
نہ وہ طاقت ہے پنجہ مین نہ وہ قوت ہے بازو مین

لکھی ہو گئی شمشیر جسدم اوسمین بال آیا
مگر ہو جوہر عاشق کشی ہین تیغ ابرو مین

بسانِ شانہ دل صد چاک غم سی ہونی لگتا ہی
اثرؔ شانی کو جب مین دیکھتا ہون اوسکی گیسو مین

زبانِ حال سی ہم شکوۂ بیداد کرتے ہین
دہانِ زخمِ قاتل دمبدم فریاد کرتی ہین

سمجھکر کیا اسیرانِ قفس فریاد کرتی ہین
توجہ بھی کہین فریاد پر صیاد کرتے ہین

عذابِ قبر سی پاتی ہین راحت مجرمانِ عشق
پسِ مردن جفائین یار کی جب یاد کرتی ہین

نکہ بہرِ خدا تو بندگانِ عشق کو کافر
بتونکی یاد مین زاہد خدا کی یاد کرتی ہین

ذرا صیاد چلکر دیکھ تو کیا حال ہی اونکا
اسیرانِ قفس فریاد پر فریاد کرتی ہین

بتانِ سنگدل کی ہاتھ سی دل ہی نہین نالان
ہمہ دم دیر مین ناقوس بھی فریاد کرتے ہین

ہزارون زخم خندان خنجرِ غم سی بناتی ہین
دلِ ناشاد کو ہم اسطرح پر شاد کرتی ہین

ملی لذت جو ایذا مین تو باز آتی ہین ایذا سے
ستم ایجاد ہین طرزِ ستم ایجاد کرتے ہین

اثرؔ کو دیکھکر کیا روح کو صدمہ پہونچتا ہی
خدا سمجھے بتو تمنے کسقدر بیداد کرتی ہین

گل تمھارے عذار ہین دونون
رنگ روی بہار ہین دونون

آنکھین اوس آفتِ زمانہ کی
فتنۂ روزگار ہین دونون

نغمہ و مَی کا ذکر مت چھیڑو
ہجر مین ناگوار ہین دونون

جگر و دل تری جدائی سے / لالہ رو داغدار ہین دونون

دونون زلفین نہین ہین سینہ پر / دل کے ڈسنے کو مار ہین دونون

اوسکی تیغ نگہہ کو مت پوچھو / جگر و دل فگار ہین دونون

تیرے ہاتھون سے جامہ و دستار / ای جنون تار تار ہین دونون

لب و دندان پہ تیرے ای دلبر / لعل و گوہر نثار ہین دونون

دیدہ و دل ہین جان کے دشمن / ورنہ آپس مین یار ہین دونون

دیکے دل ہم تو وہ ادا سے لیکر / اے اثر بیقرار ہین دونون

اثر آہ الم جب دل ناکام نہین / گوش و لبہای بتان مورد الزام نہین

رو کش نار سے تم طرح جفا کی ڈالو / درخور قہر و غضب دل ناکام نہین

داغ کو دھونے دے زمزم سے مجھے ای زاہد / لائق طوف حرم جامۂ احرام نہین

ہی تقاضای جفا اہل محبت کیلئے / طالب رنج و الم رسم و رہ عام نہین

رہرو راہ الم ہے دل خاصان خدا / کوچۂ زلف بتان رہگذر عام نہین

عادت لذت آزار برا ہو تیرا / بسکہ ہے جور و جفا جانکو آرام نہین

اثر آہ کی ہر چند حقیقت معلوم / تو بھی مخزونکو تری اسکے سوا کام نہین

دے نہ دے ہر کوئی مختار ہے مجبور نہیں
طلبِ دل سے بتان قابلِ الزام نہیں

دیکھ سرگشتگیِ چرخ بچشمِ حق بین
عادتِ رنج دہی صورتِ آرام نہیں

طلبِ عفو نہیں اہلِ ستم سی شایان
عذرِ تقصیر بجز خجلتِ الزام نہیں

وہ ظرافت سی اثر ہمسے کہا کرتے ہین
لذتِ بوسہ بہ از لذتِ دشنام نہیں

کیا تجھے کام بجز نالہ و فریاد نہیں
مشغلہ اور کوئی او دلِ ناشاد نہیں

کوہِ غم بر سرِ جانباز متاعِ رفعت
نازشِ عشق سبکدوشیِ فرہاد نہیں

مدتِ عمرِ جنون عمر سی کچھ تھوڑی ہی
دشت سی پھر کی کہان جائین کہ گھر یاد نہیں

حکمت آموز نہیں اہلِ جفا کی تعلیم
لطمہ جورِ عدو سیلیِ استاد نہیں

طوقِ آہن ہی بنی کچھ تو ہو تدبیرِ جنون
کوئی حداد سہی گر کوئی فصاد نہیں

طلبِ درد سی غافل نہوا ای دل دم بھر
واقفِ لذتِ غم وہ ستم ایجاد نہیں

آتشین آہ سی جلتی ہی زبانِ سوزان
شعلہ شمع سرِ رہگزرِ باد نہیں

کیون الجھتا ہی تری زلف سی ای سرو روان
دلِ صد چاک مرا شانہ شمشاد نہیں

ہر گل اندام سی نفرت ہی تجھے کیون ناصح
قابلِ سیر مگر گلشنِ ایجاد نہیں

دستگیری دگر تیشہ نہ کی عاشق
سرِ فرہاد تہِ خنجرِ جلاد نہیں

ق

یہی فریاد ہی مطلب ہو کہ اے ظلم سرشت
یاد آجائے ستم تجھکو اگر یاد نہیں

نالہ کرتا ہو تقاضائے جفائے تازہ
اس سے مقصود دلی شکوہ بیداد نہیں

نہیں پروائے ستایش نہ غم نفرین ہے
نغمہ سنجی سے خیال طلب داد نہیں

شکوہ غربت کا اثر کرتی ہو غالب کی طرح
تمکو بھی میری یاران وطن یاد نہیں

ہر عکس زلف یار سے جو جام شراب میں
بال آئے رشک سے قدح آفتاب میں

افسوس دور دور مری آنکھوں سے وہ نہیں
پوشیدہ جنکا چہرہ ہو دلکی نقاب میں

اے نور دیدگان جوانی ذرا سنو
ملتا تھا لطف زیست ہمیں بھی شباب میں

اک دن وہ تھا کہ ساقی مہوش تھا اپنے پاس
دیتا تھا ہم شراب شب ماہتاب میں

وہ جام زرنگار وہ طلا صراحیاں
ہو انفعال جن سے رخ آفتاب میں

وہ بت کہ دلکو حلقہ دام بلا میں لائیں
زلفیں تھیں جنکی تابکمر پیچ وتاب میں

آنکھوں کے سامنے سے اٹھی کدھر گئے
ابتو نظر بھی آتی نہیں ہمکو خواب میں

احباب بزم جتنے تھے سب ہو گئے ہوا
گویا شراب پیتے تھے جام حباب میں

ہر لحظہ انکی یاد میں روتے ہیں کیوں نہ اشک
تصویریں انکی پھرتی ہیں چشم پر آب میں

سُنا حال دل پر کہا کچھ نہین   مگر کان دھر کر سُنا کچھ نہین
کیا خوب جو کچھ خدا نے کیا   بتو تم سے ہمکو گلا کچھ نہین ؛
شبِ ہجر ہوتا چلا مین فنا   سحر ہوتے ہوتے رہا کچھ نہین
حسینو کہین گل سی خوشتر ہو تم   مگر تم مین بوے وفا کچھ نہین
نہ گل پر ہی جوبن نہ بلبل کو جوش   چمن کی وہ اگلی ہوا کچھ نہین
عبادت خدا کی بامید حور ؛   مگر تجھکو زاہد حیا کچھ نہین ؛
خدا اونسے بندونکو اپنے بچاے   کہ نزدیک جنکے خدا کچھ نہین
حسینونکے انداز مت پوچھیے   جفا ہی جفا ہین وفا کچھ نہین

بتونکی پرستش کہان تک اثر
مگر تجھکو خوفِ خدا کچھ نہین

شام کو جب چراغ جلتے ہین   دل جلے سیر کو نکلتے ہین
ذکر حور و قصور کر واعظ   تیری باتونسے ہم بہلتے ہین
مضطرب کیا ہو رہروانِ عدم   کچھ تو ٹھہرو کہ ہم بھی چلتے ہین
کھوکے دل اب یہی ہی کام ہمین   ہر گھڑی اپنے ہاتھ ملتے ہین
بل بے جوشِ سرشک طوفان خیز   یون بھی چشمے کہین اُبلتے ہین

کچھ نہین کم پہاڑ سے اغیار — سنگ سینہ ہین کب گلتے ہین

دل بتونکے ہین کیا خدا جانے — آہن و سنگ تک پگھلتے ہین

شجرِ عشق کیا ثمر لائے — کہین ایسے درخت پھلتے ہین

بیٹھ جاتے ہین ضعف کے مارے — ق — دو قدم بھی اگر ٹہلتے ہین

کوچہ گردی کا ذکر کیا ناصح — گھر سے بھی ہم نہین نکلتے ہین

کون اونکو اثر وہان پہونچائے
حضرتِ دل جہان بہلتے ہین

لوگ جب تیرا نام لیتے ہین — ہم کلیجے کو تھام لیتے ہین

راہبر کی نہین ہمین حاجت — خضر کا دل سے کام لیتے ہین

بادہ بھی مست ناز ہوتا ہے — جس ادا سے وہ جام لیتے ہین

شیخ صاحب مرید لوگونسے — آپ مالِ حرام لیتے ہین ∴

مفت بوسہ حسین نہین دیتے — دل جو لیتے ہین دام لیتے ہین

آدمی کیا ملک درود کیساتھ — نام خیر الانام لیتے ہین ∴ ∴

اونکو ڈھونڈھی کہان کہان کوئی — ق — ایک جا کب قیام لیتے ہین

فتنۂ روزگار ایسے ہین ∴ ∴ — گھر نیا صبح و شام لیتے ہین

ضعف بھی کیف سے نہین خالی
مجھکو گرتے وہ تھام لیتے ہین

جانکر اسے اثر کلام میر
لوگ تیرا کلام لیتے ہین

مقدر تھا جو رہنا وحشیونکے ساتھ جنگل مین
پڑی تھی شیر کی ناخن مری طفلی کی ہیکل مین

جگر کی لخت آتی ہین نظر اشک مسلسل مین
مری آنکھونکی رنگینی نہین ساونکی بادل مین

ثمر جنت کی بھی ایسی نہ ہونگی خوشگواری مین
عجب لذت ہے اے قاتل تری شمشیر کی پھل مین

سوا تیری خبر ہے کون مجھسے رند بے زر کی
اب اے پیر مغان باقی نہین اک گھونٹ بھی تل مین

گمان بیوفائی ونکی جانب سے نہین جاتا
بتونکو کیون نہ رکھین برہمن دیر مقفل مین

تری چہرے سے آئینہ مقابل ہو تو کیونکر ہو
صفا دلخواہ ہو سکتی نہین محتاج صیقل مین

عدو کو بحقیقت اپنی نادانی سے سمجھے تھے
نہ تھا معلوم ہے کوہ گران تنکے کی اوجھل مین

قدم باہر نکالا کیا ہوا جاتا ہے گل درگل
نکلنے کا نہین جو پھنس گیا دنیا کی دلدل مین

ہر اک جانباز کی جان جا بحق سی ہو گئی ہر
وہ جس دم پہونچے شمشیر برہنہ لیکے مقتل مین

نہ سمجھو آدمی ہوتا ہے پیوند زمین مرکر
امان پاتا ہے غم سے مادر گیتی کے آنچل مین

قیامت کی خوشی ہے دل شکستہ کو نہو کیونکر
[illegible] بھی نرگئی ہے وہ [illegible] کے [illegible] مین

گری کی سیر جن ہین مجھکو وہ راحت میسر ہے
کہ ارباب دول کو بھی نہین کمخواب و مخمل مین

دل اہل ہوس کا شال سے آرام پاتا ہے
تن درویش آسودہ کو آسایش ہے کمبل مین

برابر طالب مولی کی ہو کیا طالب دنیا
زمین و آسمان کا فرق ہے اعلی و اسفل مین

درازی زلف کی المختصر باہر بیان سے ہے
یہ مضمون ہے کہ گنجایش نہین جسکو طول مین

گوارا ہوتی ہے تلخی بھی ان لکو ضرورت مین
نہین ہے انگبین کی کوئی لذت ورنہ حنظل مین

شکوہ ظاہری کب اہل معنی کو پسند آئے
نمایش کے سوا مطلب نہین کچھ خط جدول مین

نفاست جامہ تن کی حسینونکو نرالی ہے
نہ وہ نرمی ہے مخمل مین نہ وہ سبکی ہے ململ مین

نظر سے نور ہو جاتا ہے غایب وقت نظارہ
بلا کی ہے سیاہی یار کی آنکھونکے کاجل مین

چلا ہون دیدہ پرآب لیکر کوی جانان کو
مسافر پانی بھر لیتے ہین چلتے وقت جنگل مین

ہوا آخر کو زاہد بھی مرید پیر میخانہ
نہایت پارسائی کی بنا کرتا تھا اول مین

جو بیموقع ہو کالکھ ہے جو باموقع ہے کاجل ہے
سیاہی کا نہین کچھ فرق کالکھ اور کاجل مین

جوانی سے علیحدہ ہے مزا اور مستی جوانی کا
ملاحت وہ نہین ہے نون مین جو ہوتی ہے کونپل مین

ہوئین جب عالم وحشت مین مایل اشکباری کی
مری آنکھون نے صحرا کو سمندر کر دیا پل مین

کدورت سے بری ہوتی ہے طینت پاکبازونکی
دھوان دیکھا نہین جس کا برابر صبح کی مشعل مین

سوا تیرے کوی ہو دوسرا تب تو نظر آئے
دوئی کو دخل ہوتا ہے نگاہ چشم احول مین

گلستان بھی ہے خارستان اثر روز جدائی مین

اگر ہو یار جنگل مین تو پھر منگل ہی جنگل مین

کیا کیا نہ کہتے پھرتے ہین اغیار کیا کہین
کہنے مین شرم آتی ہی اے یار کیا کہین

تجھسے ہم اپنا حالِ دلِ زار کیا کہین
کیا جان پہ آبنی ہی ستمگار کیا کہین

ہر بات پر وہ کرتے ہین تکرار کیا کہین
جھگڑا اڑھاتی رہتے ہین بیکار کیا کہین

ہر دم وہ دل کو دیتی ہین آزار کیا کہین
ہم زندگی سی رہتے ہین بیزار کیا کہین

وہ دل کا مول کرتی ہین جب شرم سی ہین ہم
کھوٹا ہی مال بیچ خریدار کیا کہین

دیتے نہین سوال کا عیسیٰ کوئی جواب
اچھی نہین ہی حالت بیمار کیا کہین

جیتے ہین تا نہ غیر کو وہ لائین لاش پر
آسان بھی موت ہو گئی دشوار کیا کہین

ہم اونسے عرض حال کرین بھی تو ہمدمو
خنجر غیر کسکی سنتے ہین بیکار کیا کہین

میری بھلی بھی اونکو بری لگتی ہی اثر
جیتے ہین وہ عدو کی طرفدار کیا کہین

کیون نہ توڑین خود بخود دیکھ قفس کی تیلیان
ہون گرفتار کہن ہین سو برس کی تیلیان

عارضِ گلگون جو ہی صیاد کا پیش نظر
دیدِ گلشن کو نہین مانع قفس کی تیلیان

مرغ جان تن کے قفس سی مائلِ پرواز ہو
ٹوٹ جاوین جس گھڑی تار نفس کی تیلیان

تا نہ ٹوٹی حرص دنیا ہو نہ آزادی نصیب
وہ قفس دنیا ہی جسمین ہین ہوس کی تیلیان

ہون مین صیدِ ناتوان مجھسے نہ ٹوٹینگی کبھی
گو قفس مین میری ہون تنکے یا خس کی تیلیان

گرمیِ ہجرِ چمن کی کچھ رعایت ہے ضرور
چاہیے پھر قفسِ صیاد خس کی تیلیان

بیکسی مین تجھپہ کیا ثابت کرون اپنی وفا
کاش ای صیاد ہوتین اپنی بس کی تیلیان

ہے تمنا کسقدر مجھکو اسیری کی اثر
چھیلتا ہون آپ ہی اپنی قفس کی تیلیان

ردیف واو

گر وقت سیر دیکھ لی اوس گلبدن کو پانو
بلبل نہ رکھے پھر کبھی اندر چمن کے پانو

کیونکر تجھے چمن نہ کہین ای بہارِ حسن
گُل کی اگر ہین گال تو ہین یاسمن کے پانو

دیوان مین میری عالمِ بالا کی سیر ہے
پہونچے کہان کہان مری فکرِ سخن کے پانو

کیونکر نہ خاک وادیِ غربت کی چھانئے
پامال دل کو کرتی ہین اہلِ وطن کے پانو

گر وہ جو پای شیخ کو پوجین عجب نہین
قومِ ہنود پوجتی ہے برہمن کے پانو

آئی وہ دن قریب الٰہی کہ شوق سے
آنکھون سے ہم لگائین امام زمن کے پانو

تا خاکِ پای یار رسائی محال ہے
جبتک نہ سر چلے رہِ الفت مین شکے پانو

مدفن مین بھی ہو وحشتِ دل اپنی حال پر
ہین اشتیاقِ وحشت مین باہر کفن کے پانو

حلقے تمہارے گیسوی مشکین کے ہین وہ دام
جسسے نہ نکلین آہوی دشت ختن کے پانو

پاپوش سی جو قدر نہین پیش بے ہنر
جوہر شناس چومتی ہین اہل فن کے پانو

ناپاک اختیار کرین راہ پاک کیا
آلودگی ہین رہتے ہین زاغ و زغن کے پانو

صحرا مین جست و خیز کا عالم نہ پوچھیے
وحشت نی میری پانو بنائی ہرن کے پانو

کیونکر مزا نہ قند مکرر کا دے کلام
دھو کر پیے ہین غالب شیرین سخن کے پانو

جا کر تری گلی سے پھر آنا محال ہے
بوجھل بنے ہین ایسے کہ ہین لاکھ من کے پانو

پانی لگن کا چشمہ خورشید ہو گیا
اوسنے رکھا جو دھونے کو اندر لگن کے پانو

تھوڑے ہی دن کی بعد لگا ہونے چل چلاؤ
گوی برس چکے نہ بہار چمن کے پانو

ہے کچھ نہ کچھ تو تنسے غرض ای اثر تمہین
یون دیر مین جو دابتے ہو برہمن کے پانو

ولہ

رات کیا کیا نہ بڑھا درد جگر مت پوچھو
کس خرابی سی کٹے چار پہر مت پوچھو

کچھ نہین جانتی کب اونسی ہوئے ہم رخصت
اپنی حالت جو ہوئی وقت سفر مت پوچھو

چھوڑ دینگے مری کوچہ سی وہ آنا جانا
غیر کے سامنی لوگو مرا گھر مت پوچھو

کیا خبر پوچھتے ہو آہی چلی اوسکی خبر
اپنی بیمار محبت کی خبر مت پوچھو

ہمدمو کہہ تو چکے حال دل خون گشتہ
اب ہمین تاب نہین بار دگر مت پوچھو

محفل غیر مین دوست کے چہرۂ گلشن
رات جس رنگ سے وہ آئی نظر مت پوچھو

جان لو اہل ہنر کیلئے قسمت ہی شرط
مجھسے ای اہل جہان میری ہنر مت پوچھو

منزل عشق سے کوئی نہ سلامت نکلا
کتنے عشاق گئے جانسے گذر مت پوچھو

چہرۂ غیر ہے آئینہ ہمارے غم کا
ہمپہ جیسی ہے عنایت کی نظر مت پوچھو

دور از دیر نہین انکے گذر جانے مین
پھر کیا حال ہو تم وقت سفر مت پوچھو

کیون نہو تلخ مری زیست غم فرقت سے
جیسے وہ غیر سے ہین شیر و شکر مت پوچھو

ہر شب ہجر نے سو داغ دئے ہین دل پہ
داغ دل میرے تم ای رشک قمر مت پوچھو

حضرت نوح جو ہوتے تو بلا مین پڑتے
جیسے طوفان ہین مرے دیدۂ تر مت پوچھو

دل ہے سو ٹکڑے تو مژگان ہین لہو مین ڈوبی
عمر کس رنگ سے ہوتی ہے بسر مت پوچھو

کچھ خدا جانتا ہے جیسی بسر ہوتی ہے
زندگی ہے کہ مصیبت ہے اثر مت پوچھو

وضع احباب جہان وجہ محن ہے ہمکو
شام غربت ہی بتر صبح وطن ہے ہمکو

سیر گل باعث اندوہ و محن ہے ہمکو
غم فزا نغمۂ مرغان چمن ہے ہمکو

دست غم گشتہ یاران زبان گرد گلو
تنگی حلقۂ دم چند رسن ہے ہمکو

کیون نہ دی داغ کسی ماہ جبین کا دل پر
خصم دیرینہ بسر خرچ کہن ہے ہمکو

بستہ کرتی ہین یہ اخفای جفاے قاتل
زخم ورنہ پئے فریاد دہن ہے ہمکو

پرِ توِ گیسوی مشکین سے یہ آئینۂ دل
لطف دیدہ حلب و سیر ختن ہے ہمکو

شوق عریانی و بیچارگیِ ضعف سی آہ
پیرہن تن پہ جنون مثل کفن ہے ہمکو

اشک ریزی سی تری بزم مین ای غیرت ماہ
صورت شمع کہان تاب سخن ہی ہمکو

دشمن توبہ ہے ہر فصل بہاری واعظ
کرم مغبچہ توبہ شکن ہے ہمکو

جو را جاب و تمنای سیاحت سے اثر
قصد ترکِ وطن و سیر دکن ہے ہمکو

وہ جنس وفا ہم سے لے یار کو
کہ ہو ناز جسپر خریدار کو

بھلا اب تو دل مین نظر آئی آپ
بہت ہم ترستے تھے دیدار کو

جو برعکس ہے آپکا قول و فعل
ہم اقرار سمجھینگے انکار کو

دوا کیا پلاتے ہوا ے ہمدمو
اذیت نہ دو دل کے بیمار کو

بہت ابر روتا پھرا ٹک ٹک
نہ پہونچا مری چشم خونبار کو

چمن مین جو نالے ہمارے سنے
غشی لگ گئی بلبلِ زار کو

بری ہین عداوت سے اہلِ طریق
جگہ دیتے ہین پانو مین خار کو

ڈرانے سے واعظ کے ہم کیا ڈرین
خدا بخشتا ہے گنہگار کو

اثرؔ بے زری مین گرو رہن ہے
تم اپنی فضیلت کی دستار کو

جو کام دل کا آہ کی تاثیر سے نہو
ہے یہ یقین کہ پھر کسی تدبیر سے نہو

لازم ہے راز عشق جنون مین نہان رہے
باہر صدا بھی خانۂ زنجیر سے نہو

چاہے تو اک جہانکو کرے ایک غمزے مین خون
جو ہو تری نگاہ سے شمشیر سے نہو

مطرب دکھائے لطف مزامیر جسقدر
خوشتر صدا ہین یار کی تقریر سے نہو

چشم مجاز دید حقیقت نکر سکے
بینش کا کام دیدۂ تصویر سے نہو

دیوانہ اوس پری کا مقید نہو سکے
جبتک کہ بستہ زلف کی زنجیر سے نہو

پُرپیچ بسکہ عقدۂ تقدیر ہے اثرؔ
وا کوئی طرح ناخن تدبیر سے نہو

الجھی الجھی رہتی ہو کیون آفت سر پہ لائی ہو
دل کی الجھن بڑھتی ہے جب زلفونکو سلجھاتی ہو

چھپ چھپ کر تم راتکو صبح غیرونکے گھر جاتی ہو
کیسی ہو یہ بات کہو تو کیونکر مونہہ دکھلاتی ہو

سنتے ہو کب بات کسیکی اپنی ہٹ پہ رہتی ہو
حضرت دل تم اپنی کہی سے آخر کو پچھتاتی ہو

مدت پر تو آئی ہو ہم دیکھین کو جی بھر کر
آئی ہو تو ٹھہرو صاحب یہان کیا آتی ہو

کیسا آنا کیسا جانا میرے گھر کیا آؤ گے
غیروں کی گھر جانے سے تم فرصت کبکو پاتے ہو

آنکھیں جھپکی جاتی ہیں متوالی کیسی صورت ہے
جاگے کسکی سنگت میں جو نیند کی اتنی ماتی ہو

دل پہ اثر کیا کہتے ہو ہو جان کا سودا عشق بتان
تم بھی تو دیوانی ہو دیوانی کو سمجھاتے ہو

اپنے عاشق پہ عنایت کی نظر رکھتے تو
کیا برائی تھی مری جان اگر رکھتے تو

ہے شمشیر جفا شوق سے سر رکھتے تو
لیکن اغیار ہمارا سا جگر رکھتے تو

کیا اسیران قفس سیر کے خواہان ہوتے
آمد فصل بہاری کی خبر رکھتے تو

تو ڈراتا ہی ہمین تیغ ستم سے قاتل
عشق کرتے ہی نہین موت کا ڈر رکھتے تو

مجرم عشق سہی دل تھا اگر مایہ ناز
آبرو اسکی تم اے دیدۂ تر رکھتے تو

دیکھے دل ہو گئے بیدل یہ کیا کیا تمنے
مال کھوٹا ہی سہی تو بھی اثر رکھتے تو

ہر دم جو تیغ کھینچتے ہو امتحان کو
کیا دل لگی سمجھتے ہو عاشق کی جان کو

اللہ ری ساکنان در دوست کا دماغ
نیچی نظر سے دیکھتے ہین آسمان کو

زاہد بتون کی دید سی تو بدگمان نہو
ہم دیکھتے ہین صانع مطلق کی شانکو

وہ دل ہی بیفروغ جو ہو عشق سی تہی
زینت نہو بغیر مکین کے مکان کو

مضمون کو اوج ہے مری فکر بلند سے
پہونچی زمین شعر اثر آسمان کو

ردیف ہای ہوز

رکھتی ہین بسکہ حسرت دید جمال آنکھ
موسی کیطرح کرتی ہین ہردم سوال آنکھ

کب تجھکو دیکھ سکتی ہین ای ذوالجلال آنکھ
لائین کہانسے طاقت دید جمال آنکھ

سیر چمن کو آیا ہون گلچین نہین ہون مین
بیوجہ عندلیب نہ مجھپر نکال آنکھ

تو نے جنون وہ دشت دکھایا مجھے جہان
نخچیر غم کو رنگ رکھتی ہین خونی شغال آنکھ

مشتاق کیون نہ خلق ہو ابروی یار کی
بے اختیار دیکھتی ہین سوی ہلال آنکھ

اب ہی سوای اثر نہین اظہار غم کی شکل
چہرہ ہی عرض رنج و بیان ملال آنکھ

کیون نہ ہو حیران سر دست سکندر مین آئینہ
قدرت حق دیکھتا ہی اپنے گھر مین آئینہ

محو حیرت کسقدر اپنا دل محزون ہوا
بنگیا آنسو کا قطرہ چشم تر مین آئینہ

روی جانان جب مکان مین ہو گیا پردہ فگن
آگیا ہر سو نظر دیوار و در مین آئینہ

اوس کے گھر مین ہی وہی حیران کھڑے رہتے ہین ہم
جسطرح رہتا ہی حیران اپنے گھر مین آئینہ

دیکھا اے قاتل صفای حسن کی تاثیر سے ۔ صاف خنجر بنگیا تیری کمر مین آئینہ
جیسے دیکھا ہی تری روی مصفا کو صنم ۔ سنگ خاک آلود ہے اپنی نظر مین آئینہ

یون ہی گر اوسکی سیہ بختی ترقی پر رہی
کیون نہ بن جاوی توا دستِ اثر مین آئینہ

بلبل رہی قفس مین بلادِ محن کیساتھ ۔ گل آئے بھی گئے بھی بہارِ چمن کیساتھ
ہی دل کو ربط اک بتِ شیرین دہن کیساتھ ۔ کیونکر نہ آئے ذکر مرا کوہکن کیساتھ
ہم کعبہ و کنشت کی جھگڑے سی پاک ہین ۔ تیری طرف ہین شیخ نہ ہین برہمن کیساتھ
ہی آشیان بھی صورتِ آبادیٔ چمن ۔ کیون لاگ باغبان کو ہی مرغِ چمن کیساتھ
قاتل نہ آیا باز ترا خنجرِ مژا ۔ دل پر ہین زخم تازہ بھی زخمِ کہن کیساتھ
واعظ نہ میری سامنے سرگرم وعظ ہو ۔ نسبت نہین جہیم کو دل کی جلن کیساتھ
اکدن ضرور آہ کا عالم دکھائے گا ۔ چشمک پرانی دل کو ہی چرخِ کہن کیساتھ
جبتک چکٹ نجای خطا ہی خطا ہو یا ۔ تشبیہ تیری زلف کی مشکِ ختن کیساتھ
صحرا ہی مین نہ قیس کی ہمدم بنے رہی ۔ صحبت بنا ہی کوہ مین بھی کوہکن کیساتھ
اسفل سی ربط اعلی کو ہوتا نہین مدام ۔ دوروزہ روح کو ہے تعلق بدن کیساتھ
کھینچون جو گرم نالی ترے قد کی یاد مین ۔ قمری بھی جلکے خاک ہو سروِ چمن کیساتھ

بے تیغ قتل کرتا ہے برنا و پیر کو ٭ ہے اوسکا بانکپن بھی عجب سادہ پن کیساتھ

کرتا ہے اجتناب رذیلوں سے ہر شریف ٭ رہتا نہیں ہما کبھی زاغ و زغن کیساتھ

منصور تجھکو اپنے کلام فضول سے ٭ آخر پڑا معاملہ دار و رسن کے ساتھ

اللہ خیر کیجیو نازک بہت ہے دل ٭ رہتا ہے اسکو ایک بت دلشکن کیساتھ

گلگشت میں بھی چین نہیں اہل درد کو ٭ ہم نالہ کش چمن میں ہیں مرغ چمن کیساتھ

اہل وطن میں جب نہ ہو مہر و وفا کا نام ٭ کیونکر ہو آدمی کو محبت وطن کیساتھ

دست جنوں کو شغل پس مرگ ہو اگر ٭ ہو گا کفن کیساتھ جو تھا پیرہن کیساتھ

دل ہی کیا پوچھتا ہو زلف گرہگیر سے پوچھ ٭ اپنے سرشار کا احوال تو زنجیر سے پوچھ

میری جانبازی کی جوہر سے نہیں تو واقف ٭ کچھ کھلے ہیں تری شمشیر پہ شمشیر سے پوچھ

پرسشِ حال کی حاجت ہو کہاں اے لیلےٰ ٭ قیس کا حال ہو کیا قیس کی تصویر سے پوچھ

واقفِ راز نہیں پیر مغان سا کوئی ٭ ہو دلا پوچھنا جو کچھ تجھے اس پیر سے پوچھ

واقفِ لذتِ آزار نہیں ہر کوئی ٭ کیا مزا ہے تری غم میں دلِ دلگیر سے پوچھ

گر نہیں گرمی الفت تو دہن ہاں اے شمع ٭ کس لئے تیری زبان لیتا ہے گلگیر سے پوچھ

آہ کیوں ترپتی ہو تدبیر بتا دے کوئی ٭ ہم تو سب کام کیا کرتے ہیں تدبیر سے پوچھ

مجھسے ای داورِ محشر ہی یہ پرسش کیسی | پوچھنا ہی تجھے جو کچھ مری تقدیر سی پوچھ

یون تو اوستادِ فنِ شعر بہت سے گزرے
کسکو کہتے ہین غزل گوی اثر میر سے پوچھ

ہے جوشِ بہار اَبکے برس اور زیادہ | بیتاب ہین مرغانِ قفس اور زیادہ

زر ہونی یہ ہوتی ہے ہوس اور زیادہ | بڑھتی ہی نجاست سے مگس اور زیادہ

کر دیجیے بوسونکی عدد بیس مری جان | جب دے ہی چکے دس تو تجھے دس اور زیادہ

ہوشیار ہو مجنون کہ قریب آگئی لیلے | آنے لگی آواز جرس اور زیادہ

کیا ذکر عدو سی تھی غرض بوجھ گئے ہم | ارشاد کی حاجت نہین بس اور زیادہ

کیا جای مسرت ہی اگر عمر عدو سے | عمر اپنی ہوی چند نفس اور زیادہ

جای بھی وہ بت آج تو جایا نہین جای | لِلّٰہ تو اے ابر برس اور زیادہ

ہین تیری نزاکت سی ڈرا جاتا ہون قاتل | تو اپنی کمر مجھپہ نہ کس اور زیادہ

جب ہجر تڑپنے کو بیان کرتی ہین اونسے | کہتے ہین وہ ہنسکر کہ ترس اور زیادہ

مژگان حسین دزدیِ دل کرتی ہین گھر گھر | لازم ہی کرے گشت عسس اور زیادہ

بڑھتی ہی سوا غم سے طبیعت کی روانی | مہمیز سے ہو تیز فرس اور زیادہ

ہر پیر و جوان کو یہی ہوتی ہے تمنا | دنیا مین رہین چند نفس اور زیادہ

پیری میں اثر شامت اعمال سے اکثر
ہوتی ہے جوانی کی ہوس اور زیادہ

یاے تحتانی

دولت نہیں ملتی ہے کہ عزت نہیں ملتی
جس چیز کی طالب ہو طبیعت نہیں ملتی

زاہد کو کہا کس نے کہ جنت نہیں ملتی
ہے کون سا وہ کام کہ اجرت نہیں ملتی

چہرے سے ترے چاند کی صورت نہیں ملتی
زلفوں سے شب تار کی رنگت نہیں ملتی

مدت سے جو دل ہے ترے بیداد کا خوگر
بے رنج سے جان کو راحت نہیں ملتی

آتی ہے مگر اس گل رعنا کی گلی سے
اے باد صبا تیری طبیعت نہیں ملتی

ہے وار پیاپے جو تری تیغ جفا کا
ظالم مجھے دم لینے کی فرصت نہیں ملتی

کیا غیر ہوا طالب آزار ستمگر
اب تیری جفاؤں میں لذت نہیں ملتی

ایذا کا طلبگار رہا کرتا ہے اے دل
کیا تجھکو اذیت میں اذیت نہیں ملتی

رندوں کو برا کہتے ہو چپ بھی رہو واعظ
اس نخوت کاہی سے تو جنت نہیں ملتی

کیا ظلم ہے صیاد اسیران قفس پر
بیچاروں کو فریاد کی رخصت نہیں ملتی

ثابت ہوا فرہاد تری کوہکنی سے
کچھ کیجئے مزدوری بے الفت نہیں ملتی

سینہ تو مرا راز محبت سی بھرا ہے
اغیار سے خالی تری صحبت نہین ملتی

گلزار جہان سیر کی قابل تو ہی لیکن
کیا سیر کرین سیر کی فرصت نہین ملتی

کیا کوئی بتائی کہ مین آخر کو ہوا کیا
جب گم شدگی کو مری تربت نہین ملتی

اب بستر غم پر ترے بیمار جفا کو
پہلو کے بدلنے کی بھی طاقت نہین ملتی

دل کونسی ساعت مین دیا تھا تجھے ظالم
افسوس کہ اب مجھکو وہ ساعت نہین ملتی

دل کو کبھی ہوتا ہی نہین دل سی تعلق
جبتک کہ طبیعت سی طبیعت نہین ملتی

اکسیر سمجھ خاک در شاہ نجف کو
بے عشق علی فقر کی دولت نہین ملتی

ای فلسفی کچھ عقل لڑا ساتھ ہمارے
اثبات دہن پر ہمین حجت نہین ملتی

اس عہد مین کیا حال برا ہی شرفا کا
سرکار مین دو پیسہ کی خدمت نہین ملتی

تشبیہ تو دین چاند کو چہرے سی تمھارے
دلخواہ مگر کوئی بھی نسبت نہین ملتی

صحرای محبت مین دل گم شدگان کو
کچھ آپ سے ای خضر ہدایت نہین ملتی

کیا حال دل زار اثر تجھکو سنائے
بیچارے کو گفتار کی طاقت نہین ملتی

سمجھے دل تو مری یار کی جفا کیلئے
وہان زخم کھلے شور مرحبا کے لئے

ترے سرشت ہی ای یار بیوفائی کی
وفا نہ تیرے لئے ہے نہ تو وفا کیلئے

جہان کی خبر نہین حال عاقبت معلوم / تبہونے عشق کری کیون کوئی خدا کیلئے

جہیم کیا ہی گنہگار عشق کو واعظ / عذاب اور کوئی گڑھ مری سزا کیلئے

نکل کی جای جو سینہ سی پھر کہان جاوے / یہ عرصہ اور کہان نالۂ رسا کے لیے

رقیب آیا ہے لیکر پیام دلبر کا / بہانہ چاہیے کچھ آمد قضا کے لیے

گئی نہ عشق حسینا نمین اپنی خودداری / ہلی زبان نہ کبھی عرض مدعا کے لیے

خبر جو لیگئی گلشن مین تیری آمد کی / بہار شوق مین گل زیر قدم صبا کیلئے

مری طرف سی عدو کیطرف کیا منہ کو / نکالا آپنے یہ رخ نیا حیا کے لیے

ٹلیان ہی مجلس سینہ مین اپنا دل قاتل / بنا دی تیر سے روزن کوئی ہوا کیلئے

انھین خبر نہین اکسیر خاکساری کی / جو خاک چھانتی پھرتی ہین کیمیا کیلئے

مدار عالم اعلیٰ نہین ہے اسفل پر / ضرور جسم نہین روح کی بقا کیلئے

نہ اپنی در سی اوٹھا مجکو ای شہ خوبان / ستم روا نہین رکھتا کوئی گدا کیلئے

زبان کھلی ہی نہین اضطراب دل سی اثر
اوٹھا ہی سکے ہاتھونکو ہم دعا کیلئے

یارب ترے کرم کی موافق ہوا چلے / کشتی مری نجات کی ساحل سی جا لگے

روز ازل جو پوچھا گیا کسکو کیا ملے / چلا اٹھے ہم کہ ہمکو دل مبتلا ملے

حوروں سے دل کو لطف نہیں مرگ کیا ملے
خو گر ہی جبکے ناز کا وہ اے خدا ملے

یارب یہی سزا ہمین روزِ جزا ملے
جنت مین دل دُکھانیکو وہ بیوفا ملے

ملنا اسی کو کہتے ہین اے بخت نارسا
وہ غیر کی گلی مین ملے ہی تو کیا ملے

آیا خیال مین جو ترا خنجرِ مژہ
آنسو مین لختہای دلِ زار آملے

جامہ کو تار تار کرون دشت مین پھرون
کیا ای جنون اسی کیلئے دستِ پا ملے

بدمست جاؤن داورِ محشر کے سامنے
ایسی کوئی شراب ہمین ساقیا ملے

اس اتقا پہ شیخ جی حورونکا اشتیاق
حضرت مجھے تو آپ بڑے باخدا ملے

دشمن کی دل کو بھی نکرین پائمال ہم
آنکھو مین رکھ لین خار اگر زیر پا ملے

ظالم تری جفا مین نہین عذر کچھ ہمین
تجھکو یہ عذر کیا ہے کہ عذرِ جفا ملے

عجلت سیر رفتگان عدم کی ہم ای اثر
پیچھے تو رہگئے تھے مگر اونسے جا ملے

واحسرتا وہ بزم وہ صحبت نہین رہی
وہ دل نہین رہا وہ طبیعت نہین رہی

جب دوستونکو ہمسے محبت نہین رہی
ہمکو بھی اونسے جائے شکایت نہین رہی

کارِ مسیح شدت آزار نے کیا
اچھا ہوا علاج کی حاجت نہین رہی

واعظ کا ہی بیان کہ آئیگی ایک روز
کسدن تری گلی مین قیامت نہین رہی

دل احتیاط وضع سے واے آہ تنگ تھا | اب شاد ہو کہ ضبط کی طاقت نہیں رہی

دل کو غنی طلب سے کیا یاس نے اثر
وا حسرتا کہ وصل کی حسرت نہیں رہی

آواز صور کون سنیگا خمار سے | میکش تو اوٹھنے والے نہیں ہیں مزار سے
لپٹا یار نے غیر کو اپنی کنار سے | یہ کم نہیں ہو مجھکو عذاب فشار سے
امسال ڈر ہے جوشش فصل بہار سے | شاخیں نہ ٹوٹ پڑیں کہیں پھولوں کے بار سے
لی ہے شمیم گیسوے مشکین یار سے | یا انکی نسیم آئی ہے دشت تتار سے
گلشن میں آمد آمد فصل بہار ہے | دل بلبلوں کا جائیگا اختیار سے
پیری میں دل کو ربط ہے اک گلعذار سے | اپنی خزان بھی کم نہیں فصل بہار سے
ہو وہ مسیح دم مری لیلی جو تم سے ہے | مجنوں کفن کو پھاڑ کے نکلے مزار سے
کیا ہی کیا ہی خشک مجھے تو نے ای جنون | ڈرتی ہیں خار دشت مرے جسم زار سے
پھیلا کے پانو چین سے لیٹے جہان بشر | اے دل کوئی مکان نہیں بہتر مزار سے
ہم خاک ہو کے کوچہ جانان میں رہ گئے | مرنے کے بعد بھی نہ ٹلے کوے یار سے
شرمندگی جرم دلیل نجات ہے | ہوتا ہے شرمسار خدا شرمسار سے
آزاد باغ دہر میں رہ سرو کیطرح | مطلب نہ کچھ خزان سے نہ حاجت بہار سے

اے دل تری مراد بر آئیگی ایک روز
مایوس ہو نہ رحمت پروردگار سے

کرتا ہون ضبط آہ دگرنہ ابھی اثر
جلنے لگے جہان نفس شعلہ بار سے

راہ پر کب تو اے صبا آئی
کچھ نہ کچھ اوس سے جا لگا آئی

تیرے مہجور غم زدہ کو پھر
رات آئی کہ اک بلا آئی

موت کا اشتیاق جسکو ہو
نیند آئی اوسے تو کیا آئی

آپ سے اے مسیح کیا مطلب
میرے دکھ کی نہ جب دوا آئی

سخت جانی ہے زندگی کا سبب
ورنہ جان لب پہ بارہا آئی

نکہت زلف عنبرین پھیلی
کسکے کوچہ سے اے صبا آئی

یون ہی آنا جو تھا طبیعت کا
ہائی کیون اوسپہ اے خدا آئی

صحبت حور مین کرینگے کیا
یاد جسدم تری ادا آئی

پانو پر اوسکے تھا اثر کا سر
کہ اسی حال مین قضا آئی

غیر کے پہلو مین جدم تو نظر آیا مجھے
بیدلی سے گور کا پہلو نظر آیا مجھے

یار کے قابو مین دیکر اوسکو بے قابو کیا
اپنے دل پر جب نہ کچھ قابو نظر آیا مجھے

گورے گورے گال پر صاحب ہیں خال سیاہ
ملک انگلستان میں ہندو نظر آیا مجھے

رسوا جہان میں خلق میں بدنام کر چکے
تم اپنا کام دیدۂ ناکام کر چکے ؛

مرنے پہ بھی رہا جو یہی اضطراب دل
ہم بیقرار قبر میں آرام کر چکے ؛

بدنامیوں کا خوف اگر یوں لگا رہا
تب آپ عاشقی میں اثر نام کر چکے

دل کسیکو اگر دیے ہوتے
یوں نہ بیکار ہم جیے ہوتے

کاش اے رحم داور محشر
ہم گنہ اور بھی کیے ہوتے

جب نہیں آس زندگی کیسی
کس توقع پہ ہم جیے ہوتے

سوزن خار تمکو لازم تھا
جیب و دامان مرے سیے ہوتے

مفت مال گدا نہ لیتے آپ
لیکے دل کچھ ہمیں دیے ہوتے

کٹتے کیونکر اثر بہار کے دن
مے سے توبہ اگر کیے ہوتے

تمھیں شرم ستم ہے کب کسی سے
یہ نیچی آنکھیں ہیں اوپر کے جی سے

کسی پر جب نہیں مرتے ہو اے خضر
میں باز آیا تمھاری زندگی سے

تمھاری کیا سنیں اے واعظ شہر
نہیں رندوں کو فرصت میکشی سے

ارم فردوس جنت ہین کہاوت | کوئی جاے کہان تیری گلی سے

خدا کی یاد سے غفلت کہان تک
اثر باز آ بتون کی بندگی سے

آنکھ والا تری جوبن کا تماشا دیکھے | دیدۂ کور کو کیا آئے نظر کیا دیکھے
روے رنگین جو ترا او گلِ رعنا دیکھے | پھر نہ گلشن کیطرف بلبل شیدا دیکھے
دل اگر دیدۂ وحدت سے تماشا دیکھے | جز مین کل آی نظر قطری مین دریا دیکھے
چشمۂ لب کو تری دیکھتے ہین یون عاشق | جسطرح دور سے دریا کو پیاسا دیکھے
چٹکیان رشک نے لین دلمین ہماری قاتل | ڈاب مین عاشق و معشوق جو یکجا دیکھے
چشم مجنون سی اگر پردۂ غفلت اوٹھ جاے | اپنی دل ہی مین جمالِ رخ لیلیٰ دیکھے
کیا رکھین خضر سی ہم چشم ہدایت ای دل | کہ نہین دشت محبت کی وہ رستا دیکھے
مین ہون ای قیس وہ مجنون کہ بچشم حیرت | پھاڑ کر پردۂ محمل مجھے لیلیٰ دیکھے
تجھسے ای ناصح نادان یہ سمجھنے کا نہین | اور کوئی دلِ بیتاب کو سمجھا دیکھے
کوئی فردا بھی نہ فردای قیامت نکلا | کتنے آتی ہوئی ان آنکھون سی فردا دیکھے
مجھکو ہنگامۂ محشر کا یقین ہی واعظ | اوسکے کوچہ مین یہ ہنگامہ کوئی جا دیکھے
انتظاری مین ہوی دیدۂ گریان خصت | کب تک ای یار کسیکا کوئی رستا دیکھے

شہسواری سخن کا جسے دعوی ہو اثرؔ
توسن طبع مری سامنے چمکا دیکھے

نہ صرف گل کی بدولت چمن میں آگ لگی
پلاس پھولتے ہی سنکے بن میں آگ لگی

فروغ لالہ و گل سے چمن میں آگ لگی
خبر ہے بلبل ناداں وطن میں آگ لگی

پس فنا بھی رہی جسم میں حرارت عشق
کفن پہنتے ہی سارے کفن میں آگ لگی

ہوا بلند اگر نالۂ شرر افشان
فلک پکار اٹھے چرخ کہن میں آگ لگی

بتو نے شعلۂ رخسار کی حرارت سے
روان شیخ و دل برہمن میں آگ لگی

نہیں یہ رنگ فروزاں ہے آتش غیرت
تری لبوں سے عقیق یمن میں آگ لگی

ہرا بھرا نہو کیوں نخل عشرت خسرو
نہال آرزوی کوہکن میں آگ لگی

جو بوی زلف کی گرمی صبا نے پہونچائی
دماغ آہوی دشت ختن میں آگ لگی

مری کلام شرربار کے اثر سے اثرؔ
عدو کے دعوی شعر و سخن میں آگ لگی

بیداد کر رہا ہے کوئی دادگر بھی ہے
روز جزا بھی ہے تجھے اسکی خبر بھی ہے

سامان عیش آج مہیا ہے میکشو
گلشن بھی ہے شراب بھی ہے ابر تر بھی ہے

گلشن میں آمد آمد فصل بہار ہے
ای بلبل اسیر تجھے کچھ خبر بھی ہے

راحت بغیر رنج میسر نہو کبھی
دارو ہی درد سر کہین بی درد سر بھی ہے

کسکو کہون کہ ٹانکی لگا پہلے ای مسیح
زخمی کسیکے تیر کا دل بھی جگر بھی ہے

شکوہ سنگ ریزۂ اطفال ہی نہین
سر زیر بار منت دیوار و در بھی ہے

مقتل مین مری لاش کو سفاک دیکھکر
کہنے لگا کہ کشتہ نہین ہی اثر بھی ہے

کب بعد مرگ حاجت شمع مزار ہے
دل پر ہمارے داغ شب انتظار ہے

از بسکہ کاوش ستم گلعذار ہے
سیر چمن سے دل جو مرا خار خار ہے

برق فروغ حسن ہے ناکامی نگاہ
نظارہ سوز عارض تابان یار ہے

کمزوری بدن سی ہے بیکاری جنون
ورنہ قریب سر کے تو دیوار یار ہے

کھینچا ستم سی ہاتھ جو اونے تو غم نہین
ای دل یہ کیا ہی کم کہ وہ غفلت شعار ہے

کب دل حزین نہین بیکار بعد مرگ
داغ شب فراق چراغ مزار ہے

خار خزان نی پائی جگہہ روبروی گل
دندان نما یہ خندۂ صبح بہار ہے

ای رشک تجھسے خوب ہی مجھکو داد مرگ
وہ پوچھتے ہین غیر سے کسکا مزار ہے

بی مے ہی کیسا آتش حسرت کو التہاب
خورشید حشر سایۂ ابر بہار ہے

کس دل بسی ہین ای مری مالک پڑی ہے جان
دل پر ہی اختیار نہ قابو مین یار ہے

گرمی مرے کلام میں کیونکر نہو اثر / سوز غم درون ہی و نفس شعلہ بار ہے

شرمندہ لبوں سے جو عقیق یمنی ہے / ہر دانت سے بھی غیرت دُرِّ عدنی ہے

شیرین جو تری قدر کرے نا خبری ہے / فرہاد یہ بیکار تری کوہکنی ہے

خستہ ہی جگر زخمی ہی دل جان چھنی ہے / ہی نوک مژہ یا کوئی برچھی کی انی ہے

ہی بستر گل پر بھی تجھے چین نہ آرام / ای رشک چمن کیا تری نازک بدنی ہی

ہی غرق خجالت گل تر گا ہو ترے آگے / دل غنچہ کا پرخون ہی وہ غنچہ دہنی ہی

گر کبک ہی وارفتہ رفتار عجب کیا / پامال تری چال کا سرو چمنی ہے

کیا دیکھ لیا ہی کہ جسے دیکھ کے ظالم / ہر آن مجھے مشغلۂ سینہ زنی ہے

لے جلد خبر اب تو برا حال ہے دل کا / ہی تیری مری جان عجب جان پہ بنی ہے

پھرتا ہی ادھر سے جو تجھے غیر سیہ رو / اک آفت جانکاہ وہ گردن زدنی ہی

ہم ترک کریں یار سی ملنا / ہوگا وہی ناصح نادان شدنی ہے

کام آئیگی اک روز غریب الوطنی میں / مرنے پہ کفن ہوگی جو تن پر کفنی ہے

ای بادشہ حسن تقاضا و طلب ہے / دل تیرے گدایان محبت کا غنی ہے

دم بھر بھی نہ آرام سے رہنے دیا تو نے / ای اہل وطن ہمکو وطن بیوطنی ہے

اللہ کرے رحم ترے حال پہ اے دل
وہ بت جسے تو چاہتا ہے رام جنی ہے

باتون مین لگا لیتے ہین شیرین دہنون کو
حصہ ہین اثر آپکے شیرین سخنی ہے

فلک تجھسے بچکر کدھر جاے کوئی
تو سر پہ ہے ظالم جدھر جاے کوئی

پھر اوٹھے نہ اشک چکیدہ کی صورت
تری آنکھ سے جو اوتر جاے کوئی

قیامت کا قد ہے بلا کی ہین آنکھین
بجا ہی اگر تجھپہ مر جاے کوئی

رہے خاک ہو کر اوسی سرزمین کی
تمھاری گلی مین اگر جاے کوئی

کرم کا خدا کے یقین جب ہو واعظ
تمھارے ڈرانے سے ڈر جاے کوئی

گلی مین تو اغیار کرتے ہین جھگڑے
غضب ہو اگر اونکے گھر جاے کوئی

اگر کوے قاتل کا ہو شوق دل مین
رکھے ہاتھ پر اپنا سر جاے کوئی

یہ کہدو کہ ہمکو بھی ہمراہ لے لے
عدم کی جو لانے خبر جاے کوئی

اوڑین اوسکے پرزے وہین خط کیصورت
اگر اونکے گھر نامہ بر جاے کوئی

خدا دیکھتا ہے خدا دیکھتا ہے
ستم زیر دستون پہ کر جاے کوئی

جسے کچھ تعلق نہو مال و زر سے
ستانے اوسے کیون اثر جاے کوئی

جام مے مونھ سے لگا دے ساقی ۔ اپنے ہاتھون سے پلا دے ساقی

غم مرے دل سے بھلا دے ساقی ۔ مجھے بیہوش بنا دے ساقی

ساغر و جام اٹھا دے ساقی ۔ خم کا خم مونھ سے لگا دے ساقی

کر چکے خانۂ خمار تہی ۔ میکشو اب تمھین کیا دے ساقی

رند بے زر کی خبر لیتا ہے ۔ اور توفیق خدا دے ساقی

نشہ مین ذکر سنون حور و تکا ۔ کوئی واعظ کو بلا دے ساقی

مے پرستی مین ہے گلشن کی ہوس ۔ زلف چہرے سے ہٹا دے ساقی

محتسب بندۂ میخانہ ہو ۔ چشم میگون جو دکھا دے ساقی

ہوش آنے لگے جب دم مجھکو ۔ تھوڑی مے مونھ مین چوا دے ساقی

کیا یہ مستانہ اثر کی ہے غزل
مے پرستونکو سُنا دے ساقی

سبب شور و شغب اہل جہانکا کیا ہے ۔ عقد دو روزہ کو نافہمون نے سمجھا کیا ہے

عہد پیری مین طلبگاری دنیا کیا ہے ۔ عمر آخر ہوئی جینے کا بھروسا کیا ہے

پوچھیے تارک دنیا سے برائی اسکی ۔ کیا خبر طالب دنیا کو کہ دنیا کیا ہے

ہائے بن بنکے بگڑ جاتی ہین شکلین کیا کیا ۔ مطلب اس عالم فانی کا خدایا کیا ہے

لذت ہستی و اندازۂ لذت معلوم
اور کچھ روز جئین اسکی تمنا کیا ہے

دل گرفتہ نہ ہو ناسازی دنیا سے اثر
ہے غلام شہ مردان تجھے پروا کیا ہے

شیخ کے حال پہ تاسف ہے
شکل روزی کی اک تصوف ہے

جسکی اوقات ہو تصوف پر
اوسکے اس روزگار پر تف ہے

جنکو دعوی ہے حق شناسی کا
ق
اونسے بندے کو بھی تعرف ہے

نہ تو عرفان کے اونمین ہین انداز
معرفت سے نہ کچھ تشرف ہے

کیسی حکم خدا کی تعمیل
کیسا اسلام صد تاسف ہے

کون سے امر دین کو کہیے
دین کا دین ہی تصرف ہے

دین احمد سے ہو جو باہر بات
وہی اس عہد مین تصوف ہے

مال جو کچھ ہے بیوقوفون کا
شیخ کا مال بے تکلف ہے

اس تصرف سوا اثر کوئی
اور کوئی نہین تصرف ہے

پہلے تو نہ تھی شدت درد جگر ایسی
رہتی تھی غشی مجھکو نہ دود وپہر ایسی

اس گریۂ ہر لحظہ سی ہول اوٹھتا ہی دلمین
آنکھین نہ ہوا کرتی تھین اشکونسی تر ایسی

تا دیکھ سکے یار ترے موے کمر کو
لاے کوئی باریک کہاں سے نظر ایسی

دنیا کی خرابی ہو نہ عقبیٰ کی مضرت
پیدا کرے اوقات کی صورت بشر ایسی

شمشیر حوادث سے جو انسان کو بچا لے
جز الفت حیدر نہیں اے دل سپر ایسی

جو کچھ کہیں شاعر انھیں اے یار بجا ہے
ایسا نہ دہن دیکھا نہ دیکھی کمر ایسی

یہ تاب کہ ہو یار کے دانتوں کے مقابل
پیدا تو کرے پہلے صفائی گہر ایسی

ہے رنگ ترے چہرۂ روشن کا نرالا
رکھتا ہے صباحت کہاں روے سحر ایسی

اغیار کی باتون کا نظر ہو سنتے ہی تجھکو
کہتا نہ وہاں بات کوئی نامہ بر ایسی

چل سکتے نہیں چھوڑ کے ہم قافلہ تیرے
سوتا ہے کوئی نیند بھی اے بے خبر ایسی

ہم خاک نشینوں پہ رکھے چشم توجہ
پائی ہے فلک نے کہاں عالی نظر ایسی

ہر شان خدا اوس بت کجرو کی طبیعت
بیراہ تھی کس طرح ہوئی راہ پر ایسی

مرغان قفس مر گئے دم بھر میں پھڑک کر
کیا لائی صبا جا کے چمن سے خبر ایسی

ہم تیری جفا دیدہ نہیں دیکھ سکینگے
اغیار پہ ہے چشم عنایت اگر ایسی

اوس گل سے لگا آئیگی یون میری نظر سے
امید نہ تھی تجھسے نسیم سحر ایسی

ہے میر کے انداز کو خستہ جگری شرط
لاے تو کوئی پہلے طبیعت اثر ایسی

خامہ شرح آہ آتشبار سے — کم نہین منقار موسیقار سے

حسرت دید رخ دلدار سے — ہو گئے ہم نرگس بیمار سے

ابر آئے جھومتے کہسار سے — کون جائے خانۂ خمار سے

کام کیا تھا ہمکو کوے یار سے — آئے ای دل یان تری اصرار سے

دیدۂ گریان تو یون رکتے نہین — سی دی اے غم آنسوؤنکے تار سے

جوشش حیرت سے کوے یار مین — ہو گئے ہم نقش بر دیوار سے

سبزۂ نوخیز کا تختہ بنا — آئینہ عکس خط رخسار سے

بھر دئے ہین گوش گلہائے چمن — تونے بلبل نالہ ہاے زار سے

تلخ باتین کیون نہین بیدرد نے — زہر ٹپکا لعل شکر بار سے

بنکے عنقا ہجر کی شب اوڑ گئی — نیند میرے دیدۂ بیدار سے

کانپتا ہے بید مجنون کیطرح — قیس میرے وادی پرخار سے

ذرہ ذرہ غیرت خورشید ہے — کسنے جھانکا روزن دیوار سے

دشت مین ہر شب سنا کرتے ہین ہم — قصۂ مجنون زبان خار سے

تیرا بیمار محبت نزع مین — سر کو ٹکرایا کیا دیوار سے

اے بت نازک تری پتلی کمر — ہے مشابہ میرے جسم زار سے

ہون وہ بلبل ہزاران میری جو کھاے
نغمے نکلے زاغ کی منقار سے

غم مین تنہائی ہے راحت اے اثر
کیون نہ بھاگون صحبت غمخوار سے

مر گئے ہین صدمہ برق رخ پر نور سے
اے صنم ہوا ہماری قبر سنگ طور سے

اے کلیم اللہ اوس بت کے رخ پر نور سے
اپنے داغ دل ہوے روشن چراغ طور سے

اس سے پروانہ جلے اوس سے جلے انسان کل
شمع کو نسبت نہین تیرے رخ پر نور سے

مستی فصل بہاری کے اثر سے ہو گئے
سبحہ زاہد کے دانے دانہ انگور سے

اے پری سایہ ترے وحشی کو صحرا مین نہین
مثل مجنون بھاگتے ہین بید مجنون دور سے

کیسے دلمین ناصحا عشق حسین جچتا نہین
دلکو بہلاتا ہے زاہد بھی خیال حور سے

برق سے کچھ کم نہین جھپٹتے ہین اے سفاک آج
تو نے کیا شمشیر کی ہے تیز سنگ طور سے

کسقدر یارب ہوا ہے بادہ گوئی کو رواج
ہین انا الحق کہنے والے سیکڑون منصور سے

بعد سے بس جا نہین ہو جو کرم مین اہل دل
راہ ملتی ہے مسافر کو چراغ دور سے

کیا فروغ ظاہری سے فائدہ باطن کو ہو
گور کی ظلمت نہین جاتی چراغ گور سے

عشق کا آزار ہوتا ہے سراسر جان گسل
ہاتھ اوٹھایا اے اثر نے دل رنجور سے

طاقت ضبط فغان اب نہین صیاد مجھے — دم گھٹا جاتا ہی دے رخصتِ فریاد مجھے

ہوسِ سیر گلستان ہوئی صیاد مجھے — فصل گل آئی ہے کر قید سی آزاد مجھے

کرچکی جب مری پرواز کی طاقت پرواز — قید سی تب کیا صیاد نی آزاد مجھے

واہ عجلت کو ندی کام نکر بے سونچے — لئے جاتا ہے کہان اودل ناشاد مجھے

لیگئے مجھسے نہ سبقت کبھی قیس و فرہاد — مکتبِ عشق مین کہتے رہے اوستاد مجھے

نالہ کرتا ہی تقاضاے جفاے تازہ — اس سی مقصود نہین شکوۂ بیداد مجھے

کوی جانان سی نہ لیجای جنون صحرا کو — بیڑیان پانو مین درکار ہین حداد مجھے

داورِ حشر سے کیا داد جفا کی امید — ای ستمگر نہین جب عادت فریاد مجھے

خون بہا لیتا ہون جب جوش جنون ہوتا ہے
خار صحرا ہے اثر نشتر فصاد مجھے

اس رحیمی پہ وہ عذاب کرے — تجھکو واعظ خدا خراب کرے

سب ہی موقوف اوسکی مرضی پر — لطف فرمائے یا عتاب کرے

لاکھ تو ہو بنا جو وہ چاہے — بات کی بات مین خراب کرے

کچھ نہین دور اوسکی قدرت سے — ذرہ کو رشک آفتاب کرے

نور گردے وہ ناتوانون کو — بحر سے ہمسری حباب کرے

بیخودی کا بھی ایک عالم ہے
ترک کیونکر کوئی شراب کرے
حسرتون کے ہجوم کا ہے وقت
کوئی کیون حسرت شباب کرے
دیدۂ تر مین اور بات سے ہے
مشق گریہ ابھی سحاب کرے
سب بتون کا ہے ایک ہی انداز
اسمین کیا کوئی انتخاب کرے
مونھ نہ لگ دون لبون کے اے غنچہ
تیرا مونھ ہے کہ تو جواب کرے

اے اثر تیرے شور نالہ سے
کسطرح کوئی شب کو خواب کرے

دل اس باغ سے جو اٹھا کر چلے
ہوا یان کی ناساز پا کر چلے
وہ مردون کو زندہ بنا کر چلے
ہمین خاک مین کیون ملا کر چلے
کسی ڈھب سے دلکو دکھا کر چلے
وہ جب آئے ہمکو رلا کر چلے
موے پر بھی ہم سے ہے اونکو غبار
وہ مدفن سے دامن بچا کر چلے
گئے سیر گور غریبان کو جب
قیامت کا عالم بپا کر چلے
نہ دنیا کے قابل نہ دین کے رہے
ہمین آپ ایسا برا کر چلے
جو تھا خاک ہی ہم پہ یون ڈالنا
تو بیکار گھر سے نہا کر چلے
گئے جان و ایمان تجھ پر نثار
حق عاشقی ہم ادا کر چلے

نہ آیا او نہین کچھ بھی خوفِ خدا ہمین اپنا بندہ بنا کر چلے
ملاے مقدر سے اعمال کو جو کرنا تھا ہم اسے خدا کر چلے
ق
ہم عاشق ہین موسی نہین ہین جو آپ ہمین لن ترانی سُنا کر چلے
پیمبر تھے بیچارے عاشق نہ تھے جنھین آپ بالا بتا کر چلے
ق
چلے کس لیے آتے ہی جان من جو وعدہ کیا تھا وفا کر چلے
جو ایسا ہی جانا ہی آئے تھے کیون یہ کیا آئے تم اور آ کر چلے
ق
افاقہ کیصورت نہ کوئی ہوئی بہت درد دل کی دوا کر چلے
نہین وقت ابتو دوا کا کہ لوگ اعادت کو آے دعا کر چلے
ق
ترے پاس ابتو چلے اے کریم بھلا کر چلے یا بُرا کر چلے
سہارا ہے تیرے کرم کا ہمین نہین اسکی پروا کہ کیا کر چلے

اثر باغ دنیا سے گل کی طرح
جو ہو زر بکف زر لٹا کر چلے

جیسا تھا حُسن یار باقی ہے وہی اگلی بہار باقی ہے
روز کہتا ہون تجھپہ مرتا ہون اپنا کیا اعتبار باقی ہے
دم نکلنے مین کوئی دیر نہین اک ترا انتظار باقی ہے

اب بھی بلبل چمن میں اے صیاد
تھوڑی فصل بہار باقی ہے

کر چکا میری خاک تک برباد
اب تجھے کیا غبار باقی ہے

قبر میں بیٹھ کیوں نہیں لگتی
دل کو کیا انتظار باقی ہے

وہ عروج نشاط بزم کہاں
میکشی کا خمار باقی ہے

اور کوئی نشان اثر کا نہیں
کچھ نشانِ مزار باقی ہے

حسن کی جنس خریدار لیے پھرتی ہے
ساتھ بازار کا بازار لیے پھرتی ہے

دربدر حسرت دلدار لیے پھرتی ہے
سر ہر کوچہ و بازار لیے پھرتی ہے

دم آباد میں آنکا سبب ہے ظاہر
جستجوئے کر یار لیے پھرتی ہے

دیکھا وہ جہاں جہاں شمس و قمر کو ذرات
آج تک حسرت دیدار لیے پھرتی ہے

دل سوزاں ہی نہیں کوئی نشانِ ظلمت
شعلۂ آہ شب تار لیے پھرتی ہے

آ گئی فصل خزاں بلبل شیدا انکی
چونچ میں گل کی جگہ خار لئے پھرتی ہے

دیر و مسجد میں تماشا ہے زیارت کسکی
تمکو اسے کافر دیندار لیے پھرتی ہے

دشت میں قیس کو کیا آ کے نظر جب لیلی
ساتھ میں گرد کی دیوار لئے پھرتی ہے

کو رسا قبر میں بیٹھیں کون سر بالین ساقی
وحشت شیخ کی دستار لئے پھرتی ہے

خون فرہاد سے بیچین ہی روح شیرین
بیستون سینے بھی گران بار لیے پھرتی ہی

گل سے کیون کہہ نہین دیتی ہے پیام بلبل
اپنی سر باد صبا بار لیے پھرتی ہے

مانتا ہی نہین لیلی کی کرے کیا لیلی
ساتھ مین قیس کو ناچار لیے پھرتی ہی

صدمہ پہونچا کسی گل کو کہ چمن مین بلبل
خون مین ڈوبی ہوئی منقار لیے پھرتی ہے

کشتہ ناز کی تربت پہ ملیگی بلبل
برگ گل چونچ مین بیکار لیے پھرتی ہے

طایر دل کو ہوا ے خم زلف صیاد
صورت مرغ گرفتار لیے پھرتی ہے

جنبش پا سے ہے انداز قیامت برپا
ساتھ محشر تری رفتار لیے پھرتی ہی

کوہکن خود تو سبکدوش ہوا پر شیرین
سر پہ الزام کا کہسار لیے پھرتی ہی

دشت غربت مین نہین پھرتا ہون خود آوارہ
گردش چرخ ستمگار لیے پھرتی ہے

ساتھ دنیا کا نہین طالب دنیا دیتے
اپنی کتون کو یہ مردار لیے پھرتی ہی

حسرت دید اثر حضرت آتش کیطرح
پیش روزن پس دیوار لیے پھرتی ہی

فسانہ مرا سُنکے گھبرا گئے
انھین اپنے اعمال یاد آگئے

وہ گُل غیر کی دید کو کیا گئے
ہمین دیکھکر آج شرما گئے

عذاب شب ہجر زاہد نہ پوچھ
ہم اپنے کیے کی سزا پا گئے

ستم تو نے مردے پہ جائز رکھا
مری لاش کے ساتھ اعدا گئے

جنھیں لوگ رہتے تھے گھیرے ہوئے
وہ دنیا سے آخر کو تنہا گئے

بتو دشمن جان و ایمان ہو تم
خدا جانے کیوں لوگ یوں بھا گئے

ہر اک سنگ میں جلوہ یار تھا
سر طور بیکار موسےٰ گئے

کبھی ہم بھی کعبہ میں تھے اے بتو
عجب کیا جو زاہد کو یاد آ گئے

اثر کو سمجھ لو کہ مہمان ہیں اب
یہی ہے کہ امروز فردا گئے

اس جہان کی کیا تمنا چاہیے
آدمی کو فکر عقبےٰ چاہیے

کچھ نہیں درکار اسباب جہان
ہے جسے مرنا اوسے کیا چاہیے

راہ حق دشوار ہی دشوار ہے
ہر قدم پر فضل مولےٰ چاہیے

ہے سمجھ ہی پر مدار عاقبت
نیک و بد کو خوب سمجھا چاہیے

کیا ہوا مارے اگر شیر و نہنگ
نفس امارہ کو مارا چاہیے

غرق ہی ہو گئے اسکے سوار
کشتی تن سے کنارا چاہیے

ہیں شنیدہ قول شیخ و برہمن
مر کے کیا ہوتا ہے دیکھا چاہیے

غیر غمخواری پہ آمادہ نہو
لذت غم کو چھپایا چاہیے

صبر مین پورا نہین پائینگے آپ　　چاہیے غیرون کو جلنا چاہیے

کر چکے برباد میری خاک تک　　اب وہ کیا کرتے ہین دیکھا چاہیے

رونق ہنگامہ کو محشر کے دن　　تجھ سا اک ہنگامہ آرا چاہیے

اک خدائی کو لیے ہین ہاتھ مین　　ان بتون کا زور دیکھا چاہیے

زندگی بے عشق حکم موت ہے　　خضر کے جینے پہ رویا چاہیے

سر و بال دوش ہے تو بھی اثر
اوسکے ابرو کا اشارا چاہیے

زاہد کیطرح زہد پہ تکیا نہین رکھتے　　ہم رند خدا چھوڑ سہارا نہین رکھتے

آزاد غم دولت دنیا نہین رکھتے　　قارون کی خزانی کی بھی پروا نہین رکھتے

عزت کی ہوس زر کی تمنا نہین رکھتے　　ہم دل مین کوئی حسرت دنیا نہین رکھتے

دل گنج قناعت کی بدولت ہی تونگر　　پروا کرین کس چیز کی ہم کیا نہین رکھتے

تنکو وہ اگر لعل بدخشان سی بھری ہون　　آگے مری اک کاہ کا رتبہ نہین رکھتے

جو طالب دنیا ہی دنی ہین اونھین کہدو　　دنیا کی طلب طالب مولی نہین رکھتے

دارین مین ای نائب سلطان دو عالم　　ہم تیری سوا کوئی وسیلا نہین رکھتے

کیا نذر کرین دل کی سوا ای شہ خوبان　　عاشق تری قارون کا خزانا نہین رکھتے

راضی برضا ہیں ترے آزاد محبت
جینے کی ہوس موت کی پروا نہیں رکھتے

پوشیدہ جو دل میں ہے اثر عشق کی دولت
ہم اسکے سوا اور دفینا نہیں رکھتے

تجھسے نہ کہو پاس عدو کا نہیں رکھتے
کیا مجھکو غرض رکھتے ہو تم یا نہیں رکھتے

قسمت سے گلا بخت سے شکوا نہیں رکھتے
صد شکر کہ ہم شیوۂ اعدا نہیں رکھتے

شمشاد اگر چہرۂ زیبا نہیں رکھتے
اے رشک چمن گل قد بالا نہیں رکھتے

جب چاہیں مجھے قتل کریں آپ خوشی سے
جینے کی ہوس عاشق شیدا نہیں رکھتے

تم سے مرض عشق نہ جائیگا طبیبو
اس دکھ کی دوا حضرت عیسیٰ نہیں رکھتے

جو داغ دئے ہیں تری فرقت میں جنوں نے
اے غیرت گل لالۂ صحرا نہیں رکھتے

سر پھوڑنے دو چارہ گرو ہاتھ نہ روکو
بیکار کسی شخص کو بھلا نہیں رکھتے

بیخوف نہ کیوں عرصۂ محشر میں وہ آئیں
واقف ہیں کہ ہم خون کا دعویٰ نہیں رکھتے

دل تجھسے سر پھوڑ کے مرجائے لیکن
یہ کام ہیں ایسے کہ نتیجا نہیں رکھتے

اغیار سے کیوں رنج کریں تیرے ستم کا
ہم ظلم کسی پر بھی گوارا نہیں رکھتے

مشکل ہیں ترے حسن دل افروز سے محروم
کیا دیکھیں تجھے دیدۂ بینا نہیں رکھتے

کافی ہے تری مست نگاہوں کا تصور
ہم آرزوئے نشۂ صہبا نہیں رکھتے

لب اونکے ہین جان بخش نہین اسمین سخن کچھ / پر میرے لیئے حکم مسیحا نہین رکھتے

جلاد کی ہاتھون مری پرزی تو اُڑینگے / افسوس کہ وہ قصد تماشا نہین رکھتے

دل چیر کے خون پنجۂ قاتل مین لگا ہین / اتنا تو کلیجا مرے اعدا نہین رکھتے

شکوون سے دل اونکا تو بھرا ہی دلی ہمدم / باتونسے دکھاتی ہین کہ گویا نہین رکھتے

افسردہ مزاجی نے بنایا ہمین بیکار / وہ دل نہین رکھتے وہ کلیجا نہین رکھتے

پہونچی ہی کہان اونکی عداوت کی ترقی / وہ میری محبت بھی گوارا نہین رکھتے

آنسو ہین کہ جاری ہین اثر دیدۂ تر سے / رونی کے سوا تم کوئی دھندا نہین رکھتے

اے شمع توہی بزم سے باچشم تر گئی / ہم شکل دودِ آہ نسیم سحر گئی ؛

دل سے عدو کے تیر کیصورت گزر گئی / آہ شب فراق مری کام کر گئی ؛

تیری نگاہ اور کدھر بد نظر گئی ؛ / دل کی طرف گئی کبھی سوی جگر گئی

کیا آئی اے صبا مجھے پرواز کا خیال / مدت ہوئی کہ آرزوی بال و پر گئی

مشقِ جفا کے خوف سے رونی لگا عدو / جب اوس ستم شعار کو میری خبر گئی

دل مین ہوا ے عرض ہوئی عندلیب کو / جب گل کی کان باد سحرگاہ بھر گئی

تا عمر گر نشاط نصیب عدو رہا ؛ / اپنی بھی زندگی کوئی صورت گزر گئی

مرنے کے بعد کون مرا نوحہ گر ہوا
اک بیکسی تو روتے مری گور پر گئی

مین مر رہا ہون کب سے غم انتظار مین
کمبخت موت کیا شب ہجران مین مر گئی

لیکر عدو کو ساتھ وہ پرسش کو آئی ہین
وا حسرتا کہ لذت درد جگر گئی

کس منھ سے ذکر کیجیے یاقوت و لعل کا
رنگت تری لبونکی اونھین نام دھر گئی

دل کر رہی ہے زلف اترنیکو دوش سے
اتری اگر تو جان لی ظالم کمر گئی

تنہائی طریق گوارا نہ کر سکی
حسرت ہماری ساتھ لئے نامہ بر گئی

مین ہی نہ اوسکی بزم سے روتا اوٹھا فقط
آنسو بہاتی شمع بھی وقت سحر گئی

دو چار دن کی سیر چمن کو دکھا گئے
گل اے صبا بہار مین کیا آئی کیا گئے

گل اور عندلیب مین جھگڑا لگا گئے
سیر چمن مین تم یہ نیا گل کھلا گئے

کعبہ گئے مدینہ گئے کربلا گئے
جب ہم نہ تجھے پسند کہین کے تو کیا گئے

تھی دیدنی بہار ہمارے غبار کی
اونچی لگی مین ہم سر دوش صبا گئے

بانگ جرس نہ غلغلۂ کوس صبحدم
جو قافلے عدم کو گئے بے صدا گئے

مدت سے دل مین آیا تھا اللہ کا خیال
کس وقت آئی ہو تو مجھے تم یاد آ گئے

دم بھر بھی بے جرس نہ رہا کاروان عمر
نالے ہمارے ساتھ بجائے درا گئے

مونھ لیکے غیر رہگیا دورِ اخیر مین
جو کچھ رہی سہی تھی اوسی ہم چڑھا گئے

کیا تمکو اے کلیم بتاؤن کہ کیا بنی
وہ بی نقاب سامنے میرے جو آ گئے

بزمِ عدو مین آکے وہ بیٹھے عدو کی بار
چلنے کو جب ہوئی تو اوسے گھر بلا گئے

قسمین نہ کھائی مجھے کوئی گلا نہین
کوئی عدو مین شب نہ گئے آپ یا گئے

ضد کی ہی اور بات وگرنہ پئے جفا
اغیار کیا بُرے تھے کہ ہم اونکو بھا گئے

مرتے ہین خضر سبزۂ رخسار یار پر
سُن لینا ایک روز کہ وہ زہر کھا گئے

اہلِ جہان کو دیدۂ عبرت سی دیکھیے
تھی جنسے چشم لطف وہ آنکھین چرا گئے

ای آسمان نجان کہ مدفون ہوے ہین ہم
تیری ستم کی ڈر سے زمین مین سما گئے

بے باک تم ہو ایسے تو محشر مین اے بتو
کیا جانین کیا کروگے جو پیشِ خدا گئے

ناحق کی ہم سی پرسشِ ایمان ہی ای خدا
تو اونسے پوچھ جو ہمین کافر بنا گئے

جب کھو چکے تو سادگیِ طبع سے اثر
اونکی گلی مین ڈھونڈھنے دل بار ہا گئے

روتے ہین سُنکے کہانی میری
کاش وہ سُنتے زبانی میری

عمر بھر بات نہ مانی میری
گزری حسرت مین جوانی میری

خاک ہو جاینگے جلکر اعدا
آتشِ عشق ہے بانی میری

کٹ گیا غیر مری بات تو نے
واہ رے سیف زبانی میری

آئینہ دیکھ کے فرماتے ہین
کس غضب کی ہے جوانی میری

غیر سے میری حقیقت سن لو
مین نہین کہتا زبانی میری

پھر تمہین نیند نہین آنیکی
کہین سن لی جو کہانی میری

بار کیا پاؤن تری محفل مین
ہے سبک تجھ پہ گرانی میری

ہمہ تن گوش ہی سنتے ہین
غیر کہتا ہے کہانی میری

یاد آؤنگا جفا کارون کو
کب بے نشانی ہے نشانی میری

التجا ایک مقدر دو تجھے
غیر کی مانی نمانی میری

حشر مین کچھ نہوا مجھ سے سوال
واہ رے ہیچمدانی میری

اپنی تصویر سے فرماتے ہین
تو ہی عالم مین ہے ثانی میری

نوح کو اسکی خبر ہے کہ نہین
ہے بلا اشک فشانی میری

اب اوٹھینگے ترے در سے مگر
کبھی اوٹھتی نہین اٹھانی میری

میرے اشعار فغان دل مین
قدر کرتا ہے فغانی میری

خسرو ملک سخندانی ہون
داد دے باج ستانی میری

دل مین پوشیدہ رہیگی کبتک
آتش شوق نہانی میری

تار گیسو سے نگہہ جا اُلجھی
دیکھنا رشتہ دوانی میری

دل کی حالت سے خبر دیتی ہے
اثر آشفتہ بیانی میری

بو تری ای گل چمن مین کیا بہار نغمہ ہے
گوش دل زحمت کش سی خار خارِ نغمہ ہے

کم نہین فصلِ بہاری سی بہارِ نغمہ ہے
تازگی بخشِ دلِ مردہ عذار نغمہ ہے

مطربانِ خوش نوا ہین سازگار اہل شوق
منزلِ مقصود بدحالان دیار نغمہ ہے

شرع ہی قانون عقلی واعظا برہم نہو
صرف چند اصوات موزون پر مدار نغمہ ہے

اوسکی آگی کیون نہ عاشق گوش بر آواز ہون
ہر سخن کو جسکے حاصل اعتبار نغمہ ہے

آشنای ساز لذت ہی دل ارباب شوق
طبع ناموزون زاہد شرمسار نغمہ ہے

کچھ لب شکر فشان سی ہو چمن مین نغمہ ریز
بلبل شیرین زبان امیدوار نغمہ ہے

بنکے جوگن کون دکھلانیکو ہے اپنا کمال
آج محفل مین سبھی کو انتظار نغمہ ہے

کوی فصل گل مین واعظ کسطرح توبہ کرے
یہ تو وقتِ میکشی ہی روزگار نغمہ ہے

موعظت پابندیِ فطرت کو کیا باطل کرے
دل رہینِ جذبہ بی اختیارِ نغمہ ہے

تیری دل پر زاہدا ہوتا نہین کوئی اثر
موم کرنا ورنہ پتھر کو بھی کار نغمہ ہے

ہے صدا خوش دل محزون کو بیتابی کی شکل
لاکھ پردے مین بھی ظالم بیقرار نغمہ ہے

حکم ہو اوسپہ بھی کیا قاضی نے جاری کر دیا
شہر میں ہر سمت برپا گیر و دار نغمہ ہے

مبتلائے آفت صیاد کیا بلبل ہوئی
درہم و برہم چمن میں کاروبار نغمہ ہے

خوشنوائی ہائے لذت گوش دل کی کیا کہیں
ہر سخن شیرینی تانون کا شمار نغمہ ہے

ہے گران بزم طرب دوست کی فرقت میں اثر
کوہ سے سنگین زیادہ مجھکو بار نغمہ ہے

دل یہ کہتا ہے صنم تجھپہ فدا ہو جائے
جان یہ کہتی ہے مری اللہ کیا ہو جائے

دست قاتل چومئے صرف دعا ہو جائے
ساتھ غیروں کے شریک مرحبا ہو جائے

قید ہستی سے فنا ہو کر رہا ہو جائے
نکہت گل بنکے گلشن سے ہوا ہو جائے

ہے پیام مرگ میں مضمر نوید زندگی
تا بقا کی شکل پیدا ہو فنا ہو جائے

ہے دل کی آرزو ہو نا کمال بندگی
بندہ بے مدعا ہو کر خدا ہو جائے

کیجئے سرد شکی یاس سے علاج رنج دل
نیستی سے درد ہستی کی دوا ہو جائے

ہو جو نسخہ نیازی غیر سے شرکت نہو
بیغرض ہو جائیے بے مدعا ہو جائے

تا بکے عشق ستمگر میں رو رو یا کیجئے
کشتۂ تیغ نگاہ سرمہ سا ہو جائے

جب غرض دل کو جینو سے پشیمانی سے کام
کس توقع پر طلبگار رضا ہو جائے

یا شکستہ ہو کے خون آرزو کیون کیجئے
دست جانان تک پہونچنے کو حنا ہو جائے

ہان مین ہان کرنا نہین ہی شیوہ اہلِ وقار
گنبدگردونکی صورت بی صدا ہوجائی

سوزِ دل سی چشمِ جانان تک رسائی کیجیے
جسم خاکی کو جلا کر توتیا ہوجائے

غیر اُٹھائی بھی اگر ای دل تو اُٹھنا ہو محال
اونکی خاکِ آستان پر نقشِ پا ہوجائے

انتہای آرزو اپنی یہی ہی ای اثرؔ
کربلا مین مر کے خاکِ کربلا ہوجائے

کسی طرح غم مین بسر ہوگئی
شب ہجر آخر سحر ہوگئی

جہان سی چھپای رہے عشق کو
مگر اونکے دل کو خبر ہوگئی

کسی نے جہان نام تیرا لیا
وہین اشک سی چشم تر ہوگئی

ہوا عشق دل کو پڑی جان پر
بلا کسکی تھی کسکے سر ہوگئی

وہی چشم عالم کا سرمہ بنا
عنایت کی جس پر نظر ہوگئی

نہ دینا تھا خط اونکو پیشِ عدو
خطا تجھسے ای نامہ بر ہوگئی

گرانباری سرمۂ چشم یار
سیاہیِ داغِ جگر ہوگئی

نہ آئی شب وصل پھر غیر کو
دعای سحر کارگر ہوگئی

ذرا بھی جو بدلی تو نکلی نظر
ادھر کی خدائی ادھر ہوگئی

عدو کا کوئی وار جسدم ہوا
محبت علی کی سپر ہوگئی

پہونچ جائینگے خدمت شاہ مین
جو تقدیر یاور اثر ہو گئی ؛

نالہ کس منہ سے تو دعوی اثر کرتا ہے
وہ تو ہنس ہنس کے سوی غیر نظر کرتا ہی

کوی دنیا سے عدم کو جو سفر کرتا ہے
غافلو تمکو بھی چلنے کی خبر کرتا ہے

مورد لطف سہی غیر مگر اسپر بھی
ڈرتے ڈرتے وہ تری چہرے پہ نظر کرتا ہے

دلشکن باز بھی آ فکر شکست دل سے
کسکا جلوہ دل عاشق مین گزر کرتا ہی

اپنی وحشت سی ترہی رونق صحرائے جنون
بید مجنون مری سایہ سی حذر کرتا ہے

عشق کو دل مین چھپا رکھنا بہت آسان ہے
کار غماز مگر دیدۂ تر کرتا ہے ؛

طالب تذرہو اروی صفا کسکا
عشق آئینہ گری آئینہ گر کرتا ہے

غیر سے پوچھتے ہو کون ستم دیدہ ہے
میری کوچہ مین جو رورو کی سحر کرتا ہے

عشق کی خانہ خرابی ہی توقع کا سبب
کہتے ہین دل مین حسینون کی بھی گھر کرتا ہی

اپنے دامن کو شب تار بچائے رہنا
نالہ صد چاک گریبان سحر کرتا ہے

اسکا آزار کشیدہ ہی کہ راتون کو اثر
نالہ کرتا ہے تو سو ٹکڑے جگر کرتا ہے

شراب خون جگر ہے ہمکو شراب ہم لیکے کیا کرینگے

گزک کی جا ہے دلِ برشتہ کباب ہم لیکے کیا کرینگے

ہزار پردہ مین بھی چھپانے سے حسن چھپتا نہین مری جان

تمھارے عارض یہ کہ رہے ہین نقاب ہم لیکے کیا کرینگے

ہمارے نقدِ دل وجگر کو حساب کے بعد پھیر دینگے؟

حساب لینے کا اُن سے حاصل حساب ہم لیکے کیا کرینگے

ہمین جو بھیجا ہے تمنے مصحف پڑھے لکھے ہم نہین ہین اک حرف

دکھاؤ اپنا رخ کتابی کتاب ہم لیکے کیا کرینگے

تمھین مبارک ہو شیخ صاحب بڑھاپے مین یون جوان بننا

ہماری چہرے پہ جھرّیان ہین خضاب ہم لیکے کیا کرینگے

ازل مین موقع جو ہمکو ملتا تو اپنے خالق سے عرض کرتے

کہ حسرتو نکا ہے یہ زمانہ شباب ہم لیکے کیا کرینگے

خوشی سے لین آپ جان ہماری عزیز کب آپسے ہی ہمکو

ہمارے کیا کام آئیگی یہ جناب ہم لیکے کیا کرینگے

جب ابتدا ہی سے شوقِ دیدِ جمال اتنا ہی تجکو اے دل

خدا سے نادان کہا نہ پھر کیون حجاب ہم لیکے کیا کرینگے

دل پر آشوب وقت قسمت یہ عرض کرتا تھا تیری نسبت

ملے تو اچھا ملے الٰہی خراب ہم لیکے کیا کرینگے

بتون کی الفت سے باز آئین مگر جو دل اسکو مان جائے

بُری ہے واعظ عذاب مین جان ثواب ہم لیکے کیا کرینگے

جو منع کرتا ہے دل نہ دینگے بتون کو ناصح مگر خدا را

بتادے تو ہی کہ اس طرح کا عذاب ہم لیکے کیا کرینگے

نہین کچھ امید زیست باقی رہی ہی بات اب گھڑی پہر کی

جواب قاصد جو لائیگا بھی جواب ہم لیکے کیا کرینگے

خدا کی بخشی ہوئی ہے دولت اثر نہین کوئی ایسی نعمت
ملی ہے جب عزت سیادت خطاب ہم لیکے کیا کرینگے

یہ کہتے حشر مین زاہد گناہ گار آئے — تری کرم کے الٰہی امیدوار آئے

قفس مین بلبل نالان کو کیا قرار آئے — چمن مین دھوم ہے جب موسم بہار آئے

غم فراق مین کیونکر مجھے قرار آئے — ترا خیال جو یون دل مین بار بار آئے

لحد مین کیا دل بیتاب کو قرار آئے — عدو کو ساتھ لئے وہ سر مزار آئے

بہار عمر خزان ہوگئی تو پھر اے دل — چمن مین موسم گل جوش پر ہزار آئے

ہم اپنی فعل کی کیونکر ہین ای خدا مختار
یہان جو آئی تو کیا لیکے اختیار آئے

برنگ شمع ہمین پیش غیر جلنا تھا
اسی لئے تری محفل مین اشکبار آئے

کسیکی زلف معنبر کی بو صبا لائی
کہ مشک نافی لیے آہوی تتار آئے

ہمین تو مرگ نی بے اعتبار کر ڈالا
کہین جو مرتی ہین کیا اونکو اعتبار آئی

گلہ بجا ہی سہی اونکی سر گرانی کا
مگر نہ خاطر نازک پہ اونکے بار آئے

پکاری رحمت حق واعظو کہان ہو تم
حضور داور محشر گناہ گار آئے

خدا نی جب تمھین دی اس طرح کی پیاری شکل
تمھین بتاؤ کہ کیونکر نہ دل کو پیار آئے

نکال لینگے شب وصل حسرتین دل کی
خدا کرے کبھی تو وہ دن کہ اپنا یار آئے

جو دن بہار کی ہین گل سی مل لے اے بلبل
یہ انتظار کہان کا کہ پھر بہار آئے

اونھین سنائین ہم افسانہ بیقراری کا
مگر تجھے تو دل مضطرب قرار آئے

شمار ہو نہین سکتا مری گناہون کا
کرین شمار فرشتے اگر شمار آئے

نہ اپنی گرم کلامی سی دل جلونکو چھیڑ
سر زبان نہ کہین آہ شعلہ بار آئے

کھنچی بھی ساتھ ہین کیا مری کوہکن کی طرح
یہ ابر آئی ہین ساقی کہ کوہسار آئے

عدو کو خاک بنا دی کہ تیری کوچہ سے
غبار رنج لیے تیرے خاکسار آئے

ہماری داغ جگر سوز کا وہ عالم ہے
کہ جسکو دیکھ کی خورشید کو بخار آئے

عدو کو کیون نہین سمجھاتی حضرت ناصح
کہان کی آپ مری کیا ہے دوستدار آئی

رہا جو وہم عدو شب تو اوسکے کوچہ مین
ہزار بار گئے ہم ہزار بار آئے

ہزار شکر بجود سار کہانہ طاعت پر
جو تیرے سامنے آئے تو شرمسار آئے

عدو کی مرگ سی کیونکر نہو ملال ہمین
ہمارے پاس وہ آئی تو اشکبار آئے

اثر پہاڑ کی جانب گئے تھے بہر شکار
بہادری سے کئی شیر جاکے مار آئے

یاد کر اونکو جو تیری عشق کی مارون مین تھے
ذکر کیا فرہاد و مجنون کا کہ آوارون مین تھے

محفل اغیار مین شب کہ جو وہ رونق فروز
تا سحر ہم آتش غیرت سی انگارون مین تھے

گل چڑھا ای بلبل شیدا ہماری قبر پر
ہم بھی اک رشک چمن کی نازبردارون مین تھے

جرم الفت پر کیا قائل ہمین تو نے لاکہ
قابل تعزیر کیا ہم ہی گنہگارون مین تھے

تھے چمن مین بھی تری دام محبت کی اسیر
وان بھی ای صیاد ہم تیری گرفتارون مین تھے

غیر کی کینہ سی ہون ای بانی بیداد تنگ
یا وہ روزن جو تیری گھر کی دیوارون مین تھے

صوفی صافی بنے ہین کچھ تو کہئے خیر ہے
ای اثر کے دن ہوئی ہین آپ میخوارون مین تھے

کیا کہین ہمدم کہ کیا نقشہ دل بسمل کا ہی
آنکہ ہی جان پر عالم نزع کی شکل کا ہے

خون کا دعوی کردن مجھسے ہوے یہ سکتا نہین | سر پہ احسان اور محشر مری قاتل کا ہے
خوابگاہ دہر مین کیسی ہین یہ سر مستیان | کچھ خیال ای اہل غفلت گور کی منزل کا ہے
ہمقرین یاس ارباب وفا کیونکر نہون | اب قرینہ اور ہی اوس شوخ کی محفل کا ہے
تشنہ کامان ازل ای خضر کیا سیراب ہون | لب بلب دریا ہی تو بھی خشک لب ساحل کا ہے
رحم کھا کر یار کی در سے ہٹا دیتے نہین | مجھ پر اوسکی پاسبانونکو یقین سایل کا ہے
آج وہ خورشید رو کیا جلوہ گر ہی بام پر | شام سی اترا ہوا چہرہ مہ کامل کا ہے

پایمال یاس ہی ہوتی رہی کشتِ وفا
ای اثر حاصل یہ تیری سعیِ لاحاصل کا ہے

کیا کیا نہ رنج پیری مین سہتا ہے آدمی | اس سن مین آدمی نہین رہتا ہے آدمی

جو مقدر کا لکھا ہوتا ہے | وہی اے مرد خدا ہوتا ہے
آگے تقدیر کے ای دشمن عقل | تیری تدبیر سے کیا ہوتا ہے
گر نہ قسمت کا گلا اے نادان | اسمین خالق کا گلا ہوتا ہے

رباعی

مومن ہون رکھون کیون نہ ولای حیدر | کیونکر نکرون مدح و ثنای حیدر
کیا غم جو عدو مدح سے انکار کرے | حیدر کا ہے مداح خدای حیدر

رباعی

خالق کی رضا جان رضائے حیدر | سو جان سے ہو جا تو فدائے حیدر
مومن کو نہیں عشق علی سے چارہ | ایمان کی دلالت ہے ولائے حیدر

ایضاً

حیدر کی صفت کیا کوئی انسان لکھے | کیا تاب کوئی دوسرا قرآن لکھے
ممکن نہیں انسان سے مدح حیدر | ہاں لکھے تو پھر ایزد سبحان لکھے

قطعہ

حارب جو ہوئی علی کا وہ حارب نبی کا ہے | حارب نبی کا دشمن اللہ پاک ہے
پس حارب علی و نبی و خدا جو ہے | وہ عاقبت خراب جہنم کی خاک ہے

ایضاً

کعبہ ہی میں نہیں اے شیخ ہر اک دن سجدے | نام اللہ کا ہر آن لیا کرتے ہیں
دیر میں بھی بتان ہاتھ میں لے کر سمرن | برہمن شوق سے ہر نام جپا کرتے ہیں
در تو در ہے علی گڑھ میں بھی اہل حضرت | لفظ نیچر سے اوسے یاد کیا کرتے ہیں

قصیدہ

در مدح سید و مولانا حضرت امیر المومنین علیہ السلام الی یوم القیام

مژدہ باد اشہسوارِ لافتے پیدا ہوا
راکب دوشِ جناب مصطفےٰ پیدا ہوا

ہی رجب کی تیرہوین بشاش ہو ای اہل دین
ابن عم پادشاہ انبیا پیدا ہوا

مسندِ پیغمبری کو اور بھی زینت ہوی
جانشین حضرت خیر الوریٰ پیدا ہوا

فرقِ اقدس پر ہی زیبا جسکے تاج انما
کشور ملت کا وہ فرمان روا پیدا ہوا

لحمک لحمی ہی جسکی شان مین ای مومنو
وہ جگر بند جناب مصطفےٰ پیدا ہوا

لافتیٰ الا علی لاسیف الا ذوالفقار
شان مین جسکی ہی وہ شیرِ خدا پیدا ہوا

ضیغم دشت فتوت شیر میدان دغا
حیدر لشکر شکن خیبر کشا پیدا ہوا

جب کبھی مرحب پہ شاہ انس و جان کی ذوالفقار
عالم بالا مین شور مرحبا پیدا ہوا

دشت مین جسنے بچایا شیر سے سلمان کو
وہ زبردست جناب کبریا پیدا ہوا

شان مین جسکی خدا نی ہل اتی نازل کیا
مومنو وہ آج ممدوح خدا پیدا ہوا

مثلِ شاہِ انبیا وہ بادشاہ اولیا
اولین و آخرین کا پیشوا پیدا ہوا

خرقۂ معراج بخشا حق نی مولیٰ کو مری
بہر ستاری وہ شاہ دوسرا پیدا ہوا

دیدۂ حق بین سی دیکھو جلوۂ روی علی
مظہر ذات جناب کبریا پیدا ہوا

پہلے کعبہ بتکدہ تھا ہو گیا بیت خدا
جب علی مرتضیٰ [illegible] خدا پیدا ہوا

مومنو باقی نہین اب خوف طوفان نفاق
کشتی دینِ خدا کا ناخدا پیدا ہوا

ہر نبی کی مشکلوں کو جسنے آسان کر دیا / آج وہ عقدہ کشا مشکلکشا پیدا ہوا

شکل آدم میں ہوا مسجود جو مقصود حق / وہ معین اولیا و انبیا پیدا ہوا

دشمن موسیٰ کو جسنے کر دیا اکدم میں غرق / بحر وحدت کا وہ دُرّ بیبہا پیدا ہوا

جسنے یوسف کو ملایا مژدہ یعقوب سے / مژدہ ای اہل حزن وہ مژدہ زا پیدا ہوا

خضر و الیاس و مسیحا کو ہوا [illegible] کی / وہ رہ دین نبی کا رہنما پیدا ہوا

جتنے ہیں بیدست اوسکا ہو لئے وہ دستگیر / اہل حاجت کیلئے حاجت روا پیدا ہوا

مرتبہ میں منزلت میں بعد محبوب خدا / کون مولیٰ کے برابر دوسرا پیدا ہوا

ذات میں صفات حق ہے وہ شہ دنیا و دین / نام میں نام خدا نام خدا پیدا ہوا

رجعت خورشید سے عالم پہ روشن ہو گیا / مثل پیغمبر علی معجز نما پیدا ہوا

قائل قول سلونی واقف اسرار غیب / عالم علم لدن مصطفیٰ پیدا ہوا

اپنی مشکل کیلئے پڑھ اے اشرف ناد علی
ساری مشکل کا علی مشکلکشا پیدا ہوا

قصیدہ منقبت

کیوں نہ کعبہ دل میں رکھیں تجھسے صنم کو / جلوہ فرما ہو ایک کیا دیر و حرم کو

ہم نے وہ صنمخانہ بنایا ہے کہ جس میں / ہو دخل نہ زاہد ترے تقوی کے صنم کو

دل ہی جو گزرگاہ خدا کعبہ یہی ہے
ای شیخ ترا کعبہ نہین چاہیے ہم کو

ہے وحشتِ دل سمجھے ہوئی سیر و تماشا
صحرای حدوث اور بیابان قدم کو

محتاج دلائل نہین اثباتِ الٰہی
ای فلسفی رکھ چھوڑ براہین حکم کو

ابطال جز لایتجزی سے جو تو نے
چاہا کرے اثبات ہیولی کے قدم کو

ثابت ہوئی جسوقت ہیولی کی قدیمی
مذہب مین ہوا دخل تدہّر کے قدم کو

شے کوئی ہیولی نہین ای شکل ہیولی
صورت ملی بدعت سی تری کفر و ظلم کو

ہر چند قوی فعل مین ہے قوت بخشش
چاہی تو کرے اوس سی قوی قوت شم کو

پیراہن یوسفؑ کی شمیم آئے ہوا پر
کنعان مین اک پیر بر از درد و الم کو

اضداد و موافق ید قدرت مین ہین اوسکی
معدن بنی یم چاہی جو معدن کری یم کو

احسن ہی مگر نہج وہی جس پہ ہے عالم
اس نہج مین کچھ دخل نہین لا و نعم کو

فطرت کا تقاضا ہی کہ ہو عدل کرم مین
اس عدل نے بے زور کیا دست ستم کو

بخشش ہو تُلی اس لئی قسّام ازل نے
خالی نہ رکھا عدل سی میزان کرم کو

ادنیٰ کی جو اطوار ہین اعلیٰ کے نہین ہین
آتا رم آہو نہین شیرانِ اجم کو

انداز جو ہین داخل طینت نہین جاتے
آہو نہ کبھی ترک کری عادت رم کو

کر شکر کہ ہی شکر ہی سرمایۂ طاعت
ہی شکر ہی جو دفع کری کفر و ظلم کو

جب ہو کہ کھلی ہستی عالم کی حقیقت
ہم ایک سمجھنے لگے ہستی و عدم کو

اس عالم فانی میں اثر دل نہ لگانا
رونا نہ پڑے تجھکو کہیں بخت دژم کو

مغرور نہ ہو ثروت دنیای دنی پر
بازیچہ اطفال سمجھ جاہ و حشم کو

کیا مال سمجھتے ہیں جو ہیں صاحب دانش
ملک و زر و اسپ و شتر و طبل و علم کو

نادان ہی منقش جو کری صفحۂ دل پر
نقش ہوس و رغبت دینار و درم کو

گر عقل ہو کر ملک قناعت کو مسخر
یہ ملک حاصل ہوا شاہان عجم کو

اس راہ طلب مین تو بنا پیشوا اپنا
شاہنشہ دین نایب سلطان امم کو

یعنی کہ علی جسمین کرمی سے ہے خدا کی
امید کرم جس سے ہے ارباب کرم کو

وہ شاہ گدا جسکے سمجھتے ہیں بدولت
جاہ و حشم و شوکت اسکندر و جم کو

وہ غازی حق تیغ سے جسکی کیا معدوم
ہر دشمن دین شہ بطحی و حرم کو

وہ ضیغم دین جسنے کیا زیر وغا میں
شیران عرب اور ہزبران عجم کو

ای سرور دین شاہ نجف مالک کونین
ہی فخر تری ذات سے بطحی و حرم کو

وہ رہبر حق تو ہے کہ ارباب بصارت
آنکھوں سے لگاتی ہیں تری نقش قدم کو

شاہا تری مدحت نہیں انسان سے ممکن
طاقت نہ زبان کو ہے نہ یارا ہی قلم کو

باہر ہین بیان سی تری اوصاف گرامی
کوزہ مین جگہ دی کوئی کسطرح سے یم کو

سلام

سلامی رخصتِ شبیرؑ ہی آج
لہو غم سے دل دلگیر ہے آج

محبّو وہ حسینؑ ابن علیؑ ہے
کہ جسکے قتل کی تدبیر ہے آج

نہ کیونکر خلد مین حیدرؑ رہون مضطر
کہ خنجر سرِ شبیرؑ ہے آج

پئے دست و گلو و پاے عابدؑ
رسن ہی طوق ہی زنجیر ہے آج

حسینؑ ابن علیؑ جانی نہ پاوین
یہی کفار کی تقریر ہے آج

پئے قتل جگر بند پیمبرؐ
کمر بستہ ہر اک بے پیر ہے آج

ہوئی ہی شکل زینبؑ شکل ماتم
سکینہؑ غم کی اک تصویر ہے آج

گلے مین اصغرؑ تشنہ دہن کے
بجاے شیر آبِ تیر ہی آج

اثر آنسو کا ٹوٹی تار کیونکر
غم شبیرؑ دامن گیر ہے آج

اشعار فارسی

تا دل به تظلم ندهد اذن زبان را / پیدا نشود هیچ اثر آه و فغان را

جان نیز دهد عاشق دل داده ولیکن / هردا که وفا نیست حسینان جهان را

آسیب رسد از رخ تابان تو بر دل / صد چاک کند جلوه مهتاب کتان را

ایجاد کند از خم زلف تو طرح بست / ابروی تو آموخت کجی تیغ و کمان را

کوه غم عشق تو نهادند سر ما / حامل نتوان شد فلک پیر بار گران را

ای سعی ابر رنگ گرفته ز بهارت / در گلشن حسن تو گذر نیست خزان را

از کیفیت خویش بر یار چه گویی
درکار بیان نیست اثر حال عیان را

برق حسن تو نه تنها جگر و جانم سوخت / آتشی زد بدل و خرمن ایمانم سوخت

شوق نظاره حسنت سر طورم نکشید / آتش جلوه رخسار تو آسانم سوخت

خلق آگاه نشد از تپش سوز دلم / آتش عشق تو در پرده و پنهانم سوخت

شعله در دلم افگنده جگر کرد کباب / گرمی ناله بلبل گلستانم سوخت

آتش عشق بتان بود چو آتش در سنگ / ماند پوشیده درون دل و پنهانم سوخت

داغ پنهان بدل و ناله سوزان بر لب / سوخت عشق تو مگر با سر و سامانم سوخت

گرم پہلو نہ شد از مہر دل افروز کسے
اے اثر آتش ہجرش بزمستانم سوخت

ہر سحر گہ کہ ز کوئے تو صبا می آید
تازہ جانے بہ تن خستہ ما می آید

شکوۂ غیر بروئیت نتوانم کردن
شرم از شوخی چشم تو مرا می آید

رو مکش جامۂ رندان چو دہد بوی شراب
شیخ از خرقۂ تو بوئے ریا می آید

کرمت اجر نجوید چہ کریمی یارب
کز گنہگار خطا وز تو عطا می آید

کار فرمائی شوق است پر از بو العجبی
بوئے یوسف ز کجا تا بکجا می آید

ار نعرہ زند نیست خلافِ فطرت
آری خالی چو بود ظرف صدا می آید

ب و دُرّاج اگر صید نشد رنج مبر
صبر کن صبر کہ در دام ہما می آید

از خدا می طلبی جور مبر اے زاہد
ہیہات از سرکشیِ نفس حیا می آید

مطمئن نیست ز اغیار جفا کار دلش
کہ بکوئے تو اثر او بقضا می آید

نازش ہمین چو روی نیازم نظر کند
چشم نیاز جانب روئی دگر کند

کے یار سوی من بعنایت نظر کند
اندیدہ من بغیر کرم بیشتر کند

صد عمر اکتفا نکند شرح درد را
گر شکوۂ دلم ز جفائے تو سر کند

ترسم ز مرگ خویش که او بهر فاتحه
همراه غیر بر سر قبرم گذر کنند

شکوه مبر ز حال بدست عیش آسمان
ترزین بد سگال ترس گر به ما اثر کنند

دل را بشوق زلف کسی تنگ حیثی ست
سودای خام نیست که از سر بدر کنند

گردد هزار بار فراموش از دلش
نامم هزار بار اگر او زبر کنند

گو قاصدی که همچو صبا در حریم یار
بی خوف از درشتی دربان گذر کنند

گو پیک باخبر که ز راه کرم دلی
او را خبر ز حال من بیخبر کنند

آن بطالعش کجاست که ناصح بکوی تو
فارغ ز غم نشنید و خاکی بسر کنند

این زهره هم رقیب ندارد که پیش تو
ذکر از خرابی من خسته جگر ک[نند]

در بزم غیر را نهد جاے در بغل
از یار دور نیست اگر اینقد[ر]

از تیر آه گوشه نشینان پناه نیست
باید که مدعی ز تواضع سپر کنند

وقت ست عندلیب زند شیون بهار
وقت ست ابر بر سر گل چشم تر کنند

دارد دلم چه سوز که شمع حریم دوست
شب را برنگ من نتواند سحر کنند

از جذب عشق دور سپند ارای اثر
لیلی اگر بوادی مجنون گذر کنند

خوش مرا پیروی باده پرستان آمد
رفتم از مدرسه و کار من آسان آمد

هر که شد تاجور کشور عرفان و یقین — بر در شاه نجف بندهٔ احسان آمد

چشم مالم سر پایت که ز فیض قدمت — کارم از دست شده باز بسامان آمد

مدعی آنچه بصد شوق تمنا میکرد — بغلامان ز نوال شه مردان آمد

واعظ شهر برزاق جهان تکیه نکرد — سوی مسجد بتلاش نمک و نان آمد

رخ هر سنگ تجلای جمالش دارد — بر سر طور چرا موسی عمران آمد

از خرابی خزان داشت خبر ورنه چرا — سر گل اشک فشان ابر بهاران آمد

اثر از زلف درازش سخن طول کشید
قصه کوتاه کنی عمر بپایان آمد

ے عشق باش و شاد باش — وز غم هر دو جهان آزاد باش

شقان دلدادهٔ خوی تو اند — تا توانی مایل بیداد باش

لذت بیحد نصیب جان ماست — [illegible]ی و قایم اے ستم ایجاد باش

رو متاب از عشق و سر نه در رهش — عاشق جانباز چون فرهاد باش

تا توانی اے اثر غافل مشو
از خدای دو جهان در یاد باش

سرور کون و مکان شاه سلام علیک — قاسم نار و جنان شاه سلام علیک

مالک ملک کرم نایب شاه امم | بادشه انس و جان شاه سلام علیک
ضیغم دین خدا حیدر خیبرکش | داغ ده سرکشان شاه سلام علیک
شافع روز جزا هادی هر دو سرا | چاره بیچارگان شاه سلام علیک
کاشف اسرار غیب دافع هر شبه و زور | عالم راز نهان شاه سلام علیک
حیدر صفدر لقب سرور عالی نسب | فخر شهان جهان شاه سلام علیک
دافع داغ الم داروی هر درد و غم | مرهم خسته دلان شاه سلام علیک
مفتی دین خدا حاکم ملک رضا | حق ز کرامت عیان شاه سلام علیک
زینت بزم نبی فخر نبی و ولی | شمع شبستان جان شاه سلام علیک
مقصد و مقصود ما شاهد و مشهود ما | نام تو ورد زبان شاه سلام
ذات تو در هر زمان بود چو گنج نهان | از تو قدم را نشان شاه سلام علیک
لحمک لحمی نبی گفت ترا یا علی | هستی مرا جان جان شاه سلام علیک
صاحب منبر توئی مالک قنبر توئی | سرور هر دو جهان شاه سلام علیک
مظهر ذات خدا جلوه ده انبیا | فخر شه مرسلان شاه سلام علیک
خالق کون و مکان کرد ثنایت بیان | چون نشوم مدح خوان شاه سلام علیک

بخش ز عشق خدا این اثر مرد را

زندگی جاودان شاه سلام علیک

در بتان جلوهٔ انوار خدا می بینم
زاهد این رنگ هم که چها می بینم

کیست آن خسرو خوبی که درش یار ایاز
مرجع شاه و گزرگاه گدا می بینم

نیست جز صبر رهِ خاک نشینان و شه
چرخ را زیر زمین وقت دعا می بینم

از نگاه غلط انداز که چشمش دارد
آنچه بر جان شدنی هست دلا می بینم

عجب از پیر خرابات که یارب او را
واقف راز حقیقت ز کجا می بینم

روز رندان خرابات مگردان زاهد
که چو آئینهٔ دل شان بصفا می بینم

شرف سایه میفگن بدیار که اثر
کمتر از بوم بشهر تو هما می بینم

[illegible]را مشق کرم ساختهٔ یعنی چه
جور را طرح نو انداختهٔ یعنی چه

با دل ساده و آزاده که من می دارم
ای فلک نرد دغا باختهٔ یعنی چه

کشور دل که ازانت شده در روز ازل
لشکر ظلم بر آن تاختهٔ یعنی چه

من که با گیسوی تو خط غلامی دارم
بر سرم تیغ جفا آختهٔ یعنی چه

سرکشی چون نمی زیبد برخ یار ترا
گردن ای شمع برافراختهٔ یعنی چه

تو و دنیای دنی ای اثر پاک سرشت

بر سر جیب پرداخته یعنی چه

تا صبح تو جلوه رخ جانان ندیده
زلف سیاه و کاکل پیچان ندیده

واعظ مدح خوبی طوبی براه شوق
زان بیکسی که سرو خرامان ندیده

بر کفر من ز بیخردی طعنه مزن
چشمش که هست دشمن ایمان ندیده

پیشم مگو سخن ز روز جزا سخن چه
رنج و مصیبت شب هجران ندیده

طوفان نوح شمه طوفان اشک ماست
ای ابر جوش دیده گریان ندیده

غره مشو بمهر و عطایش که ای اثر
جور و جفای آن شه خوبان ندیده

ای عندلیب از چه فغان ها کشیده
در گل چه دیده که گریبان دریده

دارم دلی که صید کمند هوای تست
از من چرا چو آهوی صحرا رمیده

ای جان جان مرو ز برم که دلم
شکل صبوری دل آزار دیده

زان طایر دلم بهوای تو می پرد
صد مرغ جان بدام هلاکت کشیده

رنگ بهار را ز عذار تو تازگی
در گلشن جمال گل نو دمیده

پیوسته بدست من ... دست هیچ من
در جیب هم که رشته الفت بریده

تاب فروغ بزم حسینان دلستان آشفته
زاهد انسان تو گوشه عزلت گزیده

دعوی بندگی مکن ای سرو بوستان | که در رکاب آن قد بالا دویده
دیگر مدار چشم توجه ز چشم او | ای دل ترا چه قدر که اشک چکیده
طبع تو رحم بر من مسکین نمی کند | حالم مگر ز دشمن بد گو شنیده

محتاج شرح حال دلت نیست ای اثر
از روی تو عیان است که آفت رسیده

چشم ... رخ رنگین قد رعنا داری | چه شمایل بخدا ای بت زیبا داری
حرفی ... لف بفر یا سر جان داده خویش | که در انفاس صد اعجاز مسیحا داری
...ے زاهد بعقل مرا کاری نیست | فکر امروز ندارم غم فردا داری
...قل و خرد از دل عالم بردی | چه بلا هوش ربا نرگس شهلا داری
...ن صنما نیست بذاتت عیبی | آفتابی ولے خاصیت حربا داری
...ر ہمکان بهر تو شایان باشد | در حریم دل عشاق چسان جا داری
...له ای بادشه حسن دعاگوی توایم | هیچ در دل ز گدایان سر و پروا داری
کافرم کرد و سویدای غمت را فزود | خال مشکین که ته زلف چلیپا داری
شکر ایزد که ز جام کرم پیر مغان | دل من پاک شد از رغبت دنیا داری
بر وای زاهد خود بین و ز خالم بگزر | تو که در مغز تهی چون و چراها داری

بی اثر گریهٔ شب را اثری نیست کرم
چشم تر دار که در غیب عطا داری

تا کی بشوق وصل تو شبها گریستن
تنها نشستن و به تمنا گریستن

تو برق حسن هستی و ما ابر عشق
خندیدن از تو آید و از ما گریستن

منعم مکن ز گریه که در هجر ناصحا
تسکین دل نمی کند الا گریستن

زاهد بشوق سرو قدی اشک من رواست
ناید ز من بحسرت طوبی گریستن

از گریه چون نه آب شود زهرهٔ عدو
یکسان بود گریستن و نا گریستن

باید اثر بیاد لب تشنهٔ حسین
از چشم اشکبار چو دریا گریستن

سجدهٔ حق ز سر زور و ریا جایز نیست
آنچه تو میکنی زاهد بخدا جایز نیست

چون می و جور بود عاقبت کار جهان
در جهان باده و معشوق چرا جایز نیست

چون جهان گشت و چرا گشت نباید پرسید
کار بیچون ست درین چون و چرا جایز نیست

الله الله چه ستم میکنی بر اهل وفا
این جفا ها که روا داری بما جایز نیست

اثر از درد کشان سست میاز ار روش
ای شه حسن ستم با فقرا جایز نیست

گر برکشی ز چهرهٔ تابان نقاب را / از جلوه در حجاب کنی آفتاب را
بیخوابیم مپرس که چون از وفور غم / افسانه ام ربود ز چشم تو خواب را

رباعی

درد غم هجر تو بیان می خواهد / هر موی تن نزار زبان می خواهد
ای جان چه تمنای وصالت گویم / دل در پی آن ست و همان می خواهد

مثنوی

چون نه نالم در غم عشق علی / افتخار هر نبی و هر ولی
الفت حیدر رهین اسلام ما / نام پاک شاه زیب کام ما
دردها دارد دل شیدای من / زین سبب این گریهٔ شبهای من
عاشقی پیدا ست از زاری دل / نیست بیماری چو بیماری دل
عین ایمان ست عشق مرتضیٰ / نور بخش دیدهٔ مرد خدا
دشمن مولا ست کور و بی بصر / همچو اعمیٰ میرود سوی سقر
از مذاق عشق بازی بیخبر / ناز دارد تیره دل بر مال و زر
رتبهٔ حیدر برون از فهم ماست / رتبه دان او جناب کبریاست
از امانت کم نگردد شان او / سجده گاه اولیا ایوان او

اغنیا را ذات پاکش افتخار ... هر غنی از وی اعانت خواستگار

دشمنان را نام مولی جان گزا ... دوستان را نام مولی جان فزا

ننگرد حاسد بسوی بوتراب ... شپره بیند بروی آفتاب

این شقاوت شیوهٔ اسلام نیست ... بر چنین فهم و ذکا باید گریست

کفر بهتر از چنین دین خراب ... کاندران رنگی ست از بغض بوتراب

همچنین اسلام را از من سلام ... بر چنین اسلامیان شامت مدام

رحمت حق بر محبان علی ... رحمت حق بر ثناخوان علی

رحمت حق بر محبان حسن ... رحمت حق بر ثناخوان حسن

رحمت حق بر محبان حسین ... رحمت حق بر ثناخوان حسین

فرقهٔ هستند از اسلامیان ... بدتر از اهل دمشق و شامیان

از علی این فرقه را بغض و عناد ... وز عدوش ربط و عشق و اتحاد

ابن ملجم شرم دارد زین گروه ... هیچ بد عنوانی ایشان ستوه

کی شود راضی خدای ذوالجلال ... چون از ایشان مرتضی دارد ملال

نیز از این علی دارند خار ... عمده‌های دشمنانش استوار

ای که هستی صاحب علم و هنر ... ورنه در دین [illegible] با خبر

می شوی بیزار از نام علی ‏ افتخار ہر نبی و ہر ولی

مشکل کونین را مشکلکشاست ‏ دافع رنج و غم و درد و بلاست

انبیا دارند از وے اتحاد ‏ تو چرا داری بدل بغض و عناد

خویشتن را چون جدا از وساختی ‏ جان خود را در بلا انداختی

می شماری خویشتن را چون فقیہ ‏ پس چرا در امر حق گشتی سفیہ

تو بتوہین علی پرداختی ‏ رتبۂ شاہ نجف نشناختی

با عدو مرتضیٰ داری ولا ‏ یا ندانی معنی شرم و حیا

تو بفضل مرتضیٰ داری سخن ‏ مدح حیدر میکند مسٹر گبن

آن گبن بہ از ہزاران شامیان ‏ آن گبن بہ از چنین اسلامیان

گفتی ای نادان بے دین و حیا ‏ کرد نافرمانی ابن مرتضیٰ

بود میر مومنان انگہ یزید ‏ پس نشد ابن علی ہرگز شہید

جنگ با میر زمان باشد حرام ‏ بر سر حق بود ابن میر شام

مومنان را گر چنین رہبر بود ‏ دین پاک مصطفیٰ ابتر بود

میر اہل دین ست ابن بوتراب ‏ آفتاب آمد دلیل آفتاب

این چہ دین ست یا الہ العالمین ‏ بغض با ابن شہ دنیا و دین

جای انصاف است ای صاحبدلان
جای انصاف است ای اسلامیان

شمر بهر از حسین شیره روان
شمر بهتر زین گروه حاسدان

او بطمع وعده ری برباد شد
این چه گونه ناکس بیداد شد

بر لب این فرقه تسبیح و درود
لیک دل دارند چون قلب یهود

کلمه خوان جد این مرتضیٰ
لیک بدخواه شه کرب و بلا

شغل ها دارند با صوم و صلوٰة
لیک غفلت کیش از فکر نجات

قبله رو سیکرده سجده شمر نیز
کی قبول افتد نماز بی تمیز

آدم اکنون بمدح بوتراب
نور او روشن ز نور آفتاب

ال اتی دائما در شان او
خالق کونین مدحت خوان او

زور بازوی جناب مصطفیٰ
افتخار اولیا و انبیا

دوش پاک مصطفیٰ معراج او
گوهر عرفان زیب تاج او

شیر حق حیدر لقب خیبر کشا
ضیغم حق شهسوار لافتیٰ

عالم علم نبی و باب علم
مصدر جود و سخا و صبر و حلم

سرور دین شافع روز جزا
جانشین حضرت خیر الوریٰ

ذات پاکش مظهر رب جلیل
دین حق را آمده رهبر دلیل

بعد پیغمبر همه را سرور است　　از همه بعد پیمبر برتر است

داخل آل عبا و پنجتن　　سرور خیل ایمه بوالحسن

هم وصی و هم انیس مصطفی　　زوج پاک حضرت خیر النسا

از تو دارد یا علی کعبه شرف　　یا علی تو دری کعبه صدف

بت شکن هستی بت پندار را　　جان و تن واده براه ارتضا

رجعت خورشید از اعجاز تو　　از همه بینم جدا انداز تو

تو همان نوری که بودی در ازل　　ایمن از مکر شیاطین دغل

تو سراپا سر ربانی علی　　تو سراسر جان را جانی علی

دشمن تو در دو عالم خوار شد　　چون زمدحت بر سر انکار شد

دمبدم دم زن بنام پنجتن　　تار ها گردی ز مکر اهرمن

شافع روز جزا آل عبا　　فاطمه حسنین حیدر مصطفی

الفت این ها کلید جنت است　　الفت این ها کلید راحت است

فرض آمد الفت این پنجتن　　دم بنام پنجتن باید زدن

هر یکی هستند جزو یکدگر　　جزو تن باشد دل و چشم و جگر

دوستدار اهل بیت مصطفی　　می شود مقبول درگاه خدا

قنبر از عشق وصی سردار شد / زید از عشق نبی سردار شد
شو بعشق مصطفی همچو بلال / تا شوی در هر دو عالم با کمال
باش چون سلمان که تا سلطان شوی / از غلامان شه مردان شوی

حکایت عکرمه

ز حاتم چنین یاد دارم سخن / که روزی امیری ز طی کهن
پس مرگ حاتم بقبرش رسید / گرسنه بسی رنجهای شدید
همه همرهانش تباه و خراب / لب و کام محروم از نان و آب
سر شام آنجا نهادند رخت / ولی خورد و نوشی نمانده بسخت
بسر تا قلم آن امیر کهن / بر او ظرافت بگفت این سخن
که در عهد خود حاتم نامور / بمهمان نوازی برآورد سر
به لطف و مدارا جهان را نواخت / تواضع همین پیشه خویش ساخت
که مهمان سرایش نه آمد کسی / که از لطف او برد راحت بسی
چو اکنون درین دشت آمد حشم / بلا شبه مهمان حاتم شدم
ببینم چه با من مدارا کند / چه لطف و کرم آشکارا کند
چنین گفت و از همرهان بازرفت / سوی گور حاتم بزودی شتافت

سر قبر حاتم به آواز گفت / که ای نامور گشته با خاک جفت
منم عکرمه از نواح یمن / درین دشت افتاده با چند تن
عجب نیست اکنون نوازی مرا / که مثلے نداری بجود و سخا
ازان پس به همراهیان بُرد رو / تمسخر کنان کرد این گفتگو
که بعد فنا گشت حاتم بخیل / ندارد سر ضیف و ابن سبیل
مدارید امید لطف و کرم / ز حاتم درین وقت جور شکم
چو شب بر سر آمد بسر شب کنید / درین دشت پرخار و وادی بید
[illegible]مود تا خوابگه ساختند / به تعمیل خرگاه پرداختند
دران دم که بودند سرگرم خواب / سر قافله گشت در اضطراب
یکے را که در پهلوش خفته بود / امیر یمن کرد بیدار زود
بدو حال رؤیای خود باز راند / چو تصویر سامع بحیرت بماند
همین بُد احوال خواب شگفت / یکے تیغ در دست حاتم بگفت
که چون دار این بیابان شدی / بلا شبه امشب تو مهمان شدی
به بین خون آلوده شمشیر من / کز اشترت زخم دارد به تن
ازین شتر کشش دعوت خویش دان / پس آسوده شو با همه همرهان

چو شد عکرمه سوی بخشی خویش ٭ تنش یافت پر خون دلش از فریش

بفرمود همراهیان را امید گروهی گفتند آن زمان تا گزید

ز صحرا خس و هیزم اندر و خفتند یکی آتش تیز افروختند

پس آسودگی یافتند از کباب بد انسان که فرمود حاتم بخواب

سحر گه چو خورشید تابان رسید سواری ز دوران دشت آمد پدید

تنی چند همراه او در رکاب ٭ برنگ کواکب بپیش ماهتاب

بدست یکی توسنی تیز پا ٭ بگرمی چو آتش بسرعت هوا

بدست دگر ناقهٔ تند رو از آن اشتر گشته خوشتر بدو

امیر یمن شد از چون و چا چنین گفت بعد ثنا آن سوار

که ای عکرمه ابن حاتم منم ٭ درین دشت جویای تو آمدم

پدر را چنین دیده ام شب بخواب که میگفت در حالت اضطراب

برو جانب عکرمه ای پسر به اسپ و شتر محمل و زین و زر

امیر یمن هست مهمان من بقدرم گذر دارد ای جان من

مرا نیست اکنون مجال کرم از آنجا که در عالم دیگرم ٭

ز دم زخم بر اشتر عکرمه بدین هیچ آسوده شد با همه

مگر این نه رسمِ ضیافت بود — که از خوان خود نان مهمان خورد
بده ناقه اش عوض اشترش — فزون کن بر آن توسن بادوش
بیارش بمهمان سرایت پسر — فراوان بنه زیر پایش گهر
[illegible]س اکنون نوازی مرا ای امیر — زاحوال حاتم چو گشتی خبیر
چنین گفت دوستش بگرمی گرفت — امیر یمن ماند اندر شگفت
زبانش بلغزید اندر دهن — سر لب نه آمد ز حیرت سخن
برفتند ز انجا بکوه شمر — سوے خانه حاتم نامور
اثر زین حکایت مرادم بدان — همین شعر سعدی شیرین زبان
کرم مایه شادمانی بود — کرم حاصل زندگانی بود

قصیده منقبت

[illegible]رشان آفتاب برج ولایت سپهر امامت سید الاولیا [illegible]خر الانبیا امیر المومنین امام المتقین قوت پروردگار صاحب ذو الفقار واقف اسرار خفی وجلی حضرتنا ومقتدنا علی ابن ابی طالب اسد الله الغالب علیه الصلوة والسلام الی یوم القیام

اگر گشاید زلف مشکین را سحر یلدای من
قیروان گردد جهان چون ظلمت شبهای من

این بلا چون در سر شوریده ام افتاده است
ناصحا بگذر مدارا از سر سوداے من

من غم و پروای روز حشر چون دارم که چون
با سحر پیوسته می بندد شب یلدای من

بر سپهر چشمم خورشید باشد ذره
بهر محشر بس بود یک گوشه

مهر خاموشی نهادم بر لب خود بهر آنک
گر نه سازد واقف از حشر تا غوغا

در حقیقت تا نشستم بحر گوست ناپیدا کنار
کار با ساحل ندارد موج دریای

دیده خوابیده بچشم نزد اشد در نبرد
خواب از چشم خلایق شور غوغای

سر بلندی خضر تم گردد چون سرو بلند
رو بپیچی گو نهد طبع سهی بالای من

عیسی نطقم زدان در قالب معنی دمید
کار بندم می شد طبع معنی زای

نقش هرگی ندارد خرده بر سن مگیر
معنی نهان من با صورت پیدای

خواب غفلت را اجازت که دهد چون سنگ در
حیرت انگیز است نقش بستر دیبای

آرزوی جام جمشیدی کجا زیبد ز دل
قطره نوشی اگر از جام استغنای

بر امم گردد سر کے از خمار احتیاج
لخت های دل اگر گزک خون جگر صهبای من

از سپهر آید پدید از من بالا تر است
کے بدام حرص افتد گردن عنقای من

کے بر از جهان رو فگند نشر دلم
کے خورد چینه همای همت بالای من

...ن کجا بر چهرهٔ دنیا گذارم چشم آز — ریخت رنگ آرزو پیش طبع ناپروای من

...ذرهٔ جلوهٔ برق جمال ایزدی است — ...ر و بسوی طور سینا چون برد سودای من

...دا ای دیدهٔ [illegible] ل من پاک شست — قطرهٔ اشک ندامت داغ عصیانهای من

...ن طالع که بهم ریختی — بادهٔ الفت بمینای دل شیدای من

...ر ساقی و من مست غدیر — کی شود خالی ز جوش فیض او مینای من

...ی غم فزون شد زانکه خمار ازل — بادهٔ خم غدیر آمیخت در صهبای من

...ب از ایجاد عالم هیچ میدانی که چیست — ق — سرّ این معنی بیاموز از دل دانای من

...بارگاه حضرت مطهر [illegible] علی است — صدر ایوان ولایت والی و مولای من

...ز [illegible] با نباشد کز خیال [illegible] همسری — ق — من بگیرم جای قنبر قنبر او جای من

...آستانیم لیکن از سر پاس ادب — من غلام قنبر او قنبر [illegible] آقای من

...ده [illegible] از خاک پای بوتراب — غیر حق دیگر چه بیند دیدهٔ بینای [illegible]

...انکه خاک رهگذرش را نور عنصر آمده — گشت روشن از نشان سجده‌اش سیمای من

...تمنای بخت آن دم که بردارم قدم — بهر بوسه فرق سر افتد بروی پای من

...بندگی در گهش — برهمن بوده است [illegible] آبای من

...نش زان سبب [illegible] کم که بود — در ازل گویای مدحش طوطی لبهای من

در چمن طبع ثنایش بلبل سدره نشین | زمزمه آموخت از طبع چمن پیرای من

صد گلستان معانی را دهد رنگ بهار | گلبن طبع رنگین سخن آرای من

ای عدو مرتضیٰ منکر از اوصاف حق | قهر دوزخ جای تو شد قهر جنت جای من

از دو غور گرمی حب تولای شیر خدا | خون من هر دم بجلید [illegible]

باعث این حسن خوبی را نیک آن ولی‌الله محبت | هر که باشد با خبر از نسبت [illegible]

بی‌نظیری مثالی نیست همتایت کسی | غیر شاه مرسلان ای خسرو یکتای [illegible]

زانکه جز اعدای تو دیگر ندارم دشمنی | باد زیر ذوالفقار تو سر اعدای [illegible]

چون رسد آن دم که بر دو دم گفتار کلام | نام تو از [illegible] بر [illegible] تا سر لبهای [illegible]

دشمنم گردد خجل از غایت افضال تو | گرچه شد [illegible] رفعت [illegible] سولی [illegible]

کار امروزم زند دیم رنگ آبرو | هست در [illegible] گر [illegible]

[illegible] که گویم ای [illegible] در مدح خویش | جوهر من کرد روشن گوهر آباد [illegible]

دو دمانم از شه کون و مکان رونق گرفت | زینت تاج شرف گردد جوهر یکتای من

از علی و فاطمه دارد وجودم امتیاز
جوهر اول بحیرت ز آدم و حوای من

قطعہ تاریخ ترتیب دیوان در صنعت نادرہ از نتیجہ فکر جناب شیخ محمد اسمعیل صاحب مہر مختار آرہ خلف جناب شیخ محمد ابراہیم صاحب وکیل عدالت آرہ شاگرد جناب صفیر بلگرامی مرحوم

بایا ترتیب بافصاحت
ہو صنعت. تو ہین کوئی تاریخ
ہاتف نے صدا یہ غیب سے دی
لیکن ہے سمجھنا اسکا مشکل
گو صاف ہے بادی النظر مین
پیچ اسمین ہین زلف پرشکن کے
... یقے سے عدد کو
... سارا مطلب
... تا ہے مہر
... ندسہ کو
... لفاظ ف ... ی سے
... تو صاف سال ہجری

دیوان جو حضرت اثر کا
بیساختہ میرے دل نے چاہا
نادر دیوان ہے سال اسکا
دشوار ہے اس گرہ کا کھلنا
حل ہوگا مگر نہ یہ معما
آسان اسکا نہین سلجھنا
گر جمع کروگے ہیجا با
ترتیب کا سن نہوگا پیدا
ہر اک کو ہو سہل تا سمجھنا
ہوگا تمھین ... ین لکھنا
اعداد کو جمع کرلو یکجا
ہوتا ہے بطرز نو ہویدا

ترکیب عمل

نادر			دیوان				
ا	د	ر	د	ی	و	ا	ن
یک	چہار	دوصد	چہار	دہ	شش	یک	پنجاہ
۳۰	۲۰۹	۱۰۴	۲۰۹	۹	۶۰۰	۳۰	۶۱

سنہ ۱۳۱۳ھ

قطع تاریخ طبع دیوان

... ن شدہ مطبوع دیوان اثر
... ل طبعش مہر شاگرد صفیر

غنچہ مقصود و معنیہا شگفت
مخزن اشعار ا ... ۱۳۱۳ ... ت

قطعۂ تاریخ از جناب سید علی محسن صاحب بلگرامی [illegible]

جبذا کلک خوش نگار اثر ۔ مرحبا طبع زرنگار اثر
کیسا ہی دیوان لکھا جزاک اللہ ۔ اے خوشا فکر گوہر بار اثر
منطبع ہو گیا جو حسن و صفا ۔ ہے یہ تا حشر یادگار اثر
دیکھکر سلک مصرعہ موزون ۔ عقد پرویں ہوا نثار اثر
فکر تاریخ جب ہوئی دلکو ۔ تھا جو بالطبع دوستدار اثر
سہ بدین کو کاٹ کر محسن ۔ لکھ دیا نقطۂ آبدار اثر

قطعات تاریخ من نتائج افکار جناب سید بشارت کریم صاحب محسن رضوی [illegible]
ابن جناب سید محمد مہدی حسین مختار رضوی غفر اللہ لہ سا[illegible]

تاریخ ترتیب دیوان

بہون جگر بہجو ز [illegible] ۔ فراہم شدہ جو [illegible]
بفکر طبع از سے سال محسن ۔ [illegible] ط

ایضاً

اگر بہ اہل محبت سیر اسکی ۔ بہار افزا ریاض عشق [illegible]
ہوئی جب محسن کو تاریخ کی فکر ۔ کہا دل نے بیاض عشق [illegible]

تاریخ آغاز طبع دیوان

گشت مطبوع چون کلام اثر ۔ دل ز ارباب وجد و حال [illegible]
بہر تاریخ طبع محسن نوشت ۔ کلیات اثر ہے جلوۂ نو[illegible]

قطعۂ تاریخ گوہر بار دیوان شمس العلما جناب مولوی امداد امام صاحب ملقب [illegible]
از نتائج طبع [illegible] مختار [illegible] شاگرد دلی خیرخواہ صغیر مرحوم

قبلۂ ارباب معنی کعبۂ اہل سخن ۔ نازش معنی نگاران شاع[illegible]
آنکہ اسم پاک او امداد آمد با امام ۔ فخر عرفی رشک طالب افصح [illegible]
کلیات [illegible] طبع [illegible] ۔ مثل گل بشگفتہ تا گر خاطر ہر [illegible]
مصرعۂ تاریخ [illegible] سہم از فلک ۔ آفتاب زندگی نور حیات جاو[illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

صل علی احمد و آل کریم

تقریظ۔ سراپا تاثیر از شاعر بیمثال و نازک خیال جناب سید علی محسن صاحب متخلص بہ محسن بلگرامی شاگرد حضرت صفیر بلگرامی

راست میگویم و یزدان نہ پسندد جز راست حرف ناراست سرودن روش اہرمن ست

امابعد حضرات ناظرین پر روشن ہو کہ بحمد اللہ کتاب کاشف الحقایق معروف بہ بہارستان سخن جلد اول تصنیف جناب شمس العلما مولوی حکیم سید امداد امام صاحب متخلص بہ اثر مرتب ہو کر طبع ہو گئی۔ الحق یہ کتاب عجیب و غریب ہے اسکا رنگ تمام ایشیائی تصانیف سے نرالا ہے۔ شاید یوروپین زبانون مین بھی اس انداز کی کتاب کمتر موجود ہوگی۔ مصنف نے اس کتاب مین دکھلایا ہے کہ شاعری کیا شئے ہے۔ فطری اور غیر فطری شاعری مین کیا فرق ہے شاعری کی صنفین کیا کیا ہین۔ شاعری کے اغراض کیا کیا ہین شاعری سے اغراض انسانی کو کسقدر تعلق ہے اسیطرح صدہا مسایل علمیہ سے اس کتاب لاجواب مین حضرت مصنف نے بحث کی ہے علاوہ اسکے ہر زمانہ کی شاعری سے خبر دی ہے۔ مصری۔ یونانی۔ لاطینی۔ ایطالوی۔

جرمن- انگریزی- عربی- فارسی- اردو- سنسکرت- بھاشا- چینی- جاپانی
برہمی شاعریوں کے حقائق و بقدر ضرورت حوالۂ قلم کیا ہے- جو جس ملک
کی شاعری کو بیان کیا ہے اُس ملک کے جغرافیہ- تاریخ- سیر- تمدن- تمد
اخلاق- معاشرت- ادب- علم- فضل- مذاق- حرفہ- صنعت- تجارت-
پیداوار- آب و ہوا- مزاج بلدان- وحوش- طیور- جبال- بحور- معادن
وغیرہ وغیرہ کو بھی خوش مذاقی کے ساتھ تحریر فرمایا ہے- جدت مطالب لائق قدر
ہے کہ مصنف کی جو کچھ قدر کیجائے بجا ہے- لاریب اس تصنیف سے حضرت
مصنف کی قوت دماغی- حق پسندی- وفور اطلاع- خوش مذاقی- حُسن بیان
حسب مراد آشکار ہے- اس دیار کے اکثر ارباب علم و فضل حضرت مصنف کے
نام نامی سے واقف ہیں کس واسطے کہ مذاق شاعری کے علاوہ حضرت مصنف
کو اکثر علوم و فنون میں بہرۂ کامل حاصل ہے عربی فارسی وغیرہ وغیرہ کے سوا
حضرت مصنف کو زبان انگریزی میں بھی دخل کامل ہے- فلسفہ جدیدہ و قدیمہ سے
وفور اطلاع کی شکل پیدا ہے- معقولات و منقولات سے اطلاع کافی حاصل
ہے طبابت- باغبانی- زراعت اور شاعری کے ساتھ حضرت مصنف کی
طبیعت ایک مناسبت خاص رکھتی ہے علاوہ اسکے مذاہب مختلفہ سے
پوری باخبری حضرت مصنف رکھتے ہیں- چنانچہ علم کلام میں بھی اونکی تصانیف
موجود ہیں- اہتمام مذاق کے ساتھ مذاق شاعر کچھ ایسا پیدا کیا ہے کہ کوئی

شخص ہے جامع التحصیل ہوئے اونکو اس انداز مذاق کو حاصل نہین کر سکتا
راقم الحروف نے چاہا تھا کہ جناب مصنف کی سوانح عمری نذر ناظرین کرے مگر
مکروہات زمانہ سے فرصت نہ ملی بہر حال اس جگہہ حضرت مصنف کے کچھ
خاندانی اور ذاتی حالات ذیل مین حوالہ قلم کئے جاتے ہین۔

حضرت مصنف ہمارے صوبہ بہار کے ایک ممتاز خاندان سادات
کے آدمی ہین۔ اور خود بھی ایک مشہور و معروف شخص ہین۔ چونکہ جناب
مصنف کے خاندان سے راقم الحروف کے بزرگون کو چہہ سات پشت سے
مرابطت کی شکل قایم رہی ہے۔ راقم الحروف پر حضرت مصنف کی خاندان
کی حقیقت اچھی طرح روشن ہے۔

حضرت مصنف یعنی جناب شمس العلما مولوی حکیم سید امداد امام صاحب
خلف اکبر جناب شمس العلما مولوی سید وحید الدین خان بہادر ابن سید امداد
علی خان بہادر ابن سید امام علی ابن سید بقیۃ اللہ ابن سید احمد اللہ حسینی الحسنی
کے ہین نسبت نسل حضرت زید شہید فرزند ارجمند حضرت امام زین العابدین
علی ابن الحسین ابن علی ابن ابیطالب علیہم الصلواۃ والسلام کی ساتھ رکھتے ہین

؎ انکا نانا ہے حسن دادا حسین ؛ جد اعلی جناب ممدوح کے سید فیروز
جو سید ابوالفرح واسطی کی نسل سے تھے ہندوستان مین تشریف لائے
حضرت مصنف کی والد بزرگوار کے اجداد مادری سے حضرت سید حسین خنگ

سوار تھے جو ان دنوں مشغول مجاہدہ تشریف لائے اور بعد فتحیابی کے موضع بیورہ میں

توطن پذیر ہوئے اور اسی بیورہ میں جو اس وقت حضرت مصنف کا مسکن ہے

انکا مزار واقع ہے یہ بزرگ حضرت سید حسن خنگ سوار کہ جنکا مزار شریف اجمیر کی

پہاڑی پر واقع ہے اور جنکا ذکر کتاب مفتاح التواریخ میں مسٹر بیل صاحب

فرماتے ہیں برادر اصغر تھے حضرت مصنف کے والد کے مادری بزرگوار وخیمی نواب حاجی

سید محمد سعید خان بہادر ظفر جنگ امیر الوزرا اور نواب سید عتیق اللہ خان بہادر

انکے بھی تھے ان دونوں نامی بزرگواروں کے حالات کتاب سیر المتاخرین کے

صفحہ ۱۳۱ و ۱۴۰ و ۲۲۰ و ۲۲۳ و ۲۲۹ و ۲۳۲ و ۲۳۳ و ۲۳۹ میں مندرج ہیں

اور کتاب فتوحات عالمگیری کے ورق ۸۶ و ورق ۹۶ میں بھی حضرت اورنگ زیب

شاہنشاہ دہلی انکا ذکر بعزت کے ساتھ یاد فرماتے ہیں اسیطرح کتاب گولڈن بک

آف انڈیا مصنفہ سر روپر لتھبرج صاحب ممبر پارلیمنٹ جناب شمس العلما سید ضیاء الدین

خان بہادر برادر جناب مصنف کے حالات میں نواب حاجی سید محمد سعید خان صاحب

کا ذکر کرتے ہیں ۔

مصنف کے جد مادری جنکے اجداد مادری سید محمد نجیب ایک بہت بڑی تعداد

صوبہ بہار کے تھے اور نیز صاحبزادے سید حسن عسکری فوج دہلی کے بخشی تھے

یہ حضرت اپنے وقت کے ایک بڑے نامی درویش صاحب صفا اور متقی تھے انکا مزار

موضع ... میں واقع ہے سید حسن عسکری صاحب کے دو فرزند

۶

انھین بزرگ یعنی
نواب میر مردان علی
خان بہادر و داروغہ محمد حسین
کے پردادا سید نیاز
حسین صاحب کے
درمیان صیغہ اخوت
ہوا تھا اور حسب رواج
رواج ہند دونون
بزرگوارون نے
دستار بدل کی تھی

میر امجد علیصاحب اور نواب میر مردان علی خان بہادر بڑے نامی وگرامی ہوے۔
میر امجد علیصاحب تو وہی بزرگ ہین جنکا نام ضلع پٹنہ کے جنوبی حصون مین آجتک
السنۂ خلایق پر جاری ہے۔ اور جنھون نے اپنے لشکر سوار و پیادہ سے کولون کی
لڑائی مین سرکار انگلشیہ کو بڑی اعانت دی تھی اور جسکے صلہ مین اونکو ایک بڑا تعلقہ
سرکار بہادر سے ضلع گیا مین مرحمت ہوا تھا یہ حضرت اپنے وقت کے اک بڑے
قوی اور ذی اختیار تعلقہ دار تھے۔ اور نہایت سخی اور سپاہی مزاج آدمی تھے
نواب میر مردان علی خان بہادر سرکار انگلشیہ کیطرف سے عامل ضلع شاہ آباد
کے تھے۔ اور وسیع اختیارات فوجداری و عدالت و مال و بند و بست وغیرہ
وغیرہ کے ساتھ ایک بہت بھاری تنخواہ بھی سرکار انگلشیہ سے پاتے تھے۔
نواب ممدوح سید امداد علی خان بہادر حضرت مصنف کے جد امجد کے حقیقی نانا تھے
یہ امر قابل لحاظ ہے کہ حضرت مصنف یعنی شمس العلما حکیم مولوی سید امداد امام
صاحب کو سرکار انگلشیہ سے چند پشت کا شرف نمکخواری حاصل ہے۔ خود حضرت
مصنف وکیل درجہ اعلیٰ و پروفیسر و منیجر وغیرہ تھے۔ والد ماجد جناب مصنف کے
شمس العلما سید وحید الدین خان بہادر عہدہ ہاے صدر الصدور و مجسٹریٹ
ضلع و رجسٹرار ضلع و جج اسمال کاز کوٹ و جسٹس آف دی پیس پر سرفراز تھے۔
دادا حضرت مصنف کے سید امداد علی خان بہادر صدر الصدور اور حاکم فوجداری
تھے۔ پر دادا حضرت مصنف کے سید امام علی حاکم مال بہ لقب تحصیلدار تھے۔

اسیطرح جد امجد حضرت مصنف کے یعنی سید بقیۃ اللہ صاحب بھی اسی عہدہ پر
سرفراز تھے اور اس زمانہ مین یہی عہدہ بہت ممتاز سمجھا جاتا تھا اسواسطے کہ
اس زمانہ کے عہدہ ہاے جلیلہ اس زمانہ مین قایم نہین ہوسکے تھے
جناب مصنف کے والد ماجد کے نانا سید سلامت علی خان اور ماموں سید
راحت علی خان بہادر جلیلہ عہدہ ہاے عدالت و فوجداری پر سرفراز تھے۔
جناب مصنف کے حقیقی چچا سید فریدالدین خانصاحب بھی حاکم عدالت تھے
اس خاندان کے اور دو بزرگوار سید نجم الدین صاحب و سید فرزند علی صاحب
جو حضرت مصنف کے چچا تھے آفتاب اقران و ماہتاب امثال تھے سید فرزند علی صاحب
ایک نادر درجہ کی عقل و دانش رکھتے تھے اور بڑے ممدوح خلایق تھے سید
نجم الدین صاحب کی صد تحسین دفتر ہاے سرکاری مین مندرج ہین ولیم ٹیلر
صاحب بھی اپنی تصنیف ضخیم موسوم بہ سی و ہشت سال در ہند مین سید نجم الدین
صاحب کو بڑی عظمت کے ساتھ یاد کرتے ہین سنہ ۱۸۵۷ء کی بغاوت کے زمانہ
مین بڑی بڑی کارگزاریان سید نجم الدین صاحب سے نمایان ہوئین جسکے
جلدو مین سرکار بہادر نے انھین عہدہ ڈپٹی مجسٹریٹی و خطاب سے سرفراز فرمانا
چاہا مگر اس عزت کی پذیرائی مین جناب ممدوح خواہان معذرت ہوے اسلئے
کہ جناب ممدوح قیام دہلی کے زمانہ مین دربار شاہ دہلی سے بھی عزت یاب
ہوچکے تھے اگر جناب ممدوح کو کوئی میدان اسطرح کی عزت یابیون کیطرف نہ تھا

بلکہ خلوت نشینی کیطرف ہمیشہ راغب تھے اور اسیطرح زندگی بسر کر ڈالی۔

اسوقت مین بھی جناب مصنف کے خاندان کے حضرات مشاہیر صوبہ بہار سے ہین خود حضرت مصنف مخاطب بہ شمس العلما از جانب گورنمنٹ ہین یہ خطاب بہت اعلیٰ درجہ کا ہے یہ خطاب سرکاری خطاب نواب سے چھوٹا ہے ورنہ اور ہندی خطابون سے اعلیٰ ہے۔ حضرت مصنف کے برادر اوسط از بل سید فضل امام خان صاحب منجانب گورنمنٹ خان بہادر کا خطاب رکھتے ہین۔ مولوی سید نصیر الدین خان بہادر ولد مولوی سید فرزند علی صاحب ایک کارگزار افسر سرکاری ہین اور ہمارے شہر مین صیغہ مال و فوجداری کے ایک ممتاز حاکم ہین مولوی سید محی الدین خان بہادر ولد سید نجم الدین صاحب مغفر الیہ عہدہ ڈپٹی کلکٹری و مجسٹریٹی پر فایز ہین۔

مولوی سید شرف الدین صاحب ولد اصغر مولوی سید فرزند علی صاحب ایک نہایت فروغ یافتہ بیرسٹر ہین اور کمالات صوری و معنوی سے مملو ہین مولوی سید ظہیر الدین صاحب جو حال مین عہدہ دار صیغہ مال تھے ایک اعلیٰ درجہ کے مصنف و محقق ہین۔ انکے والد جناب مولوی سید عبد الوہاب صاحب ایک بڑے نامی گرامی بزرگ تھے شجاعت و سخاوت مین کمتر اپنا نظیر رکھتے تھے۔ مولوی محمد یحیٰ صاحب ایک نہایت فروغ یافتہ وکیل درجہ اعلیٰ ضلع پٹنہ کے ہین۔ علاوہ حضرات بالا کے اور چند حضرات ہین جو بجا آوری

خدمت سرکار کے خیال سے عہدہ ہاے آنریری مجسٹریٹی و میونسپل کمشنری و ممبری
ڈسٹرکٹ بورڈ کو انجام کر رہے ہیں۔ ان حضرات کے ذکر کے ساتھ حضرت مصنف کے
برادر اصغر کا بھی ذکر ضروری ہے تاکہ نوجوانوں کو اونکے حالات کے اطلاع سے
تعلیم کی شکل پیدا ہو۔ انکا نام نامی مولوی سید یوسف امام صاحب ہے انھوں نے
صغر سنی سے انتظام زمینداری و تجارت و کاشتکاری کیطرف توجہ فرمائی
اور جو زمانہ نوجوانوں کے برباد ہونے کا ہے اوسے اکتساب معیشت میں بسر کیا
اسوقت ماشاء اللہ وہ نہایت مرفہ الحال ہیں اور یہ مرفہ الحالی اونکی زیادہ تر
قابل تعریف اس نظر سے ہے کہ اکتساب معیشت میں انھوں نے کبھی صفت
دیانت و امانت کو ہاتھ سے نہیں دیا اور کوئی ایسا کام نہیں کیا جو اونکی سیادت
اور عالی خاندانی کے خلاف تھا اسوقت حکام انگلشیہ بھی اونسے رضامند ہیں
اور اونکی خاص رعایا بھی اونسے تمامتر خورسند ہے۔

حضرت مصنف کے اخلاف بھی اوسی درخت کے پودے ہیں۔ مولوی سید
علی امام صاحب و مولوی سید حسن امام صاحب صاحبزادگان حضرت مصنف
فروغ یافتہ بیرسٹرایٹ لا ہیں ذہانت و ذکاوت و اخلاق وغیرہ میں چشم بددور
سراپا فضل خداوندی نظر آتے ہیں۔ میں ان دونوں لڑکوں کی نسبت بہت
کچھ لکھتا مگر اس خوف سے کہ لوگ میری تحریر کو رعایتی نہ سمجھیں صرف اس شعر پر اکتفا
بو کہ اللہ ان آئی سے ہوا ایک ہوا ÷ نام پڑھتا گیا جب ایک کے بعد ایک ہوا

قناعت کرتا ہون۔

جناب مصنف کے ہمشیر زادہ سید محمد سلیمان صاحب پسر اکبر مولوی سید محمد یحیٰ صاحب بھی بیرسٹر ایٹ لا ہین اور حیدر آباد کی عدالت ہائی کورٹ سے متعلق ہین سید ضمیر الدین ولد مولوی سید نصیر الدین خان بہادر لندن مین ڈاکٹری کا علم پڑھ رہے ہین انشاء اللہ تعالیٰ دو تین سال مین کامیاب ہوکر ہندوستان کو واپس آئینگے۔ مولوی سید عبدالحمید صاحب بی۔اے۔بی۔ال پسر کلانی جناب مولوی سید عبدالحی صاحب مرحوم کے جو کہ زمیندار کلانی اور جنرل منیجر تھے حضرت مصنف کے خویش ہین۔ ان دونون یہ صاحب سکرٹری ڈسٹرکٹ بورڈ ضلع شاہ آباد کے ہین۔ ایک اور ہمشیر زادہ حضرت مصنف کے مولوی سید زین الدین صاحب بی۔اے۔ ہین اور بی۔ال کی امتحان کی تیاری کر رہے ہین۔ سید محمد خلیل داماد مولوی سید محمد اسمٰعیل صاحب کے بی۔اے۔ ہین اور بی۔ال کے امتحان مین جانیوالے ہین۔ سید عنایت کریم صاحب جو بی۔اے۔ بی۔ال اور مولوی سید نصیر الدین خان بہادر کے خویش ہین رو بفروغ وکیل شہر پٹنہ کے ہین۔ امسال حضرت کے ایک بھانجی داماد خواجہ اقبال حسین صاحب نے بھی۔بی۔اے۔ کا امتحان پاس کیا ہے ایک اور بھانجی داماد مولوی عبدالرحیم صاحب بیرسٹر ایٹ لا ہین ہائیکورٹ کے پیشہ بیرسٹری کے علاوہ ڈپٹی لیگل ریممبرنسر کے عہدہ پر بھی سرفراز ہین۔ ایک اور ہمشیر زادہ حضرت مصنف کے

مولوی سید مظہر امام صاحب سر رشتہ دار محکمۂ افیون ہین۔ الغرض
این خانہ تمام آفتاب ست اللہم زد فلا تنقص۔

حضرت مصنف ۱۷ اگست ۱۸۴۹ء کو پیدا ہوے اس حساب سے اسوقت
سن شریف ۴۸ برس کا ہی کمالات صوری و معنوی جو مبدء فیاض نے عطا
فرمائے ہین اوسکی تحریر کے لئے ایک جداگانہ کتاب ہونی چاہئے۔ علم
حساب۔ جبر مقابلہ۔ اقلیدس۔ علم شلث۔ علوم معدنیات و نباتات۔ علم حیوانات
علم مناظرہ جغرافیہ۔ تاریخ سیر۔ فلسفہ جدیدہ و قدیمہ وغیرہ وغیرہ سی پوری
واقفیت حضرت مصنف کو ہی ایسا شخص کیون نہ پایہ عالی رکھے اور فن
شکار مین تو حضرت مصنف کو وہ ید طولا حاصل ہی کہ شاید ہماری ملک ہندوستان
مین کوئی نظیر نکلے۔ اپر طرز زندگی ایسی سادہ۔ ہمدردی بنی نوع انسان تو
گویا گھٹی مین پڑی ہی اپنی اپنے موقع پر اسطرح کی خالص اور سچی ہمدردی
ظہور مین آئی ہی کہ واقعی اہل ملک کیلئی نمونہ کا فائدہ دی سکتی ہی مین دو
دو چار واقعی ہمدردی کی لکھتا مگر خوف تطویل سی قلم انداز کئے۔ شجاعت
و سخاوت تو خاندانی ترکہ ہی کتنے شیر و پلنگ اندرو نہنگ مارے اور
بہت مواقع مین سچی شجاعت کی داد دی ایام سوداگری کی شب ہا تی تار
صحرا و کوہ مین بسر کین۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جفاکشی کیلئی مخلوق
ہوئی ہین اس صفت شجاعت کی ساتھ سیر چشمی ایسی کہ کمتر دیکھی گئی ہے۔

اپنے دیار مین قناعت و دیانت و امانت و خلق و انکسار و تواضع مین بھی مشہور ہو رہی ہین - تصانیف ممدوح سی حضرت کی کثیر المذاقی ظاہر ہے جناب ممدوح کی قابل لحاظ تصانیف ذیل مین درج کیجاتی ہین -

(۱) کتاب مراۃ الحکما — یہ دونون کتابین زبان سوئیڈن مین ترجمہ ہوگئی ہین

(۲) کتاب الاثمار — اور ایک فرمان شاہ سوئیڈن و ناروی کا بنام مصنف مصنف کی پاس آئی حضرت شاہ خلد اللہ ملکہ نی یہ دونون کتابین اپنی یونیورسٹیون کو استفادہ ملکی کی خیال سے سپرد فرمائی ہین - جیسا کہ مضمون فرمان ہے -

(۳) کتاب کیمیائی زراعت — یہ کتاب بمنظوری مہتمم زراعت سرکاری یعنی ڈائرکٹر ایگری کلچر طبع ہوئی ہے -

(۴) ہدیہ قیصریہ — جناب ملکہ معظمہ قیصرہ ہند دام اقبالہا کی سوانح عمری ہے جس تحقیق و تدقیق سے جناب مصنف نی یہ تحریر لکھی ہے دیکھنے والے کا دل جانتا ہے -

(۵) معیار الحق — اسمین نکاح حضرت زینب بنت جحش پر جو الزامات ملحدین ہین اوسکا جواب ہے - اس رسالہ پر تقریظ حضرت تاج العلما مولانا سید علی محمد صاحب قبلہ اعلی اللہ مقامہ فی الجنۃ ثبت ہے -

واضح ہو کہ اس کتاب کاشف الحقایق کی ساتھ حضرت مصنف کا دیوان بھی

طبع ہوا ہے اوسکی نسبت جناب مرزا محمد جعفر صاحب اوج مدظلہ صاحبزادہ
جناب غفران مآب سلطان الذاکرین حضرت مرزا سلامت علی صاحب دبیر
اعلی اللہ مقامہ فی الجنان نے جو تحریری راے ظاہر فرمائی ہے اور نیز جناب
حکیم سید لقمان حیدر صاحب رئیس و وکیل عدالت آرہ نے جو تقریظ رقم
فرمائی ہے ذیل مین درج کیجاتی ہے -

تقریظ چکیدہ کلک گہر سلک جناب مرزا محمد جعفر صاحب متخلص بہ اوج خلف الرشید جناب سلطان الذاکرین حضرت مرزا دبیر صاحب اعلی اللہ مقامہ فی الجنان -

باسمہ سبحانہ وتعالی حضرت عز بیان صفاتہ السنۃ البلغاء وقصرت
عن ادراک حقیقۃ عقول الحکماء - صلی وسلم وبارک علی
اکمل الانس خیر البشر محمد المصطفے وآلہ النجبا -

اما بعد - بہ مخواے آیہ وافی ہدایہ الا الذین امنوا وعملوا الصالحات و بمفہوم
حدیث شریف ان من الشعر لحکمۃ صناعۃ شعریہ کہ عموماً بہ مسایل حکمیہ مستلزم ہے
اپنی دیگر صنف تخییل سے کالبعد فی المشرقین ممتاز ہے - اور از بسکہ بہترین
مسائل حکمیہ اخلاق حضرات چہاردہ معصومین صلوۃ اللہ علیہم اجمعین کے اذکار
اخبار ہین - پس خصوصاً ان بیانات پر مبنی ہونا فی الدارین موجب اعزاز ہے

در نیو لا دیوان پُر اثر مجموعہ کمالات وہنر ہمارے معزز دوست فاضل کامل
محقق الادیب مدقق الاریب ذوالفطنۃ الوقادو القریحۃ النقاد مکارمہ لاتحصے
ومحاسنہ لاتملے ارسطوے زمان بطلیموس دوران بدر الحکما شمس العلما جناب مولوی
سید امداد امام صاحب اثرؔ تخلص - کا - ملاحظہ ہیچدان سے گزرا - ماشاء اللہ
کیا کہنا اگرچہ اردوے معلّٰی مادری زبان ہمارے ذی علم دوست کی نہین ہی -
اوسپر یہ محاورت محاورت کی کوششین - طاقت طلاقت کی جوششین -
ستھرے لفظ نئے پیرائے - مناسب رعایتین چوکھی ترکیبین روح افزا مضامین
حسن وعشق کے دلکش آئین - قدرتی فطرتی انداز جناب مرزا غالب مرحوم کا
پرداز - جسکی پسند پر فطرت خواہ مخواہ مجبور کرتی ہے - مین کیا ہر اہل ذوق
کے دیدۂ شوق مین کھُبنے کے لائق - اور دفتر فصاحت مین فائق ہین - بس

عبدہ و ابن عبدہ　　　　محمّد جعفر اوج

تحریر جناب مولوی حکیم محمّد سیّد لقمان حسین صاحب رضا وکیل عدالت آرہ

جناب شمس العلما حکیم مولوی سید امداد امام صاحب کی کثیر المذاقی
ایک امر مسلم ہے شاعری بھی اونکے مذاق ہاے گوناگون کا ایک جلوہ ہے
اونکی شہرت اسی فن کی دستگاہ پر موقوف نہین ہے - اونکی آبائی عزت
اور اونکی ذاتی قابلیت اسقدر ہے کہ اوسکی تفصیل طولانی ہے - ص ۹

سو پشت سے ہی پیشہ آیا سپہگری ہا۔ کچھ شاعری ذریعہ عزت نہین سمجھی
لیکن چونکہ اونکا مذاق شاعری اس جگہ پر زیر بحث ہے تو راقم الحروف
اونکی شاعری کی نسبت اپنی خیالات ذیل مین درج کرتا ہے۔

جناب شمس العلما مولوی حکیم سید امداد امام صاحب کے کلام مین کیون
اثر ہو جب یہ قول بتجربہ ہای کافی ودوامی سی مان لیا گیا ہی کہ انچہ از دل
خیزد بر دل ریزد۔ علاوہ اسکے جو صاحبان کہ مصنف والا نژاد کی
ارفی پاکی طینت وصفای قلب سے فیض حاصل کرنیکا فخر خاص رکھتی ہین
اونکے حق مین تو یہ کلام سہل الممتنع اشراقیت کا پورا پورا رنگ پیدا کرتا ہے
سادگی کی ساتھ فصاحت کلامی تو خاندان سیادت کی ساتھ ہمیشہ سے مخصوص رہی
ہے اوسپر تحصیل وتکمیل علوم وفنون قدیم وجدید وزبانہای عربی وفارسی و
انگریزی وغیرہ نے دل صفا منزل پر حضرت مصنف کے ایک ایسا محققانہ
اثر ڈالا ہے کہ جوانانہ مذاق جو محض حسیات ظاہری کی لذات بی ثبات سے
تعلق رکھتا ہی اب اونکی چشم آخر بین کی سامنے بالکل پھیکا پڑ گیا ہے مگر
ساتھ اسکے بہی غزل سرائی کے سے نازک رنگ مین اوسکے حلقہ کی اندر
رہکر جسقدر فطرتی جذبات محققانہ مسایل عاشقانہ واردات قلبیہ محض
بیساختہ پن کیساتھ ایک تغزل پیرایہ مین جناب شمس العلما صاحب نے
جو پیشکش اہل بصیرت کیا ہی اسکا فراوس دل سی پوچھئے جو کسیقدر بھی

زخم خوردہ ہو سبحان اللہ کلام کا رخ ہر حالت مجازی کو بھی ایسا حقیقت کیطرف کھینچتا ہی جیسے کہربا کاہ کو یا مقناطیس آہن کو بی ثباتی دنیا جسکی چندروزہ بقا عاشقون کا رشک و استغنا ماہرویون کی بیمہری اور انکی ناز و ادا مردان خدا کی زندہ دلی اور پابندی تسلیم و رضا الغرض ہر نعمت دنیا و عقبیٰ کلام راستی فرجام مین جناب شمس العلما صاحب کے اسقدر نصیب اہل بصیرت ہوتی ہی کہ اگر دواوین اساتذہ مین ڈھونڈھی جاے تو اسکا موازنہ بخوبی ہو سکتا ہے۔ حضرت شمس العلما کی غزل سرائی واقعی قابل توجہ ہی۔ سارا دیوان مضامین عالی سے مملو دکھائی دیتا ہے کوئی مضمون پست خیالی کی طرف رخ کرتا نظر نہین آتا سوز و گداز خستگی نشتریت کی کیفیتین ہر جگہ پائی جاتی ہین بلند پروازی جو کہ غزل سرائی کی جان ہی حضرت کی شاعری سے کبھی جدا نہین ہوتی دیوان بھر مین کوئی شعر بازاری شوخی نہین رکھتا نہ پایہ تہذیب سی کوئی شعر گرا نظر آتا ہے۔ ایک مصرع بھی کہین نیم ریختی کی ترکیب نہین پائی ہے۔

المختصر شمس العلما صاحب کا کلام اون ہی حضرات کی پسندیدگی کے قابل معلوم ہوتا ہے جو حکیمانہ مذاق کے ساتھ معاملات قلبیہ سی باخبر ہین اور جو عوام الناس سی ایک جدا رنگ و انداز کا دل رکھتے ہین۔

اعلان

واضح ہو کہ اس کتاب کو مصنف سے کوئی تعلق
نہین ہے مشتہر نے باہتمام خاص چھپوایا ہے
جن صاحب کو ضرورت ہو بارسال قیمت
یا بذریعہ ویلو پے ایبل مشتہر سے طلب
فرمائین اور مصنف کو اسکی تکلیف ندین
اسلئے کہ مصنف کو بہت کم جلدین حسب
قرارداد دی گئی ہین قیمت فی جلد ۸ر علاوہ محصول

المشتہر
سید علی محسن بلگرامی
پھاٹک آرہ